ہوا مطبوع نادر یہ رسالہ
رہے دنیا میں مدت تک قائم
ہو مطبوع خلایق بھی خدایا
کہ نادر کی ہے یہ نادر تمنا

تذکرۃ النساء

یعنے شاعرہ عورتونکا تذکرہ - جسکا تاریخی نام (مرآت خیالی)
ہے اور وقت انطباع (گلشن ثروت نادر) اِسکا لقب ہوا

مولفہ

عجز بنیاد درگا پرشاد ڈپٹی سر رشتہ تعلیم ممالک پنجاب وغیرہ - مینجر
دہلی بک سوسائٹی - ایجنٹ دفتر کلید امتحان دہلی وغیرہ - تاجر کتب

بنا بر پیشکش بندگان عالی متعالی

چھپ کر تیار ہوا ہے - گر قبول افتد زہے عز و شرف

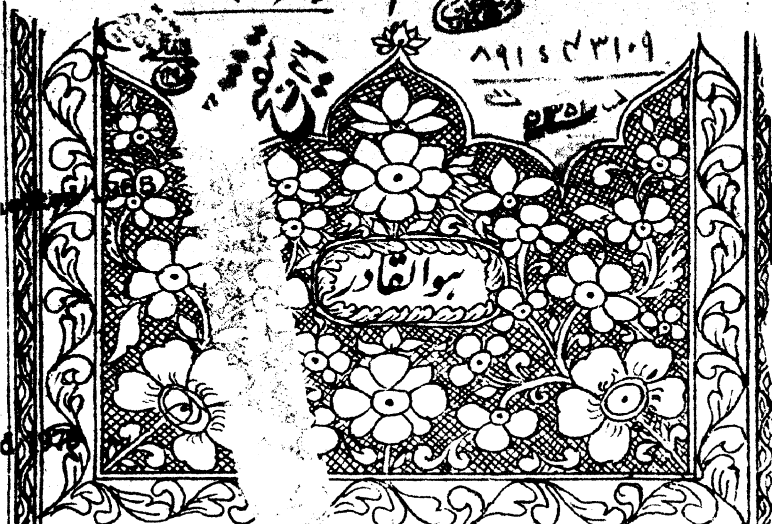
سنہ ۱۸۸۴ع

شہر دہلی کے اکمل المطابع میں سید فخر الدین کے اہتمام سے مولف نے چھپوایا ہے

در جلد: ۱۲۵ - بر کاغذ ولایتی فی نسخہ ۱۲ - بر کاغذ سپید امپیریل ۱۰ - بر کاغذ بادامی ۱ - محصول ڈاک فی نسخہ ۳

حصارِ سعادت پناہِ تو باد

دولتِ عمرت فزون باد



خاتمہ بالخیر ہو یار [illegible]

بسم اللہ الرحمن [illegible]

خدایا تو معبود و مسجود ہے | [illegible] جو ہے سو نابود ہے

حمد و نعت کے بعد شعر و سخن کے مش [illegible] و معلوم ہو کہ ۔ سمبت ۱۹۳۲ راجہ برم

نیست بکرماجیت مطابق ۱۸۷۵ عیسوی [illegible] ۱۲۹۲ہجری کو یہ

تذکرہ ال [illegible] ری

تیار ہوا تھا ۔ جسکا پہلا حصہ ملقب بہ گلش [illegible] سال بعد حلیہ طبع سے آراستہ ہوا

اُسکے دو برس بعد دوسرا حصہ بنا [illegible] از زیور طبع سے پیراستہ ہوا ۔ مگر میرا

دل چاہتا تھا کہ ۔ دونون ایک ہی [illegible] ہتے تاکہ فارسی و اُردو شعرون کا

ذوق اور ابتدائی مضمون کا شوق [illegible] تھہ ہی لطف دیتا ۔ اسی سبب سے

اب اُنکو بہ ایزادی ضمیمہ حصہ ثانی و [illegible] ہ اول ۔ مع اُن تقریظون اور تاریخون

کے جو وقتاً فوقتاً حاصل ہوئی تھین [illegible] شایع کرتا ہون ۔ اللہ بس ماسوا ہوس

تمہیدی مضمون جسکا تاریخی نام - ریاض الفیض ہے

تخلبندی چمنستان مضامین معانی
ور بیان آرایش این گلشن بہار جاودانی

اے اشرف زمانہ زبانی کرم نما	درہائے بستہ را بکلید کرم کشا

کیا خدا کی قدرت کاملہ ہے کہ۔ اُسنے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور تعلیم اور تعلم کو شرف کے حاصل کرنیکا ذریعہ ٹھہرایا۔ الا اکثر اس زمانہ کے مردون نے اپنا افتخار زیادہ کرنیکی نیت سے عورتون کو بے علم رکھنا پسند کیا۔ ورنہ دیکھو ہندؤن مین سری پاربتی جی اور سیتا جی وغیرہ سنسکرت دان بہت سی عورتین گزری ہین۔ بلکہ بعض کبتائی یعنے شاعری بھی کرگئی ہین جنکا حال مقدمہ کی دوسری فصل مین لکھا جائیگا ✦

پراکرت یا بھاشا جسوقت سے جاری ہوی اُسوقت تک بھی ہندؤن کی عورتین لکھنا پڑھنا سیکھتی رہین۔ بھوج پربندہ مین ہے کہ۔ اُس راجہ کی قلمرو مین زنانے مدرسے جاری تھے۔ ہر پرگنہ مین علمی مجلس مقرر تھی ✦

بالفعل سرکار کی بدولت جو انجمنین یا سوسائٹیان انعقاد پا رہی ہین انہیں کا نمونہ سمجھو اس زمانہ کے بعض بعض شریف خاندانی ہندو ایسا تو بیشک کرتے ہین کہ۔ بال ببدھوا یا نوجوان رانڈ عورت کو ناگری خواہ گرمکھی کے حروف سکھا بشن سہسنام گیتا یا انکہ سکھمنی جپ جی وغیرہ پڑھا دیتے ہین۔ اسکا سبب یہ ہے کہ بیوہ عورت پر عبادت معبود زیادہ تر فرض ہے۔ سُہاگن اپنے ناو ندہی کی فرمانبرداری کو عین عبادت سمجھی اور ظاہر ہے کہ ✦ بیعلم نتوان خدا را شناخت ✦ کا مقولہ بہت درست ہے۔ پس بیوا ؤن کو خدا شناسی کے لئے علم سکھایا جاتا ہے۔ تو خاوندوالیون کو اس نظر سے پڑہانا واجب ہے کہ وہ اپنے خدمتگزاری کے حق اپنے شوہر کی نسبت بھی

پاربتی جی
سیتا جی

اور اپنی عصمت کے نگاہ رکہنے کی خوبیاں جانین۔ اور گناہون کی سزا کو دیکہکر ڈرین
جیسا منشی کہن لال صاحب نے ایک رسالہ مسمی بہ حقوق زن وشوہر مین مختلف رشیون کے
قول ترجمہ کرکے درج فرمائے ہین *
جو عورت خواندہ ہوگی تو اپنی اولاد کو علم کے زیور سے خوب آراستہ کرے گی۔ ورنہ
جہلا کیطرح زیور ظاہری طلائی ونقرئی سے انکو پیراستہ رکہے گی۔ جسکی بدولت اکثر
بچون کی جان بہی تلف ہوجاتی ہے۔ جیساکہ۔ اس قسم کے مقدمے اکثر اخبارون مین
طبع ہوتے رہتے ہین *
مگر افسوس کہ۔ ہمارے ابنائے جنس اسطرف متوجہ نہین ہوتے۔ اور زیادہ تر افسوس
کا مقام یہ ہے کہ۔ اگر کوئی ہندوستانی علی الخصوص ہندو بہائی اس باب مین گفتگو
بہی کرے۔ تو سامعین ناراض ہوتے ہین۔ گو بظاہر خاموش ہی رہین۔ اور بولین
تو یہ جواب ناصواب دین کہ۔ "اچہا صاحب آپ اپنے خاندان مین تو اس سلسلہ کو جاری فرمائیے
پہر شاید کہ۔ دیکہا دیکہی کسی اور کو بہی شوق ہوجاے"
مین عرض کرتا ہون کہ "شوق در ہر دل کہ باشد رہبری درکار نیست" اور اگر بغیر تجربہ
کے نہین مانتے تو تحقیق کرلو کہ۔ غدر سے پہلے قصبہ کویل یعنی علی گڑہ مین ایک کہتری
صاحب شریف الاصل نجیب النسل باشندہ بنارس کی زوجہ فارسی زبان کے سیاق
وسباق سے اسقدر بہرہ ور تہی کہ اپنے گہر کا حساب کتاب خطوط نویسی خود کیا کرتی
تہی۔ اہل برادری سے کوئی انپر طعنہ زن بہی نہ تہا۔ پر نہین معلوم کہ۔ یہ طریقہ انکے
آگے کو جاری کیون نہوا *
اور سنئے یہان کا یہین تحقیق فرمایئے کہ۔ بہت سی کہترانیان باہمنیان ناگری و
کو بہی وان موجود ہین۔ کایتہنیان فارسی بولتی ہوئی زندہ اپنی برادری کی رونق
افزا ہین۔ بلکہ آج کل تو انگریزی کا چرچا بہی اس قوم مین ہوتا جاتا ہے۔ اور کیون

سرکہتر انی
ایک سر
کا ذکر

[illegible]

نہو کہ۔ فارسی کی۔ زبانداني بهي اوائل مین اسی قوم مین آئی۔ انگریزی خوانی میں بھی اسی فرقہ نے سبقت فرمائی۔ پس تعلیم نسوان مین بھی اگر یہ ہی مبادرت نکرین تو کون کرے ✦ **سلہ**

مسلمانون کا حال کیا بیان کیا جائے اُنکے ہان تو شرعاً حکم ہے کہ۔ عورتون کو بھی پڑھاؤ اور اکثر خاندانی عورتین انمین خواندہ ہی ہوتی ہین۔ اگر زیادہ نہو۔ تو چار برس چار مہینے چار دن کے بچہ کی بسم اللہ کروا۔ کلام اللہ ضرور پڑہوا دیتے ہین۔ اور یہ حکم اس حدیث نبوی سے ثابت ہے **طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ** اس فرقہ کی عورتون نے تو عربی فارسی اور اُردو کی شعر گوئی کو بھی کمال پر پہنچا دیا۔ چنانچہ آتشکدہ کی فروغ مراۃ الخیال کا آخری حصہ جواہر العجائب تمام کلمات الشعراء منتخب اللطایف وگلستان مسرت ملاحت المقال خریطہ جواہر و ریاض الفردوس وغیرہ فارسی کے تذکرون مین جستہ جستہ مستورات کا کلام موجود ہے۔ اور اُردو مین حکیم قاسم کا تذکرہ حسب موقع گلدستۂ نازنینان کا جزو اخیر گلشن بہار وگلستان سخن و مخزن شعرا و طبقات الشعراء و نادر الاذکار وغیرہ کہین کہین سے۔ اور بہارستان نازک سخن شعرا کا آخری جزو۔ بعض بعض صفحہ تاریخ شعرائے عرب کی جسمین عبارت اُردو اور شعر عربی کے ہین مستورات کے شعرون سے آراستہ و پیراستہ ہین ✦

ان سبکو دیکھلو کہین کسی ہندنی کا نام نپاؤ گے۔ ہان کہین شاذو نادر کسی رنجنی یا پاترا کا نام آجائے تو عجیب نہین۔ پس وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ کیونکہ یہ ہرجائی ہرفنی متفنی ہوتی ہین ✦

الا یہ بات تحقیق طلب ہے کہ۔ آیا مسلمانون مین عورتون کو شعر کہنا جائز ہے یا نہین ؟ کیونکہ مردونکی شعر گوئی کا مباح ہونا بندہ اپنے تذکرہ نادر الاذکار مین حدیثون اور روایتون اور مثالون سے ثابت کرچکا ہے ✦

سلہ ۱۲۔ اگست ۱۸۸۶ء کا انجمن اخبار جلد ۹ نمبر ۳۰ ناقل ہے کہ تا ۱۰۰۰ نام ... [illegible]

[illegible]

جواز شعرگوئی عورات

جواہر العجائب فی الہ ابواللیث فقیہ مخاطب بہ ابوحنیفہ ثانی کی کتاب بوستان سے نقل
کیا ہے کہ۔ ایک روز حضرت عایشہ رضہ اپنے یگانون مین مہمان گئین۔ وہان سے
واپس آئین۔ تو آنحضرت نے فرمایا کہ۔ تمہارے واسطے کیا تحفہ لائین۔ ارشاد ہوا کہ۔
تمنے آپ کے لئے وہان ایک شعر کہا تہا۔ حکم ہوا کہ۔ سناؤ۔ انہون نے یہ شعر پڑہا :

آتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم	فلولا عجوۃ السوداء ما لنا بوادیکم

آنحضرت نے کہا کہ۔ اگر دوسرا مصرعہ اسطرح ہوتا تو خوب ہوتا:
فلولا طاعۃ الرحمن ما لنا بوادیکم :

ان تینون مصرعون کا ترجمہ یہ ہے کہ۔ ہم تمہاری خاطر سے آئین ہین پس تم بہی
اپنے دستور کے موافق ہمارے حق مین دعاء خیر کرو۔ اگر ہمکو تمہاری طعنہ زنی
اور سوء ظنی کا ظن نہوتا تو ہم ہرگز نہ آتین :: اگر خویش و اقربا کے ملاپ مین خدا کا حکم نہوتا تو ہم ہرگز نہ آتین
اور سنیئے کہ خیر النساء حضرت فاطمہ زہرا نے خود آنحضرت کا مرثیہ موزون کیا۔ جسکا ایک شعر
جواہر مذکورہی سے لکہا جاتا ہے۔ وہو ہذا :

صبت علی مصائب لو انہا	صبت علی الایام صرن لیالیا

ترجمہ مجہہ پر ایسی مصیبتین پڑی ہین کہ اگر وہ دنون پر پڑتین تو وہ راتین ہو جاتے :
نشاء مفید النساء والہ لکہتا ہے کہ۔ ام المومنین حضرت خدیجہ رض و مسماۃ زبیدہ خاتون
منکوحہ ہارون رشید خلیفہ عباسیہ فیاضہ شاعرہ گزری ہین :
اس سے بڑہ کر جواز شعر گوئی کی اور کیا دلیل چاہیے؟ کہ خود آنحضرت کی منکوحہ
مطہرہ رضی اللہ عنہا نے شعر کہے۔ آپنے اصلاح دی۔ آپکے جانشینون کی
بیویان شاعرہ ہوئین۔ ہان یہہ شرط ہے کہ۔ اشعار مناجاتی توحیدی نعتی منقبتی
ہون عشقیہ نہون :

الغرض اس گروہ کی چند شاعرہ عورتون کے نام [illegible]
یا انحضرت کے روبرو عربی زبان سے شعر کہتی تہین مقدمہ کی پہلی فصل مین ہونگا
اور انکے پہلے لکہنے کا سبب یہ ہے کہ۔ مجہے فارسی اور اُردو شاعر اُور [illegible]
لکہنا ہے اور زبان اُردو فارسی کی بچی ہے اور فارسی عربی کے تابع۔ [illegible]
پس عربی کو مقدم رکہا۔ ورنہ تقدم زمانہ کے اعتبار سے سنسکرت والیونکا
پہلے لکہتا۔ اور اسی اعتبار سے اس دیباچہ مین ہندنیونکا حال پہلے گزارش
اور ہندنیون مین تعلیم بہت کم ہے۔ اس نظر سے بہی اس موقعہ پر انکو پہلے رکہا
ہے کہ ہند وبہائی اس مضمون سے زیادہ فائدہ اُٹہائین +
بس اے نادر شاگو زیادہ سمع خراشی نکر۔ اس تذکرہ کے بنانے کا اصلی سبب بیان کر

سبب تالیف مرأت خیالی

سنہ ۱۲۹۶ھ مطابق سنہ ۱۸۷۹ ہجری مین حکیم محمد فصیح الدین صاحب رنج رئیس میرٹہہ نے ایک
مختصر تذکرہ شاعرہ عورتون کے بیان مین بنام بہارستان ناز چہپوایا۔ پہر چار سال
کے بعد سنہ ۱۳۰۰ مین اُسکی ترمیم کر دوبارہ مشتہر فرمایا۔ [1] الا ایبچاران نے دونو کو بنظر
دیکہا۔ تذکرون مذکورۃ الصدر سے ملایا۔ تو مقابلہ مین بڑا فراق پایا۔ بلکہ اکثر
اور تذکرہ نویسون نے بہی بعض بعض کے بیان مین اختلاف کیا ہے۔ ایک
نے دوسرے کی منافی لکہدیا ہے۔ بس دل تحقیق منزل مین یہ سمایا کہ۔ اگر ایک
رسالہ مختصرہ تو بہی اس بیان مین اپنے نامۂ اعمال کی مانند سیاہ کرے۔ تو
فائدہ سے خالی نہو۔ نیز جو دس پانچ شاعرات تذکرون مین نہین پائی
جاتین۔ اور تیرے پاس انکا کلام موجود ہے۔ اس [illegible]یعہ سے قید کتابت مین
آجائین۔ وہ بیچاریان بہی شاعرون مین شمار ہوجائین +
اب خدا سخن آفرین کے فضل سے چار برس کی محنت [illegible] یہ رسالہ نادرہ تالیف [illegible]

[1] سنہ ۱۳۰۸ ہجری مین پہر تیسری دفعہ از سر نو ترمیم فرما کر شایع کیا ہے

پہلے بندہ نے اسکا نام تاریخی غیرت بازناز رکہا تہا۔ اور اسکے دو حصے کئے تہے۔ ہر حصہ کا نام تاریخی میان بہاء الدین عرف عبد اللہ شاہ صاحب بشیر خوش تقریر نے ایک باغ نادر اور ترکیبات نادر مقرر فرمایا تہا۔ اور منشی بنارسی داس صاحب غمگین نے سمت ۱۹ بکرماجیتی یون نکالے تہے

مہ جبینون کے کلام ونکا یہ نادر گنج ہے۔ غیرت شعرا ہوئی تاریخ بہی بے رنج ہے

لیکن ابتک اسکے مسودہ کے اجزا مانند حواس خمسہ مؤلف پریشان و پراگندہ پڑے تہے۔ اب جو انکو فراہم کیا تو ایک مقدمہ اور دو حصو نمین محصور ہوا۔ پس اسکا نام مرات خیالی رکہا

اسکے مقدمہ مین پہلے عربی زبان کی چند شاعرہ عورتون کا نام ہے۔ پہر سنسکرت اور بہاشا کی فاضلہ و شاعرہ کا کچہہ ذکر ہے۔ انگریزی کی فاضلہ عورتون کا بیان کرنا اسلئے فضول سمجہا کہ وہان ناخواندہ تو شاید شاذ و نادر ہی کوئی ہوگی۔ اور شاعرہ اکثر ہونگی۔ اسکے علاوہ اردو زبان مین انکی بیان کا کوئی رسالہ نظر سے نہین گزرا۔ انگریزی سے بندہ خود بے بہرہ ہے

پہلے حصہ مین فارسی زبان کی سخن سرایون کا کلام لکہا ہے۔ دوسرے مین اردو کی شاعرہ عورتون کا ذکر بہرا ہے

اس کتاب مین کہان کہان کی مستورات کا ذکر ہی

دیکہو بر اعظم ایشیا کا کوئی حصہ ایسا نہوگا جہان کی عورتین عالمہ فاضلہ شاعرہ نہون۔ کیونکہ عرب ایران افغانستان ہندوستان سرندیپ یعنے لنکا کی شاعرہ تو خود اس رسالہ مین لکہی گئی ہین۔ روم تاتار کی عورتین عربی و ترکی زبان مین شعر کہتی ہین۔ چنانچہ جواہر العجائب مذکور الصدر مین بعض کے ترکی شعر موجود ہین۔ چین کی بولی مین کہتی ہین۔ وہان کی زبان مین کوئی کتاب یہان مشہور نہین

ورنہ اسکا بھی حوالہ دیتا - سائی بیریا چینی تاتار وحشیونکا ملک ہے - ہان اپنی بولی مین ضرور وہ بھی کچھہ نکچھہ کہتی ہونگی ::

اہل ہند کو ترغیب تعلیم نسوان کیطرف

غرضیکہ ہندوستان جنت نشان کی شایستگی ہمیشہ سے مشہور ہے - ولایات دور دراز مین اسکا مذکور ہے - پس یہان کے باشندون کو اپنی نام آوری قائم رکہنے کے لئے تعلیم نسوان کی طرف بالضرور متوجہ ہونا چاہئے - اور اپنا تو یہ حال ہے کہ + بر رسولان بلاغ باشد و بس +

مقدمہ

چمن آرائی خامہ عنبرین شمامہ بہ تسوید آسامی چند شاعرات عربی لسان - عہد جاہلیت - وایام شیوع اسلام جنت نشان

شعر کی فضیلت اور اسکے معنی لغوی و اصطلاحی اور ابتدائے شعر گوئی و اقسام شعری و شاعری کے ڈہنگ کو مع آن بیانون کے جنکی واقفیت شعر گوئی و شعر فہمی کے واسطے ضرور ہے (مثلاً علم عروض علم قوافی صنائع بدائع بیان [illegible] سرقات شعری وغیرہما) اپنے تذکرہ نادر الاذکارین مین نے مفصل درج کردیا - اب مکرر نویسی طول فضول ہے - کیونکہ تذکرہ مذکورہ کے ملاحظہ سے ان سب فنون کا مدعا حصول ہے - اور اہل اسلام کی روایات سے عورات کی شعر گوئی مباح و جایز بہی ثابت ہوگئی ہے - اب یہان عرب کی چند شاعرہ عورتونکا نام لکھا جاتا ہے ::

واضح ہو کہ بنی اسرائیل کے زمانہ کا ذکر ہے - زلیخا نے حضرت یوسف ؑ کی شان شایان مین شعر کہے - فرعون کی بیوی آسیا نامی بڑی فاضلہ تہی - ذباء نامی شہزادی زمانہ جاہلیت شعرائے عرب مین بڑی نامی شاعرہ گزری ہے ::

امیمہ دختر عبد المطلب کی جو آنحضرت کے دادا تہے مع اپنی اور بہنون کے

زلیخا
آسیہ
ذباء
امیمہ

چنانچہ سب کے حسب خواست اپنے والد کے اُسکی حالت نزاع مین نوحے کہے۔ اُسوقت آنحضرت نے بعمر ہشت سالگی وہ تمام اشعار سُنے تہے +

قتیلہ

قتیلہ بنت نضر بن حارث شعرائے عرب مین مشہور تہی۔ جب اُسکا باپ جنگ بدر کے قیدیونمین آکر قتل ہوا۔ تو اُسنے چند شعر کہے۔ جنکو سنکر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ۔ اگر مین یہ شعر پہلے سنتا تو اسکے باپ کو قتل سے امان دیتا پس دیکہو شاعری کا کیا رتبہ ہے۔ اور موزون کلام کسقدر موثر ہے + ام مسلم یعنے مسلم کی والدہ نے جب مسلم جنگ جمل مین مارا گیا۔ اُسکا مرثیہ موزون کیا۔ اور نیز اسی لڑائی مین ایک عورت نے جو عبد القیس کے قبیلہ کی تہی۔ اپنے خاوند کو مقتولونمین دیکہہ کر اشعار مرثیہ کے طور پر کہے تہے۔ عاتکہ بنت عمرو بن نفیل زوجہ زبیر نے بہی اپنے خاوند کا مرثیہ کہا تہا۔ میسون قبیلہ جمیلہ زوجہ معاویہ والدہ یزید بہی شاعرہ تہی + بنت الحجر بنت عدی کندی مصری جو کوفہ مین آرہی تہی جب اسکے باپ کو معاویہ کے لوگون نے گرفتار کیا۔ اسنے چند شعر مرثیہ کے کہے انجام کو اُسکا باپ اس علت مین کہ حضرت علی سے محبت کہتا ہے ذبح کیا گیا۔ عایشہ زوجہ عبد اللہ نے اپنے بچون کے ذبح ہونے پر نوحہ کہا تہا۔ جنکو بسر نامی معاویہ کے سردار نے قتل کیا تہا۔ بنت عقیل نے چند شعر کا مرثیہ اُسوقت موزون کیا تہا۔ جبکہ حضرت امام حسین کا سر یزید کے پاس آیا تہا۔ تقیہ باشندہ صور سنہ پانسو پانچ ہجری مین پیدا ہوئی اور پانسو اناسی مین مرگئی۔ اس شاعرہ فاضلہ کے اچہے اچہے قصاید اور قطعے مشہور ہین +

اس بیان سے عورتونکی شاعری کی اباحت اور درازی زمانہ معلوم ہوگئی۔ ہان اگر میری اس تحریر کی سند درکار ہو۔ تو تاریخ شعرای عرب موافقہ مولوی کریم الدین صاحب پانی پتی جو ڈپٹی انسپکٹر مدارس ضلع امرتسر کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس مین

[illegible] بمقام لاہور [illegible]

ام مسلم — عاتکہ — میسون — بنت الحجر — عایشہ — بنت عقیل — تقیہ

ملاحظہ ہو۔ اُسمین ان سب عورتونکے شعر عربی بہی موجود ہین + روشن ہے
کلک جواہر سلک سبراے قوم ہنود بجواز علم آموزی عورات حسب مراسم و
رواج این فرقہ صاحب کشف و کرامات + اب اور مطلب کی طرف
رجوع کرتا ہون۔ یعنے ہند کی شاعرہ عورتونکا بیان لکھتا ہون + یہ تو بندہ کو ثابت
نہین ہوا کہ۔ اُردو زبانمین پہلے پہل کس عورت نے شعر کہا۔ کیونکہ بعض لوگون
نے لکھا ہے کہ نورجہان حرم جہانگیر بن اکبر شاہ نے اُردو شعر کہا۔ بلکہ یہ شعر اُسکی
طرف منسوب کرتے ہین ⁘

نورجہان

کل جو تم یہ کہتے تہے۔ شمشیر ہے اور ہین ان		یہ طشت ہے۔ یہ سپر۔ تقصیر ہے اور ہین ان
چمن مین ہے جو یہ منی سی بوٹی	دیگر	نگ کے بوجہ سے جاتی ہے ٹوٹی
ظاہر ہین میرے حالکو سر سبز حنا نو	دیگر	پوشیدہ جگر رکہتی ہون مانند حنا کی

الا یہ قول پایہٴ اعتبار سے ساقط ہے۔ اسکا حال تذکرہ نادر الاذکار مین مفصل
لکہا ہے۔ اور کچہہ نورجہان کے بیانمین آجائیگا۔ مگر ہان یہ تحقیق ہے کہ
سب سے پہلے عورتونمین اُردو زبان کی صاحب دیوان چندا رنڈی دکنی ہوئی ہے
دیکہو کیا خدا کی شان ہے کہ۔ مردون مین بہی صاحب دیوان سب سے پہلا دلی دکنی
ہی ہے ⁘

چندا

سنسکرت و بہاشا یعنے ہندی زبان مین اُردو فارسی زبانون کے سے تذکرے
نہین ہین۔ جو ہندو عورتون کا حال مفصل لکہا جائے۔ الا یہ بات بخوبی ثابت
ہوگئی کہ ہماری بزرگ زادیان نوشتخواند سے بہرور تہین + اب چند فاضلہ عورتون
کے نام لکہتا ہون +

کارگی

کارگی نامی ایک عورت نے یاگ ولک رشی سے راجہ جنک کے وقت مین خوب
مباحثہ علمی کیا۔ گو انجام کو ہار گئی۔ مگر داد فصاحت و بلاغت دی گئی۔ مردون

مین نام کر گئی ٭

مندودری لنکا کے راجہ راون کی بیاہتا بیوی ایسی عقیل تھی - کہ جسنے شطرنج بازی کا کھیل اختراع کیا - بندہ اپنے رسالہ شطرنج مسمے بہ ہشت تشنہ مین اسکی بازی کا حال بہت مفصل لکھہ چکا ہے - مگر افسوس کہ یہ حال اُس رسالہ کے چھپنے کے بعد مجھے معلوم ہوا - لہذا یہان مختصر بیان کرتا ہون ٭

اگرچہ بہت سی قومین اس بازی جمیلہ کے اختراع کا دعوے کرتی ہین - مگر **سر ولیم جونز صاحب** انگریز نے خوب تحقیق کرکے لکھا ہے کہ یہ کھیل ہندوون ہی نے ایجاد کیا - اور ہندو اسکو مندودری مذکور سے منسوب کرتے ہین - اصل مین اسکا نام چترنگ تھا - چتر چار ا در انگ حصہ - ان دو لفظون سے یہ نام بنایا گیا ہے - قدیم زمانہ مین ہندون کے لشکر مین رتھہ ہاتھی گھوڑے نو سوارون کے لئے ہوتے تھے اور پیادون کی فوج بھی اُنکے ہمراہ رہتی تھی - پس ابتدا مین اس کھیل کے مُہرے انہین نامون کے اختراع ہوے تھے پھر رتھہ کی جگہ کشتی کا لفظ مقرر ہوا - چنانچہ ابتک پنڈت لوگ رخ کو نوکا یعنے کشتی کہتے ہین - کیونکہ جب بحری فوج کی ضرورت ہوئی تو کشتی لانی ضرور پڑی ٭ بعض کے نزدیک اسکا نام شترن جی تھا - اسکا ترجمہ دشمنون پر فتح ہے - کیونکہ شتر دشمن نون جمع کی علامت جے فتح - اسکی ترکیب سے یہ لفظ بنا - بگڑکر شطرنج ہوگیا ٭

ہان اسیطرح بنگالہ کی عورتون نے مُغل پٹھان کا کھیل ایجاد کر رکھا ہے - جو میرزا بابر کے وقت مین اختراع ہوا ہوگا ٭

خیر یہ بحث اپنے مطلب کی منافی جانکر عرض کرنا ہون کہ - ایک عورت بگیا نامی دکن کی زوجہ چندر ہاس جو کنتوال کا راجہ ہوگیا تھا بڑی زبردست سنسکرت کی

فاضلہ تہی ۞

بریاتما کا لید اس کی بیوی راجہ سرداننذن برہمن کی بیٹی بہی عالمہ فاضلہ تہی - جسنے اپنے زمانہ کے اچہے اچہے پنڈتون کو زک دی تہی ۞ لیلاوتی بنت بہاسکراچاج علاوہ اور علمون کے ریاضی خصوصاً حساب مین بڑہی دستگاہ رکہتی تہی اسکا حال اپنے رسالہ حساب مسمیٰ بہ سوالات عجیبہ مع قواعد غریبہ کے پہلے حصہ مین مفصل لکہہ چکا ہون ۞ کہونا دریمیر چور راجہ بکرماجیت کا منتری تہا اور ہیئت دانو مین مشتری تہا - یہہ اُسکی بیوی بہی عالمہ فاضلہ گزری ہے چنانچہ آجتک جوتشی اُسکو مانتے ہین ۞ کہونا دختر راجہ کنوچ لچہمن سین بن راجہ بلال سین فرمانروا ے گوڑ - جو دسوین صدی عیسوی مین تہی - نہایت عاقلہ فاضلہ اپنے زمانہ کی گزری ہے ۞ میرا بائی ماروارڑی راجاؤن مین میرتا کے راجہ قوم راٹہور کی بیٹی - پندرہوین صدی مسیحی مین شاعرہ نامی گرامی گزری ہے - اسکے بہت سے گیت اور بہجن ہندوستانی گاتے ہین - کہتے ہین کہ - اسکا کلام جےدیو بنگالی شاعر صاحب گیت گوبند کے ہم پلّہ ہے ۞ مرگ نینا گوجری زوجہ راجہ مان سنگہ گوالیاری جو کہ اس راجہ کو سنکیرن یعنے ملے ہوسے راگ بہت پسند تہے - رانی نے اسطرح کے بہت سے راگ ایجاد کئے - ازانجملہ گوجری بہل گوجری - مل گوجری یہہ چار اسکے نام سے اپتک مشہور ہین (تانسین نامی گویا بہی اسیکی وقت مین وارد گوالیر ہوا - جسکے نام پر آجتک سارے گانے والے اپنا اپنا کان پکڑتے ہین) روپ متی مالوے مین اُجین کے قریب کالی سندہ ندی کے کنارہ سارنگ پور شہر مین پیدا ہوئی - دہانکے شاہان باز بہادر اپنے حسن و ہنر و شاعری کے سبب سے فائق تہی - شاہی محلون کے لائق تہی اسی سبب باز بہادر حاکم مالوہ نے اسکو اپنے نکاح مین قبول کیا - جب ۹۶۲ء

[5] یہہ رسالہ بہی بنام نکات الحساب ۱۸۸۰ء مین چہپ گیا ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

نمونہ روپ کلیان

پندرہ سو ساٹھ عیسوی میں اکبر شاہ نے آدم خان (یا ادہم خان) اور پیر محمد خان کو باز بہادر کے مقابلہ پر روانہ کیا - اور باز کی فوج بھاگ گئی - ناچار یہ بیچارہ بھی بیکس ہو کر ہوا ہو گیا - اسوقت اس شاعرہ مغنیہ نے اپنے تئین آپ ہلاک کر ڈالا اسکے ایک گیت کا ترجمہ جسے باز بہوپ کلیان کہتے ہیں - ماہ اکتوبر ۱۸۷۲ء کے رسالہ اتالیق پنجاب سے نقل کیا جاتا ہے - وہو ہذا -

کرنے دو فخر انکو جو ہین صاحب دول — سرمایۂ نشاط ہے یہان عشق بیدغل
مضبوط قفل دل کا ہے اس گنج پر لگا — اسکو نگاہ رکھتی ہون مین جان سی سوا
محفوظ چشم غیر سے ہے اور بے خطر — کنجی ہے اسکی پاس مین میرے قصہ مختصر
سرمایہ ہوتا جاتا ہے ہر روز کچھ سوا — اس گنج شائیگان کو ہی گھٹنے سی کام کیا
اب ملین جہان لے کہ ہو نفع یا ضرر — دنیا ہے ساتھ باز بہادر کا عمر بھر

اور ابتدائے عشق مین جو گیت اسنے بنایا تہا وہ خاص اسیکی بولی مین یہ ہے

پاپی پران رہت گھٹ بھیتر — کو چاہت سکھ راج
روپ متی پیا ہمسی دکھیا — کیا بھا در راج

اور مرتے وقت اسنے یہ کہا تہا -

تم بن جیو ارہت نہین مانگت ہے سکھ راج — روپ متی دکھیا بہئی بنا بھادر راج

اہلیا

اہلیا بائی یہ مرہٹن رانی سنہ ۱۷۳۵ء مین سیندہیہ کے خاندان مین پیدا ہوئی میانہ اندام سبزہ رنگ اکہری بدن کی تہی - یہ عورت اپنے قوم کی عورتون مین بڑی مہذب تہی - راج نیت کی گرنتہ اکثر اسکے مطالعہ مین رہتے تہے - جب اسکا شوہر کنڈے راو بن ملہر راو ملکر اسکو تخمیناً بیس برس کا چھوڑ کر راہی ملک بقا ہوا - تو اسنے اپنے بیٹے ملی راو اور بیٹی مچیا بائی کی پرورش مین اپنا وقت اچھی طرح صرف کیا - ملہر راو کے بعد ملی راو صرف نو مہینے سلطنت کرکے بعارضہ خفقان رحلت کر گیا - تو عورت

شکیبہ تانسین کلانوت اور باز بہادر عطائی دونون عدلی شاہ بادشاہ کے شاگرد علم موسیقی مین بے نظیر تھے - عدلی نے سنہ ۹۶۲ھ میں بمقابلہ خضر خان مخاطب سلطان بہادر مارا گیا ۱۲ منہ

نے اس ریاست کا انتظام تیس برس تک اس خوبی و خوش اسلوبی سے کیا کہ جسکا ثانی ہونا مشکل ہے۔ جیسا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان بلکہ تمام جہان مین لاثانی سمجھا جاتا ہے۔ اسیطرح عورتون مین اس عورت کو خیال کرنا چاہئے اتالیق پنجاب کے اخیر رسالہ مین اس عورت کے بیان ۲۸ صفحہ پر ہین۔ یہ مختصرہ کل بیان کی گنجایش نہین رکھتا پس اسیقدر کافی ہے۔ اور اس عورت کی وفات ۱۷۹۵ء مین لکھی ہے۔

یہ تمام بیان ہندؤن کی مشہور عورتون کا اتالیق پنجاب ۱۸۸۰ء کے مختلف رسالون سے لیا گیا ہے۔ جو پنجاب کے سررشتہ تعلیم سے جاری ہوتا تھا۔ جن صاحبونکو انکا مفصل احوال معلوم کرنا ہو۔ اور نیز اور نامآور عورتون کا ذکر دیکھنا ہو رسائل مذکورہ ملاحظہ فرمائین ۞

گلدستہ بندی قلم فیض توام۔ بہ نتیجہ عجیبہ این باغ حسنات یعنے در بیان احوال تعلیم نسوان زمانہ حال چند کلمات

ہندو اور مسلمانون کے قدیم زمانہ کی عورتون کا حال تحریر بالا سے بخوبی ظاہر ہوگیا اور نیز میری تحریر سابقہ سے یہ بھی ہویدا ہوگیا کہ۔ اہل ہنود نے اپنی عورتون کو اُسوقت سے جاہل رکھنا شروع کیا ہے۔ جب سے مسلمانون نے اس ملک پر غلبہ پایا ہے۔ پہلے بڑی بڑی زبردست عالمہ فاضلہ عورتین گزری ہین۔ ہماری دیوانگیان اور راونارون کی بیبیان اور راجاؤن کی رانیان اور رشیون کی گھروالیان سب سنسکرت اور پراکرت کی جانیوالیان ہوئی ہین۔ بھوج پربندہ کا کچھہ خلاصہ بھی پہلے لکھہ دیا ہے۔ مگر ترکونکے خوف سے یہ سب باتین یک لخت موقوف ہوگئین۔ کیونکہ اُنکے ہاتھون سے اس گروہ نے نہایت ذلتین اُٹھائین ہین۔ اب جو کہ سرکار ابد پایدار صاحبان

عالیشان کی عملداری انگلستان سے ہندوستان تک پہیلی اور ہر نوع
کے امن و امان نے رواج پایا۔ تو پہر یہ سلسلہ بہی اسطرح قائم ہوا کہ۔ مدارس
زنانہ جابجا کہل گئے۔ اُستانیان و پنڈتانیان یا بائیان پڑہانیکو مقرر ہوئین
اس شفقتِ شاہانہ اور مرحمت مادرانہ حضور ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ صاحبہ
زاد اللہ سلطنتہا و شوکتہا شاہنشاہ ہندوستانکے کیا کہنے ہین۔ ایسے عہد
دولت مہد مین بہی اگر کوئی اپنی عارضی جہالت کو نچہوڑے۔ تو مجبوری ہے۔
بس اب مین اس مقدمہ کو ختم کرتا ہون۔ اور اس کتاب کو
دو حصون مین تقسیم کر دیتا ہون۔ پہلے حصہ مین عورات
فارسی گو درج ہوتی ہین۔ دوسرے مین اردو زبان
کی شاعرہ گنی جاتی ہین
تحریر کاپی دفعہ ثانی
۱۵ر جولائی ۱۸۹۳ عیسوی
مطابق ۹ ر رمضان المبارک
سنہ ۱۳۱۰ ہجری نبوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہست کلید در گنج حکیم

گلشن ناز

حدیقہ آرائی خیابان تخلیق گلستان فرخی نشان
بہ تسطیر حالات و مقالات شاعرات عجمی شان

فارسی زبان مین عورتونکی شاعری بہی اُسیوقت سے گنی جاتی ہے جسوقت سے مردون نے شعرگوئی اختیار کی ہے۔ جیسا علم عروض کے اکثر رسالونمین مسطور ہے تذکرونمین بہی اسکا مذکور ہے کہ۔ بہرام گور فارس کے بادشاہ نے ایک روز شکارگاہ مین کسی شیر کو زندہ پکڑکر یہ مصرعہ موزون کیا ؎ منم آن شیر ژیان منم آن شیر یلہ + اُسیوقت اُسکی محبوبہ مرغوبہ دلارام نامی نے جو ہمراہ رکاب تہی یہ جواب با صواب دیا + نام بہرام ترا و پدرت بوجبلہ + پس اسپر دو مصرعہ اور لگاکر چارگانی نام رکہا گیا تہا نیمروز وغیرہ مقامات مین انکا اس قسم کے چارگانی مشہور ہین زبان زد نزدیک و دور ہین۔ رودکی کی ہمعصر شاعرہ کا کلام آگے آجائیگا یہ بہی اس دعوے کا مصداق سمجہا جائیگا۔ اب بترتیب حروف تہجی فارسی بانکی شاعرات کا حال و مقال ملاحظہ فرماوے

فارسی زبان کے شاعرونکا بیان

آتون تخلص ہے مسماۃ نوبی آتون منکوحہ ملابقائی کی کا جسکا معتقد میر نظام الدین علی شیر تہا۔ انہو نمین خوب مباحثہ شعری ہوتا تہا۔ چنانچہ ایکروز ملائی نے رباعی کہی

یاران ستم پیر زنے کشت مرا	تا واک شدہ چونے از و پشت مرا
از پشت بسوئے او دمی خواب کنم	بیدار کند بضرب انگشت مرا

آتون نے یہ دو بات سنائے۔

ہمچو انگلی اشست رگے کشت مرا	سوزی نبود از و بجز پشت مرا
قوت نحجا نکہ پا تواند برداشت	بہتر بود از پشت دو صد مشت مرا

آرام تخلص دلارام نام کسی بادشاہ کی بیگم شاعرہ شاطرہ بڑی علامہ تہی۔ بعض نے اسکو جہانگیر سے منسوب کیا ہے چمن بینظیر والا اپنی مرات العاشقین مین شاہجہان لکھتا ہے۔ ملاحت المقال کا مولف شاہ ایران کی منکوحہ بتاتا ہے۔ بہرکیف کہتے ہین کہ۔ اُس بادشاہ کے تین بیویان اور بہی تہین۔ جہان حیات۔ فنا۔ ایک دفعہ بادشاہ مذکور کسی اَور ولایت کے شہزادہ سے یا سوداگر سے شطرنج کہیلنے بیٹھا اور یہ شرط ہوی گئی کہ جو شخص ہارے اپنی ایک منکوحہ حریف کے حوالہ کرے۔ زمانہ کجرفتار نے بادشاہ کی بازی مات کے قریب پہنچائی۔ تو شہریار کو یہ ذہن سمائی کہ تیرے چار بیویان ہین انمین سے کس کو دیگا۔ پس اسکا تصفیہ کرنے محل مین درآمد ہوئے اور چارون بیگمون کو جمع فرماکر شرط کا ماجرا سنایا اور فرمایا کہ۔ کہو حریف

تذکرہ حسینی مین ملا کا نام شاید سہو کاتب سے بقائی غلط چہپ گیا ہے بہرکیف اسنے اسکو خوارزمی

کے ہمراہ کس کو جانا منظور ہے۔ پہلے جہان نے یہہ شعر سُنایا۔

تو بادشاہ جہانی جہان زدست مدہ	کہ بادشاہ جہان را جہان بکار آید

پہر حیات نے اپنی خوشی یون ظاہر کی۔

جہان خوش است ولیکن حیات می باید	اگر حیات نباشد جہان چہ کار آید

فنا نے ان سبکی یون دہجیان اُڑائین۔

جہان و حیات و ہمہ بیوفاست	فنا را نگہدار آخر فناست

دلارام جو شاطران زمانہ کو خیال مین نہ لاتی تہی۔ حریف کو ایک ہی دو چال مین زچ کر دیتی تہی۔ دو چار رفتار مین شہ مات کہہ سناتی تہی۔ یون گوہر افشان ہوئی کہ حضور جس چال کے پنجہ مین پہنس کر شش در ہین۔ وہ نقشہ تو لونڈیکو بتائین۔ شاید جان نثار کوئی ایسی ترکیب عرض کرے کہ طرفتانی کے چھکے چھوٹ جائین۔ لینے کے دینے پڑجائین۔ حضور کو یو بارہ نظر آئین۔ اُسے تین کانے ہی دکہائی دین۔ بادشاہ نے نقشہ بچہایا۔ بیگم نے بدیہہ یہہ شعر سنایا۔

شاہا دو رُخ بدہ و دلارام را مدہ	پیل و پیادہ پیش کن از اسپ کشت مات

شاہ نے بازیچہ خانہ مین آپہی چالین چلین۔ اور بازی جیت لی +
شاطر جانتے ہین کہ یہ نقشہ رُدمی چال و تکا ہے۔ جسمین فیلہ صرف تین ہی گہر اُڑجاتا ہے۔ اور شدراہ کو خیال مین نہین لاتا۔ یہ نقشہ اپنے رسالہ شطرنج مسمے بہ ہشت شمنہ مین مع حل لکہہ چکا ہون۔ جو چہپ کر مشہور ہوگیا ہے۔ آب یہ شعر آرام کے نام سے لکہتا ہون۔

محو از دل خود ساز ہمہ نقش عدم را	منزل گہہ اغیار مکن فرش حرم را
سرمایہ عقبی بکف آور کہ مبادا	تقدیر کشد بر سر تو تیغ دو دم را

بہ آہ و نالہ کردم صید خود وحشی نگاہا را ۔ بزور جذب کردم رام باخود کج کلاہا را
انوشیدم سحر گہ چون شراب ارغوانی را ۔ گرو کردم بجام می لباس پارسائی را
شدم ہمدم بمیخواران بخلوت خانہ حیرت ۔ شکستم ساغر و پیمانہ زہد ریائی را
گرفتم دامن صحرا شدم ہم پیشہ مجنون ۔ سبق آموز گشتم درس عشق بینوائی را

آرزوی تخلص کوئی عورت سمرقندی خوش گو تھی ۔

ماند داغ عشق او بر جانم از ہر آرزو ۔ آرزو سوز است عشق و من سراپا آرزو

آرزوی تخلص اک خوشخیال بھی سمرقندی تھی

شویم خاک رہت گر بدرد ما نرسی ۔ چنان رویم کہ دیگر بگرد ما نرسی

آقا تخلص مہتر یعنے داروغہ رکاب خانہ محمد جان ترکمان مسمیٰ بہ بہتر فزائی خراسانی کی دختر نیک اختر کا یہ مطلع زبان زد ہے ۔

زہشیاران عالم ہر کرا دیدیم غمی دارد ۔ دلا دیوانہ شو دیوانگی ہم عالمی دارد

آقا بیگم تخلص نام ہراتی شاعرہ سلطان حسین بہادر خان کے عہد میں مرجع خاص و عام تھی ۔ ہر سال شاعرون کو غلہ بطور وظیفہ کے دیا کرتی تھی ۔ اتفاقاً ایکسال خواجہ آصفی کا وظیفہ نہ پہنچا ۔ تو یون تقاضا ہوا[۱]

ایا عروس خطا بخش جرم پوش بگو ۔ کہ کے وظیفۂ ما را قرار خواہی داد
بوقت غلہ مرا گفتی کہ بار دہم ۔ سرم فدای درت چند بار خواہی داد

جواہر العجائب مین اسکا نام آغا ق جلایر لکھا ہے اور یہ ہی درست معلوم ہوتا ہے نیز کتاب مذکور سے معلوم ہوا کہ یہ شاعرہ میر علی جلایر کی بیٹی سلطان احمد بغداد بادشاہ کی نسل مین تھی ۔ اور امیر علی درویش کتابدار کی حرم تھی ۔ ایکروز میرزا بدیع الزمان کے حضور حاضر تھی ۔ اور شراب کا پیالہ دور ہو رہا تھا ۔ اور انکی وہ مثل تھی کہ نو سو چوہے کہا کے بلی حج کو چلی ۔ یعنے مے نوشی سے تائب

[۱] میر حسین دوست سنبھلی کے تذکرہ فارسی سے جو بنام تذکرہ حسینی ۱۲۹۲ھ کا چھپا ہوا ہے معلوم ہوا کہ اصفی نے یہ قطعہ آغا بیگم کو لکھا تھا اور یہ شعر آہ اور [illegible] کا ہے گر میرے نزدیک قول اول اول ہے [illegible]

نہین - غرضکہ اُسوقت یہ شعر کہا -

	دیگر	
من اگر توبہ می کردم ای سروسہی		تو خود این نکردی کہ میرامی ندہی
اشکلے کہ زہر گوشہ چشمم سربرون کند		بر روئی مس نشنید و دعوی خجلن کند
آہ ازان زلفی کہ دارد رشتۂ جان تابع		وائے زان لعلے کہ ہردم ہمچو مرہونبا ارزنع
نتوان دید رخ خوب ترا ماہ بماہ		زانکہ آسان نتوان کرد بخورشید نگاہ

	ترانہ	
آبکیہ فلک بلب چکاند مارا		سرگشتہ بروئی خود دواند ما را
اسے کاش بمنزلے رساند مارا		کز ہستی خود باز رہاند مارا

تنبیہ منجملہ اشعار بالا کے پہلا شعر ایک کتاب مین کسی اور کے نام سے لکہا ہے

امانی تخلص زیب النسا مخفی کی کنیز خاص باختصاص تہی - جسکا مکان دہلی مین کلان محل کے متصل تہا - ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ مخفی و امانی گلگشت چمن مین مصروف نہین - یک بیک شہزادی کے غنچہ دہن سے یہ صدا نفرا نکلی **ع** اسے امانی گل صد برگ چرا میخندد * اس عندلیب ہزار داستان سنے بہی فوراً اپنی منقاریون کہولی **ع** بر بقائے خود و بر غفلت ما میخندد

المختصر اسکا کلام کمیاب ہے - صرف یہ ہی شعر نظر سے گزرا -

آنق رروز ازل تیرہ نصیب کردند		تیرگی می طلبد شام غریبان از من

بادشاہ خاتون نامی ایک شہزادی قطب الدین محمد سلطان کرمانی کی بیٹی سلطان قازن کے وقت مین خوشنویس اور فاضلہ گزری ہے - اکثر مصحف کی کتابت سے بسر اوقات کرتی تہی - جبکہ خود زیبادہ چمن سلطنت ہوئی ارباب فضل وکمال کو نہال کر دیا - یہ شعر اسکے نام نامی سے ممتاز ہین -

درون پردۂ عصمت کہ تکیہ گاہ منست		مسافران ہوا را گزر بدشوار یست
ہمیشہ باد سنرن بزیر مقنعۂ من		کہ تا رو پود دوے از عصمت نکوکاریست

امانی

بادشاہ خاتون

ع یہ شعر لالہ خاتون کے نام بہی بعض نے لکہا ہے واللہ عالم بحقیقت الحال ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

آن روز کہ در ازل نشانش کردند — آسایشِ جان بیدانش کردند
دعوی بلب نگار میکرد نبات — زان روی سہ چوب در دہانش کردند
بر لعل کہ دیدہ ہرگز از مشک رقم — با غالیہ بر دوش کجا رامدہ قلم
جانان اثر خال سیہ بر لب تو — یا رنگ نہ آب زندگانیست بہم

بزرگی تخلص کی ایک کشمیری کنجری یعنے کسبی تھی جہانگیر بادشاہ کے وقت مین اپنا پیشہ ترک کر متوکلانہ اوقات بسر کرنے لگی۔ ایکدفعہ کا ذکر ہے کہ اسکی شہرت سنکر چار شاعر سفر دور دراز طے کر اسکی ملاقات کو آئے۔ مگر باریاب نہوئے اس اثنا مین کوئی عرب بچہ اوباش وضع آنکلا اور دردرانہ اندر چلا گیا۔ شاعرون نے جھلاکر یہ رباعی لکھہ بھیجی۔

اے شیوہ کفر و دین بہم ساختہ — غم را بوجود خود عدم ساختہ
آثار بزرگی از جبینت پیداست — گہہ با عرب و گہہ بعجم ساختہ

اس شاعرہ نے یہ جواب لکھا

روزیکہ نہادیم درین دیر قدم را — گفتیم صلاحیت عرب را و عجم را

الغرض یہ شعر بھی اسیکا ہے

موبمو دردنالہ ام گوئی کہ۔ استاد ازل — رشتہ جانم بجائے تار بر طنبور بست

بیجہ منجمہ نامی عورت علم نجوم کی فاضلہ لاکلام تھی شاعرہ لطیفہ گو اور عارفہ نادرۂ ایام تھی۔ سامان دنیوی سے نہال۔ امرا و سلاطین کی ملاقاتون سے خوشحال تھی۔ ملا جامی سے اسکی نہایت ظرافت رہتی تھی یہ بھی خوب خوب چوٹ چلتی تھی۔ کہتے ہین کہ۔ ملا صاحب نے حمام و مدرسہ و مسجد تیار کئے۔ اسنے بھی ایسے ہی مکان بنوائے۔ شہر کے اکابرون کو نماز کے واسطے بلوایا۔ نہایت تکلف کیا۔ مگر ملا رونق افزا نہوا۔ بلکہ ایک قطعہ لکھہ بھیجا۔ جسکا ایک

ہی شعر بندہ کو ملا۔

نہ گزارم بمسجد تو نماز	زانکہ محراب آن نمازی نیست

اسنے سنتے ہی گھبرا کر کہا کہ۔ یہ ملاجی کیا فرماتے ہین۔ جو شے انہون نے
بنوائی مین نے بھی تیار کروائی۔ جو جو فضائل انمین ہین۔ مجھہ مین بھی ہین۔
پھر انکو کس بات پر ناز ہے"۔ جامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ۔ ہم ایک ایسی چیز رکھتے
ہین جو اسکے پاس نہین ہے"۔ اسنے کہلا بھیجا کہ۔ ہمارے پاس بھی ایسی شی
ہے کہ۔ وہ نہین رکھتے۔ بلکہ وہ ہمارے محتاج ہین"۔ حضرت کو یہ لطیفہ پسند آیا۔
اور اسکے مکانمین قدم رنجہ فرمایا۔ یہہ مطلع اسکا جو اسنے اپنے خاوند کے مرثیہ مین
لکھا تھا مشہور ہے۔

کوکب بختم کہ بود از وی منور آسمان	بنگر اے ہمہ کز فراقت در زمین است این زمان

بیدلی منکوحہ شیخ عبد اللہ دیوانہ پسر خواجہ حکیم کا ہے جو شہر ہرات مین نہایت
خوش طبع مشہور تھا۔ اسکا حال میر علی شیر نے اپنے تذکرہ شعرا مین بہت لکھا ہے
غرض یہ شعر بیدلی کا ہے۔

روم بہ باغ و ز نرگس دو دیدہ وام کنم	کہ تا نظارہ آن سرو خوشخرام کنم

میر توفی تخلص کی کوئی تبریزی خوش گپ تھی۔

جامہ گلگون در آمد مست در کاشانہ ام	خیز اے ہمدم کہ افتاد آتشی در خانہ ام

جمالی تخلص مولانا بدر الدین ہلالی کی بیٹی۔ جسکے کمال کی خوبی اس غزل سے
واضح ہے جامہ جمالی۔

بہار و سبزہ و گل خوش ہے جانانست	وگرنہ ہر یک ازینہا بلا آفت جانست
بہ غنچہ مہر چہ بندد ز گل چہ بکشاید	ولیکہ خون شدہ از خار خار ہجرانست
مران بخواریم اے باغبان ز مجلس عیش	کہ ہیچ و دیگر گل بجاگ یکسانست

بیدلی

توفی

جمالی

حدیث زلف دلاویز آن نگار مشب　　ز من مپرس که بس خاطرم پریشانست

بگوی شعر جمالی که نزد سیمبران　　ہزار بیت و غزل پیش حبہ یکسانست

جمیلہ تخلص کی کوئی زن فصیحہ اصفہانی لطریق متعہ حبیب اللہ ترک کے گھر مین تھی

جز خار غم نہ رست ز گلزار بخت ما　　آن ہم خلیدہ در جگر لخت لخت ما

جہان آرا تخلص ہے بنت کلان شاہجہان ہمشیرہ اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی کا۔ جو ۱۰۹۰ ہجری مین فردوس آرا ہوئی۔ اسکا مزار نظام الدین اولیا کی درگاہ مین واقع ہے۔ اور لوح مزار پر یہ شعر کندہ ہے

بغیر سبزہ نپوشد کسی مزار مرا　　کہ قبر پوش غریبان ہمین گیاہ بس است

درگاہ موصوف کے خادم شعر مسطور شہزادی مذکورہ ہی کیطرف منسوب کرتے ہین اسلئے یہان لکھا گیا۔

جہان خاتون نامی منکوحہ خواجہ قوام الدین امین الدولہ وزیر ابو اسحاق سلمان و عبید شاعر دونکی ہمعصر تھی۔ عبید زاکانی پر یہ بلیغہ فصیحہ اپنے نکاح سے ایک روز پیشتر غلبہ پا چکی تھی۔ اس نظر سے عبید مذکور نکاح کے دن اسکے گھر گیا۔ تو معلوم ہوا کہ اسنے نکاح کر لیا ہے۔ پس ایک قطعہ لکھ بھیجا۔ جسکا آخری مصرع یہ ہے ؎ خدای جہانرا جہان تنگ نیست ٭ وزیر خویش تدبیر نے اسکا ماجرا دریافت کر اُسے بُلا لیا۔ اور اپنی صحبت خلوت مین دو بالا گرم جوش ہوا۔ سُنتا ہے کہ عبید زاکانی نے یہہ شعر بھی اسکے شان مین کہا تہا۔

گر غزلہا جہان خاتون بہندستان فتند　　روح خسرو ہم حسن گوید کہ این کس گفتہ است

کہتے ہین کہ خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی بھی اس شاعرہ سے تھے۔ بلکہ اُنہون نے اپنی ایک غزل بھی اسکو سُنائی تھی۔ جسمین یہ شعر تہا۔

اعتمادی نیست بر کار جہان + +　　بلکہ بر گردون گردان نیز ہم +

خاتون نے اپنے نام کی ہجو سمجھ کر اوسن جواب دیا۔

حافظا این مے پرستی تا بکے ۔۔۔ مے ز تو بیزار و مستان نیز ہم

یہہ شعر بھی اسیکا ہے[1] تتمہ منتخب التواریخ والہ لکھتا ہے کہ ۷۲۳ ہجری مین بعہد غیاث الدین ۔۔۔ تغلق عبید زاکانی شاعر الغجان شاہزادہ تغلقیہ کے ہمراہ تہا۔ جسنے امیر خسرو کی نسبت یہ شعر کہا تہا

خلط افتاد خسرو راز خامی ✤ کہ سکبا پخت در دیگ نظامی

مصوریست کہ صورت ز آب می سازد ✤ نہ ذرۂ ز ذرۂ خاک آفتاب میسازد ✤

حجابی تخلص بنت خواجہ ہادی استرآبادی کا جو ہمیشہ نقاب کے حجاب مین رہتی تہی

مہ جمال تو ز آفتاب ہر دو یکی است ۔۔۔ خط عذار تو و مشک ناب ہر دو یکی است

حیات تخلص حیات النسا متذکرہ تحفت آرام کے یہ شعر اوسکے ہین۔

چہ سازم طوف بر در کعبہ و بتخانہ و مسجد ۔۔۔ بگرد چشم و ابرویت دلم ہر لحظہ میگردد

بیا زاہد کہ جام بادہ گلگون بنوشانم ۔۔۔ مرو در کعبہ کانجا نیست غیر از خون جگر خوردن

حیات تخلص یہ ظریفہ و عارفہ خواجہ قوام الدین شوہر جہان خاتون مذکور کی پہلی منکوحہ تہی۔ جب اوسنے نکاح ثانی کی خبر سُنی خواجہ کو لکھ بہیجا۔

ہر کہ غم جہان خورد کی خورد از حیات بر ۔۔۔ رو تو غم جہان مخور تا ز حیات بر خوری

حیاتی تخلص کی ایک عورت لطیفہ گو حسینہ جمیلہ تہی جسکی یہ غزل مشہور ہوئی

عجب شیرین لبی لیلی عذاری کردہ ام پیدا ۔۔۔ درین ایام خوشحالم کہ یاری کردہ ام پیدا

بیاد لعل شیرین میکنم چون کوہکن جانے ۔۔۔ چو فرہاد از برای خویش کاری کردہ ام پیدا

ز پا افتادہ ام از اندوہ ہجران چون کنم یارب ۔۔۔ کلاین اندوہ از دست نگاری کردہ ام پیدا

چو مجنون می نہم سر در کف پای سگ کویش ۔۔۔ من دیوانہ نیکو غمگساری کردہ ام پیدا

بیکدم سر فدای آن بت بیگانہ وش کردم ۔۔۔ حیاتی آنچہ من در روزگاری کردہ ام پیدا

[1] یہہ بھی شعر تسلی نام سے ۔۔۔ لکہا گیا ہے ۔۔۔ تذکرۃ النسا مسمی بہ اختر تابان کے مولف [illegible]

خانزادی کوئی اسکو تبریزی لکھتا ہے کوئی ترتبی کسی کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شاعرہ فخر النساء انسائی کی بہن تھی - اور امیر یادگار کی بیٹی - بہر کیف یہ مطلع اسکا ہے -

شبے در منزل ما مہمان خواہی شدن یا نہ	ایں خاطر این ناتوان خواہی شدن یا نہ

دوستی تخلص نسائی نام دختر میر قیام سبزواری کے یہ شعر ہیں -

ہر کجا آمد بہ آن زلف پریشان بگزرد	ہر کہ کفر زلف او بیند ز ایمان بگزرد
اے محبان! بو العجب دستیست دردِ عاشقی	ہر کہ - دامن گیر دایں درد ش ز درمان بگزرد
ہر کہ عاشق شد از وے دیگر سر و سامان مجو	زانکہ عاشق ترک سر گوید - ز سامان بگزرد
در فراقش دوستی گرید چو ابر نو بہار	گریہ زار ستم ... گریبان بگزرد
ز آشنائی تو عاقبت جدائی بود	فغان کہ - با تو مرا این ہمہ آشنائی بود

زائری تخلص مجہول الحال کوئی خوش مقال تھی - جسکا کلام ہے -

خوردن خونِ دل از چشم تر آموختہ ام	خونِ دل خوردہ ام و این ہنر آموختہ ام
کارے من ہیچ بجز خون خوردن نیست	طرفہ کاریکہ بخونِ جگر آموختہ ام
شیوۂ عاشقی و طرزِ نظر بازی را	ہمہ از مردم صاحب نظر آموختہ ام
ناصحا چند کنی منع من از عشق بتان	من ز استاد قضا اینقدر آموختہ ام
زائری بہر طوافِ حرم کوئی بتان	صبح خیزی ز نسیم سحر آموختہ ام

سلطان تخلص خدیجہ سلطان بیگم نام دختر عم قلی خان داغستانی - بعض کا خیال ہے کہ خان مذکور سے پر نہایت شیفتہ و فریفتہ تھا غرضکہ اسکے کلام کا یہہ نمونہ ہے -

من ساقی ام و شراب حاضر	اے عاشق تشنہ آب حاضر
با حسن من آفتاب ہیچ است	اینک من و آفتاب حاضر

سلطان چو من نبود در دہر	عالم عالم کتاب حاضر

شیرین

شیرین تخلص ہے سلطان رضیہ بیگم نام بنت سلطان شمس الدین التمش کا جبکہ ۶۳۴ھ؁ ۱۲۳۶ع مین التمش کی وفات ہوئی - تو رکن الدین فیروز اپنی والدہ خادمہ کے طور پر سلطنت کو چھوڑ کر عیاشی مین مصروف ہو سات ہی مہینے مین معزول ہوا اور اُسکی بہن یعنے یہی رضیہ بیگم تخت پر بیٹھی - اسنے اصطبل کے داروغہ حبشی غلام کو جو اُسکی بغلونمین ہاتھ ڈالکر گھوڑے پر سوار کر دیا کرتا تھا - امیر الامرائی کا منصب دیا - ارکان سلطنت کو یہ امر سخت ناگوار گزرا - چنانچہ اسی فساد مین بیگم مع غلام مذکور شہید ہوئی - اسکی قبر بلبلی خانہ کے محلہ مین اندر شہر دہلی بہ علاقہ ترکمان دروازہ موجود ہے -

باز آ شیرین ہمہ در راہ الفت کام خویش	ہان ولی نشنیدہ باشی قصۂ فرہاد را
غلطیدن نور رخ خورشید جز این چیست	بسمل شدۂ تیغ نگاہ غضب است
از ماست کہ بر ماست - چہ تقصیر دل زار؟	آن کشتۂ انداز غم بے سبب ماست
کنم بہ برکت پا - چرخ - تخت سلطانی	دہم بہ بال ہما - خدمت مگس رانی

ضعیفی

ضعیفی تخلص ہے کسی ہمعصر آرزو مذکور کا - آرزو کے شعر مسطور کا جواب اسکی طرف سے یہ ہو

درد لم بود آرزو یت بیش از ہر آرزو	دیدم آن روی و فزون شد آرزو بر آرزو

کہتے ہین کہ ضعیفی نے اپنے ضعیف خاوند کی شان مین یہ دو بیت انشا کی تہی -

اے مرد ترا بہر م انگیزی نیست	ہم پیر ضعیفی و ترا خیزی نیست
با این ہمہ مید ہی نہیبم زرزدن	خود قوت آن ترا کہ برخیزی نیست

جسکا جواب اس طرح سُنا تہا

اے زن! دگر آنکہ با من آمیزی نیست	کار تو بغیر فتنہ انگیزی نیست +
دارم ہمہ عیب را کہ گفتی - اما	عیبی تر از این بالائے برخیزی نیست

عائشہ

عائشہ تخلص کسی سمرقندی کی یہ دو مان ملی ہے۔

اشکے کہ ز چشم من برو غلطید است	درگوش کسی دو ہ کہ مروارید است
از گوش برون آر کہ بدنامی تست	کانرا بہ رخسم تمام عالم دید است

عصمتی

عصمتی اس تخلص کی تین عورتوں کا کلام اس وقت پیش نظر ہے۔ اول قاضی زادی سمرقندی۔ جسکو ایک تذکرہ والہ نام دختر لکھتا ہے۔

کر سوائے عشق از مردم عالم غمی دارد	کہ عاشق گشتن ...

دوم خواف کے حاکم متخلص بہ حاکمی صاحب دیوان کی ہمشیرہ بارہ

از پا شکستگان طلب کعبہ مشکل است	ان کعبہ کہ دست

سیوم نواب جہان آرا بیگم۔ جسکے نام پر بہار ...

مصلح الدین سعدی شہ ...

ہمایت امید وار ...

نمیدانم کہ ...

گنا بیگم

گنا بیگم نامی صبیہ علی قلی خان والہ داغستانی زوجہ نواب عماد الملک بہادر کی تھی۔ کہتے ہیں جس روز اسکا لخت جگر فوت ہوا اور نواب نے خبر منگائی تو اسنے اپنی سوزش و دردِ دل یوں جتائی۔

لختِ جگر بریدہ نہ خاک کردہ ام		از حالِ ما مپرس کہ دل چاک کردہ ام

بعض کا قول ہے کہ اس شعر کا مصرعہ ثانی کسی استاد کا ہے۔ پس واللہ عالم کہ اسکو توارد ہوا یا اسنے تضمیناً باندھا۔ بہرکیف ترانہ لاحقہ بھی اسیدکا ہے اسیکا تخلص شعور لکھا ہے۔ اختر تابان والہ کہتا ہے کہ یہ عروس نہ سالہ وزن مین نوسو روپیہ بہر یعنی ۱۱ سیر کئی دفعہ تلی تھی۔

از تار تر شیح کرہ گوہر زد		شرارہ بر زد
فصاد ہوا ہزار جا نشتر زد		لشتہ آب

... محمد۔ ولایت کرمان کی حکمران

...

... دایست

... یست

... ت

لطیف

لطیف تخلص کی لطیف النساء زوجہ شمشیر خان متوطن عظیم آباد فارسی و اُردو گو تہی —

یاد زلفت سر بسر داریم ما
شغل این شام و سحر داریم ما

گاه سر بر سنگ و گہہ بر سنگ سر
کے جز این شغل دگر داریم ما

دیده ام من آفتاب در روی تو
بر رخ مہ چون نظر داریم ما

کاوشے بیجاست اے چرخ عدو
صاحب حشمت نہ زر داریم ما

گاه در کعبہ و گہہ در بتکده
جستجویت در بدر داریم ما

از کہ پرسم ہا من ز حال رفتگان
کس نے گوید خبر داریم ما

ہیچ غم دیگر نمیدارم لطیف
لیک از محشر خطر داریم ما

مخفی

مخفی [illegible] اختر تابان والہ اسکو تخلص زیب لکھتا ہے۔ اور صاحب دیوان نہین [illegible] اپنی شہرت کے باعث اسکا احوال سب پر عیان ہے۔ بلکہ جیسے اسکا دیوان چہپ گیا۔ یہ خود ظہوری ہوگئی ہے۔ مگر جو کہ بعض اشخاص اسکے صاحب دیوان ہونیکے قائل نہین ہین۔ اسواسطے یہہ چند سطور لکھتا ہون صحیح ہو کہ اورنگ زیب بادشاہ کے پانچ لڑکے اور پانچ ہی لڑکیاں تہین۔ انجملہ حضرت شاہزادہ محمد سلطان سے چہوٹی اور سب سے بڑی یہ شہزادی نواب زیب النساء [illegible] شوال ۱۰۴۸ہ ہجری مین دلرس بانو دختر شاہ نواز خان کے بطن سے پیدا ہوئی۔ اور پینسٹھ برسکی عمر پاکر ۱۱۱۳ہ نبوی مین فوت ہوگئی اسکی وفات کی تاریخ میرے مہربان خوش تقریر شاہ بہاء الدین صاحب بشیر نے یون موزون فرمائی ہے ⁂

تاریخ

بہر تاریخ مخفی ام ہیہات
دخل جنتی بشیر نگاشت

۱۱۱۳

غرضکہ یہ شہزادی سعید اشرف پسر مصالح مازندرانی اصفہانی کی شاگردی سے صاحب
دیوان ہوئی - اگرچہ بعض کا یہ عقیدہ ہے کہ - یہ دیوان جو اسکے نام سے چھپ کر مشتہر
ہو رہا ہے - مخفی ترشی کا ہے - جسکو ملا جامی کا اُستاد خیال کرتے ہین ۱۸۷۶ء
کی فہرست کتب مطبع منشی نول کشور صاحب مین لکھا ہے کہ یہ دیوان مخفی رشتی کا
ہے اور رشت فارس مین ایک شہر کا نام ہے + بعض نے لکھا ہے کہ زیب النسا
کا تخلص خفی تہا - کوئی لکھتا ہے کہ - یہ اپنا نام ہی موزون کرتی تھی - اور کچھہ تخلص
نہ تہا ایک لکھتا ہے کہ یہ ۱۱۲۲ھ مین دہلی کے کابلی دروازہ کے باہر دفن ہوئی
دوسرا بتاتا ہے کہ - لاہور مین قریب موضع نوان کوٹ اسکا مزار ہے - الادہلی
اسی بات پر قائم ہین کہ - اسکی قبر دلی کے تیس ہزاری باغ مین تھی - جو اب چٹیل
میدان پڑا ہے ❊

انتباہ - یہ رسالہ پہلی دفعہ ۱۸۷۶ء مین چھپ کر مشتہر ہو گیا تہا کہ - بندہ مولف
۱۷ اپریل ۱۸۸۰ء کو بحصول پنشن نوکری سے دست بردار ہوا - اپنے گہر پر مطالعہ
کتب مختلفہ مین مصروف رہا یکایک ایک کتاب علم سیر مین نہایت عمدہ موسوم بہ
تاریخ یوسفی مشہور بہ عجائبات فرہنگ ہاتہہ آئی کہ دراصل وہ کتاب یوسف خان
کمبل پوش سلیمانی مذہب کا سفرنامہ ہے - جو ۱۲۴۳ھ مین اپنے وطن حیدرآباد
سے نکلکر نیپال منراج - شاہجہان آباد وغیرہ کی سیر کرتا ہوا لکھنو مین بعہد شاہ
نصیرالدین حیدر - رسالہ خاص کا جماعہ دار (جسکو جمعدار بولتے ہین) اور پہر
صوبہ دار رہکر ۱۸۳۶ء کو کلکتہ گیا وہان سے ۱۸۳۷ء کے مارچ مہینے مین لندن
فرانس وغیرہ ممالک کی سیر کو گیا - آتے ہوئے - مصر - بمبئی ہوتا ہوا اورنگ آباد
آیا + وہ لکھتا ہے کہ اسجگہ عالمگیر کی قبر ہے - اسکے مقبرہ کے پاس زیب النسا کا
مزار ہے - اور نہایت عمدہ مقبرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے - فی الحال اسکے پتھر

نظام الملک نکالکر اپنی والدہ کے مقبرہ مین لگوا رہاہے * واللہ عالم بحقیقت الحال
ہان یہ بہی سُنا ہے کہ۔ یہ دیوان جو لکہنو اور دلی اور میرٹھہ مین اسکے نام سے چھپا ہے
نہایت مختصر ہے۔ اسکا کلیات ضخیم قلمی لوگون کے پاس موجود ہے۔ اور ایک
انشا بہی اسکی نشانی ہے۔ جسکا ایک رقعہ نمونہ کے طور پر یہان لکہا جاتا ہے *

رقعہ زیب النسا جو اسنے اپنے پیر کو لکہا تہا * نقطہ پرکار تدویر وجود
ہفتم۔ خط محیط صفحہ افلاک ہشتم۔ حضرت پیر من ظلکم ابدا بمردی مردان خدا۔ در
رسیدہ زیب النسا رحم مانے کہ۔ دارد۔ پایانے ندارد۔ اگر از تحریر خود دم تفہیم
زنم رواست۔ منکہ بصورت گرفتارنہ از معنی خبر دار **ابیات**

بالب دمساز خود گر جفتمی	ہمچو نے من گفتنیہا گفتمی
انکہ او از ہمزبانی شد جدا	بینوا شد گرچہ دارد صد نوا

المختصر اس خوش نویس شاعرہ فاضلہ حافظہ کے لطائف وظرایف بہی اکثر زبان زد
جمہور ہین۔ بنا بخوف طوالت سبکو ترک کرکے چند شعر مشہورہ دیوان کے
سنا ہونیکی لکہتا ہے۔

آہستہ برگ گل فشان بر مزار ما	بس نازک است شیشۂ دل در کنار ما
گرچہ من لیلی اساسم دل چو مجنون در ہواست	سر بصحرا میزنم لیکن حیا زنجیر پاست

کہتے ہین اس شعر کا جواب عاقل خان رازی نے یہ دیا تہا۔

عشق تا خام است باشد بستۂ ناموس و ننگ	پختہ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست

اسنے رد جواب اس طرح سُنایا۔

پاکبازان محبت را حیا باشد مدام	چون تو مرغ بیحیا را کے حیا زنجیر پاست

اس غزل کا مقطع جو دیوان کو اسیکا ثابت کرتا ہے یہ ہے

دختر شاہم۔ ولیکن رو بفقر آوردہ ام	زیب و زینت بہم نیمم۔ نامم چرا زیب النساست

اے عندلیب نالان دم در گلو گرہ	نازک مزاج شاہان تاب سخن ندارد
آفرین بر جگرم باد کہ در کشور ہند	سکہ نقد سخن پیچ ایران زدہ ام

تنبیہ ہان ناظران باغ دستان مین نے اپنے تذکرہ نادر الاذکار مین اقسام شعریہ مع امثلہ مفصل لکھے ہے۔ مگر اسکے دیوان فصاحت تبیان مین ایک مسمط قسمیہ عجیب و غریب نظر آیا۔ جسکا ثانی آجتنک دیکھا نہ سُنا۔ پس اسکو نذر ناظرین کہنا زیبا ہے جسکے مطلع و مقطع کا بند یہ ہے ❊

بہ سنان نگہہ یار قسم	بسر طرۂ دلدار قسم
بکمان خانۂ ابرو سوگند	بسر نرگس جادو سوگند
کہ شدم کشتۂ چشم نگہت	خاک رہ کشتۂ طرز تمست
بصفائی ملک العرش قسم	از سما تا بسر عرش قسم
بخداو بحقیقت سوگند	بسر شمع نبوت سوگند
مدعا خاک رہ جانا نست	نظر لطف سپے درمانست

مشتری تخلص ہے موجود الوقت قمر جان نام بی منجہو لقب کا جو طوایفان لکہنو سے ہے۔ اور بلبتا گردی میان شمس صاحب کے اپنے تئین فلک چہارم سے بہی بلندی پر سمجھتی ہے۔ جب کمان زبان کو زہ کرتی ہے تو بے تحاشہ تیر ان آدران زمان کو گرم دسر سناتی ہے۔ اپنے نزدیک اوروں کو مچھلیون کیطرح بہونتی ہے۔ الا اسکو بہی ہوا بتانے والیان موجود ہین۔ گویہ مردانہ دم مارتی ہے۔ مگر اُنکے روبرو اسکی تمام نفسانیتین بے سود ہین۔ الغرض شاعرہ اُردو کے شعر بہی کہتی ہے۔ اور زہرہ نامی اسکی بہن بہی اُردو کی شاعرہ پس انکا جہگڑا انشاءاللہ تعالی دوسرے حصہ مین لکھونگا۔ اب اسکی اشعار فارسی

بر در یار جبہہ سائیہا	بہ از این نیست پارسائیہا

مشتری

رتبۂ من فزون ز شاہانست — میکنم سر بدرش گدائیہا
از کہ آموختی ؟ (حسرت کردم) — جانمن طرز دلربائیہا
چہ قدر سادہ است آئینہ ! — میکند با تو خودنمائیہا
از تو آموخت مشتری شاید — عندلیبان غزلسرائیہا

مطربہ تخلص کوئی کاشغری عورت طغان شاہ کے گہر مین تہی - جسکے مرثیہ مین یہ رباعی کہہ گئی ہے -

در ماتمت ای شاہ اسیہ شد روزم — بی روی تو دیدگان خود بر دوزم
تیغ تو کجاست ہای دریغا تا من — خون ریختن از دیدہ باد آموزم

ملکہ جسکو اکثرون نے سید بیگم کے نام سے لکھا ہے - بنت سید حسن کارہ گیا - باشندہ جرجان - معروف بہ استرآباد - پایہ تخت مازندران - سادات عالی نسب سے تہی ! اسکا دیوان بہی موجود ہے - لیکن اُس سے بہت کم لوگ واقف ہین -

نظم

مرا دردیست در دل بیقرار از ہجر یار خود — چگویم پیش بیدردان ز درد بیقرار خود
بدرد دل چنان گریم کہ خون گردد دل خارا — چو یاد آرم من سرگشتہ از یار و دیار خود
ازان پیوستہ در عالم چنین سرگشت میگردم — کہ می بینیم چو زلف او پریشان روزگار خود
گلی از باغ وصل او بچینیم بر مراد خود — چو غنچہ گرچہ خون دیدم دل امیدوار خود
ز استغنا ندارد گوش یکبار آن جفا پیشہ — اگر در پیش او صدبار گویم حال زار خود
بکار خویش حیرانم کہ از عشق بتان ہرگز — سر و سامان نمی بینم من مسکین بکار خود
ازین سوزی کہ من دارم ز عشق او یقین دارم — بخواہد سوخت آخر ای ملک لوح مزار خود

مہری ہراتی - اسکے بیان مین تذکرہ نویسون نے عجب گل کہلائے ہین - سب سے معتبر قول یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شاعرہ شاہرخ مرزا کے عہد مین بملازمت گوہر شاد بیگم ممتاز تہی - خواجہ عبدالعزیز حکیم اسکا خاوند تہا - جو سرکاری طبیب کہلاتا تہا اصل اسکی کوکان سے ہی بعض کا خیال تہا کہ یہ بیگم موصوف کی بہانجی

سے میل رکھتی تھی - چنانچہ اسکے خاوند نے اسی اشتباہ مین اسے قید کیا - تو اسنے
یہ رباعی موزون کی -

سہ کندہ نہاد سرو سیمین تن را	زین واقعہ شیون ہست مرد و زن را
افسوس کہ - در کندہ نخواہد سودن	پائیکہ دو شاخہ بود صد گردن را

(اختر تابان ظاہر کرتا ہے کہ - یہ مہری ہرویہ شاعرہ ہمعصر جامی کی تھی شاہ ایران کے
محل مین رہتی تھی - اُسینے اسے قید کیا تھا - کیونکہ کسی جوان سے پہنس گئی تھی
اسکے خاوند کو ضعف باہ تھا - جو اسیکے کلام سے ظاہر ہے یہ رباعی اُسکی ہے نہ کہ
مہری ہراتی کی - اشعار ذیل سے شعر نمبر ۲ و ۳ و ۴ وہ یعنے ہر دو رباعی اول مع
اس رباعی کے ہرویہ کا کلام ہے باقی ہراتیہ کا) - اور معتبر نقل ہے کہ - ایک روز
سلطان مسعود میرزا خواہرزادہ بیگم ممدوح اسکو لئے مع حبیبی شاعر کے اختیار الدین
کے قلعہ پر جو ہرات مین مشہور مقام ہے - رونق افروز تہا کہ - اسکا خاوند دکھائی
دیا - میرزا نے مسکرا کر اشارہ کیا - اُسنے بدیہہ یہ شعر سُنایا -

کردم براوج برج مہہ خویشتن طلوع	ہان اے حکیم! طالع مسعود من نگر

اور روایت ہے کہ - ایکدفعہ بہار کے موسم مین سرخ محل کے نیچے بہت آدمی
گلگشت کر رہے تہے - یہ بہی جہروکہ سے دیکہہ رہی تہی کہ - اسکی نگاہ ایک بڈہے
پر پڑی - جو اسیکو گہور رہا تہا اسنے اُسے استفسار حال کیا اُسنے یون جواب دیا -
مصرعہ آنجا کہ عیان ست چہ حاجت بہ بیانست :: اس حاضر جوابی نے قہقہہ لگا کر کہا

یارب کہ - شستم زچہ آب ہا وچہ گل است؟	میلم ہمہ سوے دلبران چہ گل است
گرمیل مرا بسوئے پیران بودے	از پیر ضعیف ناتوانم چہ گل است

اور سُنئے کہ - ایکروز یہ لطیفہ گو بیگم صاحبہ کی خدمت مین حاضر تہی کہ حکیم جی دکھائی دئے
بیگم نے بلوایا - وہ بیچارہ کبرسنی وضعف کے باعث عصا ٹیکتا چہوٹے کہاتا گرتا کہتا

پڑھتا دعائیں دیتا حاضر ہوا - اس نے اپنی مخدومہ کے اشارہ سے کہا کہ -

مرا با تو سرِ یاری نماندہ
سرِ مہر و وفاداری نماندہ
ترا از ضعف و پیری قوت و زور
چنانکہ پائی براوری نماندہ

اب اسکے احوال کی مختلف کیفیتیں دیکھئے - ایک کہتا ہے کہ - یہ نورجہان کی جلیس خاص تھی - اور ترانہ بالا مخفی کا کلام - دوسرا کہتا ہے نہیں - یہ اسیکی طبع رسا کا کام ہے - حیرت کا مقام ہے کہ - نورجہان جہانگیر کی حرم - اور مخفی اسکی پوتی عالمگیر کی بیٹی - اور یہ اکبر شاہ والد جہانگیر سے پہلے زمانہ کی + تیسرے کا مقولہ ہے کہ مہری جلایر قوم کی شاعرہ - تقی اوحدی کی ہمعصر فاضلہ گزری ہے المختصر اشعار لاحقہ بھی لوگوں نے اسیکی طرف منسوب کئے ہیں ابیات

دہ چہ پستان یا دو ترنج سیماب
زدہ سر جوش لطافت دو حباب
ور خانۂ تو آنچہ مرا شاید نیست
بندی ز دلِ رمیدہ بکشاید نیست
گوئی ہمہ چیز دارم از مال و منال
آری ہمہ ہست آنچہ می شاید نیست
شوئی زن نوجوان اگر پیر بود
چون پیر بود ہمیشہ دلگیر بود
آری مثل است آنکہ گویند زنان
در پہلوی زن تیر بہ از پیر بود
حل ہر نکتہ کہ - بر پیر خرد مشکل بود
از مو دیدم بیک جرعۂ می حاصل بود
گفتم از مدرسہ پرسم سبب حیرت می
در ہر کس کہ - زدم بیخود و لایعقل بود
خواستم شرح دل خویش بگویم با شمع
داشت او خود بزبان - آنچہ مرا در دل بود
دوش در چمن صبحدم از گریۂ و از نالۂ من
لالہ سوختہ خون دل و یاد رگل بود
آنچہ از بابل و ہاروت روایت کردند
سحر چشم تو دیدم ہمہ را شامل بود
دولتے بود تماشای رخت مہری را
حیف صد حیف کہ - آن دولت مستعجل بود
بیخ ہر خار کہ آن از خاک من حاصل شود
زاہد ار مسواک سازد مست و لایعقل شود

سرو گوید تجھے آرد بار	قامت آورد زبستان دو اثار
گفتم بیا بمردمک دیدہ ام نشین	گفتا کہ من بخانہ مردم نمیروم
حیف کہ از علم نہ بر رہ روی	شمع بکف گیری و در چہ شوی

مهستی

مہستی تخلص گنجہ کی اکابر زادی کا تہا بعض نے اسکو نیشاپوری سمجہا ہے - بہر کیف سلطان سنجر کے معزز سرفراز و ندیمین تہی - کوئی کہتا ہے کہ عبداللہ خان ازبک کی فتنہ پردازی کے وقت یہ شاعرہ موجود تہی - بہرحال انگیرات کا ذکر ہی کہ وہ سنجر کے پاس سے استنجے کے واسطے باہر آئی - تو واپسی پر سلطان نے باہر کا حال استفسار فرمایا - اسنے یون ادا کیا

شاہا! فلکت اسپ سعادت زین کرد	وز جملہ خسروان ترا تحسین کرد
در حرکت سمند زرین نعلت	بر گل نہ نہد پائے - زمین سیمین کرد

اگرچہ اسکا اور کلام بہی میرے پاس موجود ہے - مگر وہ تمام ہزل و فحش انضمام ہی - اسلئے نہین لکہتا - صرف یہ شعر اور دیکہلو

جام را بر کف دست تو نشستی دگر است	ید بیضا دگر و دست تو دست دگر است

نسائی اس تخلص کی دو شاعرہ دریافت ہوئی ہین - ایک خراسانی سیدزادی جسکا نام فخر النسا تہا - یہ غزل اسکی ہے

شادم اگر دلم ز تو بے غم نمی شود	آری غم تو از دل من کم نمی شود
مرہم میار بہر دوائی من ای طبیب	کین درد عاشقی ست بمرہم نمی شود
محراب ابروست فقط تا نیایدم	از بہرہ سجدہ قامت من خم نمی شود
داغی نہاد بر دلم آن بیوفا کہ - عمر	بگذشت و درد منہ آن کم نمی شود
سازد بداغ ہجر نسائی خاک ر	چون خاطرش بوصل تو خرم نمی شود

اس شاعرہ نے عصمتی قاضی زادی سمرقندی کے مطلع کا جواب بعین موزون کیا ہے

زدستِ غم بنال ایدل کہ غم ہم عالمی دارد	بہ عالم ہر کرا بینی بدل درد و غمی دارد

اور ایک یہ شعر بھی اسکا مشہور ہے اکثر تذکرون مین مسطور ہے۔

با ہمہ پستی تمنائے بلندی کردہ ام	عاشقی بر قامتی ابرو کمندی کردہ ام

دوسری **لسانی** ولایت کی رہنے والی کا صرف ایک ہی شعر دیکھا گیا۔ سو بھی وہ شعر جو مین حجابی کے نام پر لکھہ چکا ہون۔ لیکن یہ معتبر اُستاد ولایت زالی تحریر ہے۔ اسلئے مکرر لکھتا ہون ؂

خط عذار تو و مشک ناب ہر یکی است	بہ جمال تو و آفتاب ہر دو یکی است

نورجہان حرم محترم جہانگیر بن اکبر شاہ بادشاہ ہند کا نام نامی ہے۔ جسکے نام خطبہ و سکہ نے بھی زینت پائی تھی۔ اسکے بیان مین تذکرہ نویسون نے خوب خوب گُل کھلائے ہین۔ عجیب عجیب طرحکے فقرے اُڑائے ہین۔ سب سے بڑھکر تو یہ لطیفہ ہے کہ۔ دو چار شعر اُردو کے اسکی طرف منسوب کئے گئے۔ اور یہ نسمجھا گیا کہ بیا آیاز تاتاری کی بیٹی قندھار کے۔ جنگل مین پیدا ہوئی۔ اپنے والدین کے ہمراہ اکبر شاہ کے زمانہ مین وارد ہند ہوکر شیر افگن خان ترکمان سے منسوب ہوئی۔ جو اسکو اپنی جاگیر اضلاع پورب مین لے گیا۔ اور جہانگیر نے تخت نشین ہوکر سن جلوسی چھہ یا سات مین شیر مذکور کو مروا اسے اپنی محل مین داخل کیا تھا ؛ پس فرمایئے کہ۔ اسکی زبان کسطرح سے اُردو ہو سکتی ہے ہا۔ کیا معنے کہ گو خلجیون کے زمانہ مین حضرت امیر خسرو دہلوی علیہ الرحمتہ نے کچھہ کچھہ پھیر پھار ہندی بولی مین شروع کی تھی۔ الا اُردو کی زبان شاہجہان کے وقت سے مقرر ہوئی ہے۔ بلکہ شعر گوئی تو اُسکے زمانہ مین بھی بخوبی نہوئی تھی۔ ہان عالمگیر کیوقت مین صادق و جعفر و دلی صاحبِ دیوان اس زمانہ کے ہوئے۔ پھر نورجہان کیونکر اُردو کے شعر کہتی ہا شاید ایسا ہو کہ۔ اس

شاعرہ فاضلہ نے وہ مضامین فارسی مین ادا کئے ہون۔ متاخرینشون نے اپنے زبان مین ترجمہ کر لئے۔ جیساکہ۔ ایک شعر کا ترجمہ اسی رسالہ مین موجود ہے بہرکیف وہ اُردو شعر جو لوگون نے اُسکے قرار دے رکہے ہین یہ ہین ❊

کل تم جو یہ کہتے تہے شمشیر ہے اور مین ہون	یہ طشت ہے اور شمشیر ہے تقصیر ہے اور مین ہون
ظاہر مین مرے حال کو سرسبز بجا تو	پوشیدہ جگر رکہتی ہون مانند حنا کی
چمن مین ہے جو یہ ہنسی سی بو ٹی	نگہہ کے بوجہہ سے جاتی ہے ٹوٹی

اگرچہ یہ ماجرا دوسرے حصئہ مین لکہنا مناسب تہا۔ مگر چونکہ۔ مجہے اس حقیقت کی بے حقیقتی ثابت کرنی تہی۔ اسلئے اس موقع پر اشارہ کردیا ❊ اب اسکا کلام مختلف کتابون سے جمع کیا جاتا ہے۔ اور اس باب مین جو جو اختلافات ہین وہ شعرون کے بعد عرض کرونگا۔ اور جو جو شعر لطیفہ پر دال ہے اُسکا بیان بہ سبب طوالت کے ترک کیا گیا۔ بعض کا یہ قول بہی ہے کہ گلاب کا عطر اور چاندی کا فرش اور ملمع کا زیور نورجہان ہی نے ایجاد کیا تہا ❊ بعض نے اسکا تخلص مخفی لکہا ہے ❊

گرہ ز کار چو نگشاد بیقراری ما	مگرچہ سود ہا ولا از فغان و زاری ما
بلبل از گل بگزرد گر در چمن بیند مرا	بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا
در سخن پنہان شدم چون بوی گل در برگ گل	میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا
بظاہرم منگر گرچہ سر بسر سبزم	ولیک باطن من چون حنا پر از خون ست
در نہان خون نیم ظاہر گرچہ رنگہا خوش است	رنگ من در من نہان چون رنگ سرخ اندر حنا
نورجہان گرچہ بظاہر زن ست	در صف مردان زن شیر افگن ست
این خانہ بر انداز کہ در خانہ زین ست	معمار تمنائے من خاک نشین ست
دقیقہ ہائے مغیش در سواد حروف	چو در سیاہی شب روشنئی پروین ست

بقتل چون منی گر خاطرت خوشنود میگردد — بجان منت دلی تیغ تو خون آلود میگردد

[۸] رندان خرابات کرا باده فریبند — خود ساده بخواهند کرا ساده فریبند

تو ماده آفاقی و هم گاوهٔ آفاق — حیف است که بر باده دگر باده فریبند

[۹] زنار عشق گر ظاهر کنم گل در چمن سوزد — اگر نالم بخلوت خانه شمع انجمن سوزد

[۱۰] سبزه ام سبز نگردید بهار آخر شد — روی گل سیر ندیدیم و بهار آخر شد

[۱۱] هنگام سحر دلبر من جلوه گر آمد — جان بر لبم از قالب فرسوده بر آمد

تغافل منشین ای دل غفلت اثر من! — برخیز که هنگام فضای بر آمد

[۱۲] گذشت وقت خزان موسم بهار آمد — هزار نخل خزان گشته ام به بار آمد

[۱۳] عشقت چنان گداخت تنم را که آب شد — گردی که ماند سرمهٔ چشم حباب شد

[۱۴] هنوز آن طفل خندیدن نداند — نگه دزدیدن و دیدن نداند

[۱۵] هلال عید بر اوج فلک هویدا شد — کلید میکده گم گشته بود پیدا شد

[۱۶] ترا نه تکمهٔ لعل است در قبای حریر — شده است قطرهٔ خون منت گریبان گیر

[۱۷] دست ز گل چیدن امشب بدار — میچکد از برگ گلم آب ناز

[۱۸] نام تو بردم و زدم آتش بجان خویش — در آتشم چو شمع ز دست زبان خویش

[۱۹] من در طلبت گرد جهان میگردم گیسا! — گر باد شوی بموی زلفم نرسی شش پیچ دیک

[۲۰] ببینی و چشم دو ابروی تو ای گل اندام! — شاخ بادام دو بادام دو برگ بادام

[۲۱] نو زمم نازم حدیقه ام گل زارم — دیرم صنمم برهمنم زنارم

نی نی غلطم سراسر آنچه گفتیم نیم — بوی گلم و طبیعت گلزارم

[۲۲] نیست فواره که بینی بسر آب روان — آب از گرمی این فصل بر آورده زبان

[۲۳] زیر دامان تو پنهان چیست ای نازک بدن! — نقش سم آهوی چین است بر برگ سمن

گرد و پیک صبا اندر دهان تنگ او — قطره قطره میچکد لعل بدخشان دمین

دل بتصورت ندہیم تا نشدہ سیرت معلوم	رباعی	بندۂ عشقیم و ہفتاد و دو ملت معلوم
زاہدا ہول قیامت بدل ما مفگن		ہول ہجران گزرانیدیم قیامت معلوم
ستارہ نیست بدین طول سر آوردہ		فلک بتماشا طرہئ شاہ سر برآوردہ

تنبیہ - واضح راے ناظران تحقیق طلب ہے کہ۔ اِن شعرون مین پہلا و چوتہا شعر اور دوسری اور آخر شعر سے پہلی رباعی زیب النسا کا کلام ہے۔ جسکا جی چاہے اُسکے دیوان مطبوعہ ہی مین دیکہہ لے۔ مگر ایک شخص نے پہلی رباعی کا ایک شعر حکیم حاذق کے نام پر بہی لکہا ہے وہ بہی غلطی پر ہے ÷ پانچوان شعر کسی ظریف طبع نے اس شاعرہ کی شان مین کہا تہا۔ وہ بہی اسکا نہین ہے + شعر پانزدہم [15] کا پہلا مصرعہ جہانگیر کا دوسرا نور جہان کا ÷ اُنیسوین [19] کا پہلا نیمہ کسی امیرزادہ کا۔ دوسرا نور جہان کا ÷ رباعی نمبر ۲۳ کا پہلا مصرعہ سوالیہ بادشاہ کا۔ باقی تین مصرعے جوابیہ بیگم کے ہین ÷ اخیر کے تین اختلاط تو ایجاد بندہ ہین۔ باقی تذکرہ نویسون کی غلطیان ہین۔ مین طوالت سے ڈرتا ہون۔ ورنہ ایک ایک کا حال مفصل لکہتا +

نہانی اس تخلص کی پانچ عورتون کا کلام دستیاب ہوا ہے۔ از انجملہ ایک کو بعض نے بنام بیگم لکہا ہے۔ اور کچہہ احوال اسکا معلوم نہین۔

خواہم کہ بہ آن سینہ نہم سینۂ خود را		تا دل بتو گویدغم دیرینۂ خود را
تہ زلف خالش بلاے نہانست		بترس از بلائے کہ شب درمیان ست
ہمچو من بررخ خوبان نظر پاک انداز		ہر کجا دیدہ آلودہ بود خاک انداز

دوسری نہانی کرمانی خواجہ افضل دیوان کی ہمشیرہ تہی۔

اگرچہ مہر زتقدیر لایزال برآید		بماہ من نرسد گر ہزار سال برآید

تیسری نہانی شیرازی جو اپنے زمانہ مین مشہور تہی۔ اور ملا جامی کے بعد

نہانی

اختر تابان وادی الصوفی [illegible] لکہا ہے ۱۲

نہانی

نہانی

[1] اختر تابان والہ سے یہ شعر نور جہان کے نام پر لکہا ہے ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

ہوئی تہی - چنانچہ ملا موصوف کی غزل پر غزل لکہی جسکا مطلع یہ ہے -

شندم دیوانہ تا در خواب دیدم آن پریرو را
چہ باشد حال گر بیند بہ بیداری کسی او را

دیگر

شب سگ کوئی بہر جائے کہ پہلو مے نہد
روز خورشید آن زمین را بوسہ بر رو مے نہد

اور یہہ شعر مگر رسوائی عشق جو عصمتی کے نام پر لکہا گیا ہے - بعض نے اسکا سمجہا ہے ؎

چوتہی نہانی دہلوی کوئی امیرزادی والدہ شاہ سلیمان کی جلیس تہی - جسنے اپنا نکاح اس رباعی کے جواب پر منحصر کر رکہا تہا -

از مرد برہنہ روئے زر مے طلبم
از خانہ عنکبوت پر مے طلبم

من از دہن مار شکر مے طلبم
از پشۂ ماده شیر نر مے طلبم

اسکا جواب مدت کے بعد سعد اللہ خان وزیر نے اسطرح دیا ہے -

علم است برہنہ رو کہ - تحصیل زر ست
تن خانہ عنکبوت - دل بال و پر ست

زہر ست جفائے علم - معنی شکر ست
ہر پشہ کز و چشید - وان شیر نر ست

الغرض یہ شعر بہی کسی کسی نے اس کے نام پر لکہے ہین -

در غم ہب ما تو بہ زمی خانہ حرام ست
زہد و ورع و سبحۂ صد دانہ حرام ست

با بادہ فروشان غم ایام حرام ست
با دُرد کشان دولت بہرام حرام ست

فرض ست بعاشق کہ - بنوشد مے تجرید
با زاہد خود بین مے گلفام حرام ست

تا ز - قدح نوش دو عالم زدہ بر ہم
اندیشۂ نان و طمع خام حرام ست

قدم بخانہ چشمم منہ کہ - جا اینجاست
رواق منظر خوبان خوش ادا اینجاست

سفر کردم بشہر عشق زادم عشق جانانست
غم و درد کہ - در دل داشتم آخر دو چندانست

درین گلشن بسان غنچہ چندان خون دل خوردم
گل مقصود من تا از نسیم صبح خندانست

رندان نظر بجلوۂ دنیا نمی کنند
جز آرزوئے ساغر صہبا - نے کنند

افتادۂ براہ تو کہ - باشد کہ نباشد ؟
محو نگاہ تو کہ - باشد کہ نباشد ؟

ز ہجر در دمن این دیدۂ خون فشان ستم		نظر بغیر توحیف است مین ازان ستم
آہ این شاعران نادیدہ	قطعہ	کہ ندارند نور در دیدہ
قد خوبان بسرو میخوانند		رخ ایشان بماہ مانیدہ
ماہ قرصی است ناتمام عیار		سرو چوبیست ناتراشیدہ

تنبیہ میرا گمان ہے کہ۔ تذکرہ نویسون نے ضرور ایک نہانی کا کلام دوسری کے لکہدیا ہوگا۔ الا اسکی تمیز اپنے حد امکان سے باہر ہے +

نہانی پانچوین **نہانی** جعفر احدی کی والدہ جو اکبر شاہ کے وقت کشمیر مین بخدمت میر بحری مقرر تہا۔ آگرہ کی رہنی والی بہشتی ہر دلی کی قرابت دار گزری ہے۔

روز غم۔ شب درد بے آرام پیدا کردہ ام		درد من پیدا درین ایام پیدا کردہ ام

صاحب منتخب التواریخ بداؤنی تحریر فرماتے ہین کہ۔ "ہر چند شاعران دہر جوابہا گفتہ۔ اما ہیچ کدام دربرابر نیامدہ :: **مصرعہ** چہ مردی بود کز زنے کم بود" +

وزیر **وزیر** تخلص وزیر النسا نام لاہور کے سر رشتۂ تعلیم نسوان کی ممتحنہ اور مدرسہ جو تخفیفاً برخاست ہوکر ۱۸۷۳ء مین اپنے وطن قریب جوار دہلی کو روانہ ہوی میرزا خاور سیستانی حال رونق افروز پٹیالہ کی شاگرد ہے۔ اور اردو کے شعر پہلے سی کہتی ہے +

دلم از کوچۂ آن زلف دوتا باز آید		رفتہ بود آنچہ زماباز ہمان باز آمد

ہمدمی **ہمدمی** تخلص شریفہ بانو نامی کی یہ چامہ ہے +

من سوختۂ لالہ رخانم۔ چہ توان کرد		والہ شدۂ سبز خطانم۔ چہ توان کرد
صد تیر بلا و ستم و جور رسیدہ		زان ناوک دل دوز بجانم چہ توان کرد
مجنون صفت از عشق بتان زار و نزارم		دیوانہ لیلی صفتانم چہ توان کرد
بدنام تو ام ہر نفسی ذکر دگر نیست		نامت شدہ چون ورد زبانم۔ چہ توان کرد
ای ہمدمی از جور محبان ستمگارا		بر چرخ برین رفت فغانم۔ چہ توان کرد

اختر تابان والہ نے انکے شعر نہانی کے نام سے لکہے ہین ۱۲

اختر تابان مین اسکو زوجہ شاہ ور قلط لکہا ہے۔ ہان باہم آشنائی ہو تو ہو ۱۲ منہ

تنبیہ ایک مصنف نے اُسکے نام پر یہہ شعر بہی لکہدیا ہے ؀ قامت سرو الخ جو ہین عفتی کے نام پر ایک مستند کتاب سے لکہہ چکا ہون ؀

حکایت ایک دیوانہ بغداد کا رہنیوالا عاشق پیشہ جارستان بغداد مین لباس نفیس زیب تن کیئے بوریہ پر بیٹہا ایک شعر بہ آواز دردناک بطور وظیفہ پڑہتا تہا وہو ہذا۔

درعشق تو انگشت نمائی زن و مرد		در لحظہ فزون است زسودائے تو دردم

خلقت کا اژدحام اُسکے گرد حلقہ زن تہا۔ ناگاہ کسی دل چلے نے آگے بڑہ کر استفسار حال کیا۔ تو اُسنے یون جواب دیا۔ مجلہ حجاج بسرائے احمد دہقان خانۂ ترسائی ست۔ رو بمقابلہ بر و وا از زبان من بگو۔

درعشق توام طاقت تنہائی نیست		در ہجر توام روئے شکیبائی نیست
تا وسع توان بود تحمل کردم		دیگر چہ کنم ؏ وسع توانائی نیست

کہتے ہین کہ۔ یہ صاحب دل بہی پتہ مذکورہ پر پہنچا۔ اور دروازہ کو دستک دیتے ہی ایک ضعیفہ آئی۔ دیوانہ کا ماجرا سنکر اندر گئی۔ اور اُلٹے ہی پاؤن آکر گویا ہوئی کہ۔ محبوبہ اش چنین فرمودہ۔

درعشق کسی را کہ۔ توانائی نیست		در ہجر تحمل و شکیبائی نیست
مرگست علاج او۔ و بیرون از مرگ		ہر مصلحت دگر کہ۔ فرمائی نیست

غرضیکہ جب پیغامبر نے یہ جواب سنایا۔ عاشق صادق نے ایک آہ کے ساتہہ دم دیدیا۔ اب اس شخص کو یہ شوق ہوا کہ۔ یہ خبر وحشت اثر اس سفاک عاشق کُش کو بہی سُنائی جاہیئے۔ لیکن اُسکے گہر جاتے ہی معلوم ہوا۔ کہ وہ بہی جہان گزران سے گزر گئی ؀ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ الغرض انجاکہ اس عورت کا نام و تخلص کچہہ معلوم نہین ہوا۔ اسواسطے ختم پر یہ روایت عبرت خیز حیرت

انکیر حوالہ قلم ہوی -

روایت سناہے کہ - امیر تیمور کے سایٔس کی مدخولہ شاعرہ اصفہان سی دہلی مین آئی تہی - وہ ایک شب شعر خوانی کر رہی تہی اور خود بدولت کہین سُن رہے تہے - صبح سایٔس کو بُلاکر احوال شبینہ دریافت فرمایا - اُسنے بعد عرض معروض اُس عورت کو حاضر کیا - جسنے بعد عذر و معذرت یہ دو شعر بدیہہ سُنائے -

بہنگامی کہ - لنگان آفریدند	ترا بر جمله سلطان آفریدند
برائے بُردن گوئی سعادت	خم پائے تو چوگان آفریدند

آپنے مسکرا کر فرمایا کہ - تو کیا چاہتی ہے - اُسنے جواب دیا کہ حب الوطن دامن دل کہینچتا ہے - مگر جس شخص کے پاس ہون وہ بہی ہمراہ چلے تو لطف ہے - امیر صاحب نے انعام و اکرام سے مالامال کر اصفہان کو روانہ کر دیا فقط

خدا کے فضل و کرم سے پہلا حصہ تمام ہوا -

این تحفہ مختصرست نادر

تاریخ تحریر کاپی بنا بر

انطباع دفعہ ثانی

۲۰ - اگست ۱۸۸۳ء

قطعات و تقریظات تاریخ متضمن سال انطباع دفعہ اول

قطعۂ تاریخ اختتام کتاب از نتیجۂ فکر آسمان پیما۔ شاہ بہار الدین صاحب عرف عبد اللہ شاہ متخلص بہ بشیر خوش تقریر سلسلۃ القدیہ نبیرۂ شاہ نصیر صاحب مرحوم۔ سجادہ نشین خلفا راشدین حضرت سید مخدوم شاہ صدر جہان صاحب قدس سرہ العزیز۔ ساکن دہلی محلہ روشنپورہ جاگیردار موضع مولا بن واقع تحصیل بلب گڑہ ضلع دہلی

چون مرتب نمود گلشن ناز	در گل پیر شاد کاشف اسرار
ذکر نسوان بہ پردۂ عصمت	کرد در پردہ طرفہ تر اظہار
غنچہ ہائے معانی گوناگون	زو منقش ز کلک گوہر بار
نغمۂ طوطیان خوش الحان	لطف نومید درین گلزار
تاقیامت بماند این یا رب	یادگار زمانۂ غدار
گفت از بہر قطعۂ تاریخ	آنجناب۔ از بشیر ناہنجار
سال ترتیب آن گل نوخیز	گلبن فرح بخش کلک نگار

ایضاً دیگر فرمودہ

ترتیب نمودہ طرفہ نادر	گلدستۂ گلبن معانی
سالش بہ بشیر گفت ہاتف	نو رستۂ گلشن معانی

بسال انطباع فرمایند

طرفہ تصنیف جناب نادر است	دیدنش از صاف بسکہ جمع خلق شد
بہر سال انطباعش ای بشیر!	گفت دل مقبول طبع خلق شد

بطرز دیگری سراید

نادرانہ کلک خود بگلشن تازہ	رشتہ ہائے گل معانی سفت

سالِ تاریخ او نوشت بشیر | گلِ تازہ چھپا جدید شگفت

جنابِ موصوف اُردو مین یون دُرافشانی فرماتے ہین - جسکے مصرعۂ اول مین سالِ اختتام اور اخیر مین سنہ انطباع دکہاتے ہین ؎

مراٰتِ خیالی - چھپا، المنۃ للہ
ہون مشتری اسکے جو ملا اک تو عجب کیا
ہر بیت مین تعریف لکھی لعل لبون کی
گھر بیٹھے خریدار چلے آئینگے اسکے
تاریخ بشیر اسکی کوئی تمسے جو پوچھے

یہہ حضرتِ نادر کا کھلا طرفہ چمن ہے
حسرت سے جھکا سر زمین چرخ کہن ہے
یہہ طرفہ صفت ہے کہ - پر از لعل یمن ہے
جس سال مین جو کھونہی نہین ایسا وہ سخن ہے
کہدو کہ - یہہ تو بادۂ بستانِ سخن ہے

قطعہ تاریخ انطباع چکیدہ کلکِ گوہر سالک مؤرخ یکتا - صاحب سالہ جہل جواب تاریخی وجغرافی ہمتا صاحب جغرافیہ مارواڑ - ومنشی فصیح - صاحب قصۂ خرد افزا - وشاعر بلیغ - صاحب تذکرۂ شعرائے اہل ہنود - ساکن ٹونک - یعنی منشی ابن المنشی منشی دیبی پرشاد صاحب بشاش خوش معاش کہ - دو مرتبہ بدہلی آمدہ از بندہ ملاقی شدند - واز قوم کایتہ مرد خلیق ولیق اند ؎

تذکرہ شعرگو حسینون کا
نادر پاکباز نے لکھا
ہے مزہ عورتونکی باتونمین
نازو انداز کا نہین یان ذکر
بلکہ اظہار وحشتِ دل ہے
اُنکے اشعار مین ہے سوز کی بو
دلمین درد اور داغ کی خلشین
اور کہین عالمِ نصیحت مین

جسمین ہین حسن و ناز کی باتین
جسکی باتین ہین راز کی باتین
ہین جو سوز و گداز کی باتین
اور نہ ہین امتیاز کی باتین
اور عجز و نیاز کی باتین
نانکی جانماز کی باتین
لب پہ سوز و گداز کی باتین
ہین نشیب و فراز کی باتین

ہے کہین عشق کی مذاق کا ذکر — اور کہین احتراز کی باتین
اور کہین عشق کی تقاضا سے — وصل کے ساز و باز کی باتین
عورت اور عشق کا کرے اظہار — شاہد اور سوز و ساز کی باتین
کیون نہون عاشقون کے دلکو پسند — یار عاشق نواز کی باتین
پانسو بارہ اور یہہ مصرع — نادر پاکباز کی باتین
سال تاریخ کے لئے رکہہ یاد — اس حریق مجاز کی باتین

قطعہ تاریخ انطباع - از کلام مذاق انضمام مشفق یکتا را نام قاری کلن نام تارکش متخلص بہ خمیر کہ بمشورہ جناب بشیر باوجود امی ہونیکے شعر گوئی پر مائل - راندن کہانی ہی کے ذکر کا قائل - افسوس کہ کتاب کے چھپتے ہی چھپتے بشیر جیسے خوش تقریر کی صحبت سے سیر ہوکر راہی ملک بقا ہوا ؏

وہان خدا جانے اُسے کسکی محبت لیگئی — جو گیا اسطرح وہ جلدی سے گھبرایا ہوا

انا للہ وانا الیہ راجعون

خوان نعمت سے ہے یہ گویا تذکرہ — جسکے بھوکے بیٹھے ہین سب خاص و عام
یہ نئی باتون کا گٹکا ہے بنا — جسکی تا محشر رہیگی دھوم دھام
دیکھنا شیرین کلامی کا اثر — اسکا ہر فقرہ ہے گویا میٹھا آم
دال روٹی سے جو ہین خوشحال لوگ — اُنکو یہہ ایک شغل ہے ہر صبح و شام
دیکھنے مین اسکے کیسی اشتہا — ہوتی ہے دو ہوتا ہے گر ہضم طعام
ہین مصنف اسکے میرے مہربان — دادرس ہین دال پر ہے انکا نام
ہے تخلص انکا نادر اور لقب — درگا پرشاد محبت التیام
پیٹ کی خاطر لکھا مینے یہ سال — مین بھی ان باتونکا بھوکا ہون مدام
بس یہی لکھدے قلم لیکر خمیر — ہے عجائب چٹ پٹا طرفہ کلام ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ انطباع چکیدہ قلم فیض رقم جناب مفتی غلام سرور صاحب لاہوری صاحب کتب متعدد ٭

گلشن ناز ست رنگین نسخہ نادر کتاب
فی الحقیقت کان لطف و معدن ناز ست این
وقت طبعش جست سال طبع سرور از خرد
شد ندا محبوب نادر گلشن ناز ست این

قطعات تاریخ اختتام و انطباع از فکر طبع نزاکت آگین منشی بنارسی داس صاحب غمگین قوم کہتری ساکن دہلی خلف الصدق منشی کشن لال صاحب مرحوم کہ بنشیگری کوٹھی ساہوکار الہ مشہور دہلوی اوقات گرامی بسر کرتے ہین - اور جناب کمالات مآب میرزا قربان علی بیگ صاحب سالک کی شاگردی سے ریختہ مین صاحب دیوان مختصر ہوگئے ہین - آدمی نوجوان خوش بیان خوبرو نیک خو خردمند خوش رو پسند ہین ٭
تاریخ ختم ہونے کتاب کی بکر ماجیت کے سمت مین ٭

لکھا نادر نے ایسا تذکرہ خوب
جہا نمین ہو رہی شہرت ہے جسکی
ہوئی دلکو ہمیرے فکر تاریخ
محبت دل سے رکھتا ہون مین اسکی
کہا ہاتف غیبی نے غمگین
ریاض الفیض - لکہہ تاریخ اسکی

بسال انطباع بزبان عجمی چنین فرمودہ

دوش دیدم کہ - در غم جانان
مضطر و بیقرار بُد غمگین
ناگہان دلبرے ہویدا شد
مہ لقا خوش ادا و زہرہ جبین
از رہ ناز گفت عاشق زار
بشنو از من کہ میکنم تلقین
نادر روزگار فخر زمان
تذکرہ ثبت کردہ رنگین
سال تاریخ آن تو نیز بگو
گفت دل - مظہر عجائب مین

دیگر بزبان اردو

نادر! واللہ خوب لکھا
تم نے یہہ تذکرہ زنانہ

ہر ماہ جبین و مہ لقا کا	مضمون لکھا ہے عاشقانہ
غمگین نے لکھی ہے اُسکی تاریخ	یارب ہو یہ منظور زمانہ

قطعۂ تاریخ انطباع از فکر محبت بنیاد لالہ گنگا پرشاد صاحب متخلص بہ گنگا طالبعلم مڈل سکول لاہور ابن لالہ گنیشی لال صاحب - جسوقت میری مہربان بشیر وارد لاہور ہوئے لالہ صاحب نے اُنسے فیض سخنی پایا - گو پہلے سے کچھ واسطہ باطنی رکہتے تھے لیکن یہ تازہ رابطہ ہوگیا ؁

جب ہوا انطباع گلشن ناز	سب نے اُسکو کہا صحیفۂ نغز
کہا گنگا نے بے تکلف سال	خوب - چھاپا گیا صحیفۂ نغز

قطعۂ تاریخ انطباع من الطبع رسا - ماہر علوم انگلشیہ - واقف رموز زبان فرسیہ سودت خصال منشی ہزاری لال صاحب متخلص بمضطر سابق ہیڈ ماسٹر مڈل سکول سونی پت ضلع دہلی قوم کایتہ سری باستب ساکن دہلی محلہ روشنپورہ خلف دیوان سری رام صاحب مرحوم مغفور ؁

کہانتک لکھوں اسکا مین حال آہ	قلم کے نکلتے ہین آنسو سیاہ

بقول شخصے ؎ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد + افسوس صد افسوس کہ یہ میرا دوست کہ جانی ۱۸۷۲ء مین عازم ملک جاودانی ہوا مجھے یہ خبر وحشت اثر لاہور مین ملی - یادگاری کے واسطے اس موقعہ پر لکھ رکھی - خدا اس نوجوان کو اُسکے معصوم بچونکی دعا سے بخشے - اور اُسکے بڑے بھائی لالہ چنڈ و لال صاحب کو ان یتیم بچونکے سر پر قائم رکھے - جو اُنکی خبر گیری کرتے ہین - آمین

عجب طرحکا تذکرہ یہ لکھا	کہ شہرہ ہے نادر کا ہر ایک جا
لکھی اسکی تاریخ مضطر نے یون	دلا غنچۂ عقل ہی کھل گیا

قطعۂ تاریخ انطباع - منجانب مغل - منتذکرہ حصۂ دوم تذکرۂ ہذا یعنی چمن انداز

اس تاریخ مین شاعرہ مذکور نے اُن شاعرہ عورتون کے تخلص مع اپنے ایک مصرع
مین جمع کئے ہین۔ جنسے میرے دوست آشنائی رکہتے ہین۔ اور اسکا لطف
صرف یارون ہی کو آئیگا ٭

لکھا یہ نادر دوران نے تذکرہ کیا خوب	مشرح حال سبھی عورتونکا جسمین ہے
جو شعر اچھی ہی کہتی ہین اس زمانہ مین	کلام اُنکا ملا جسقدر وہ اسمین ہے
لکھے جو وصف مین نادر کا کیا میری مجال	کہ۔ ادنیٰ وصف کی اُنکے مجال کس مین ہے
اثر کی روسے ادا کو سنائی وہ تاریخ	مقبل کہ۔ نازک و بسم اللہ بھی ہو جسمین ہے

قطعہ سال الطباع۔ از مولف ہیچمدان یعنی نادر زود لیدہ بیان ٭

چو نادر گلشن ناز م شدہ طبع	بشد این عیسوی تاریخ پیدا
طفیل ہمصفیران گلستانات	الٰہی۔ غیرت گلزار بادا

دیگر فقرۂ نثر متضمن بر شمار شعار گویان تذکرۂ گلشن ناز ٭
گفتار سے پنجاہ و سہ شاعرات فارسی زبان ٭ ۱۳۱۶ ع

تقریظ ریختہ خامۂ مودت شمامہ عالم متبحر فاضل دہر سر آمد متکلمین سرگروہ
متاخرین۔ جناب کمالات مآب۔ مولوی الفت حسین صاحب شکار پوری۔
متخلص بہ الفت۔ مدرس اول مدرسہ انگلو عربی دہلی زاد الت شرفا۔ صاحب
چند نسخہ نظم و نثر مذہبی و نصیحتی و مباحثی وغیرہ جو ۱۸۸۳ء ٹریننگ کالج لاہور مدرسات
مینے اس تذکرۂ شعر النسا کو خوب پاک نظر سے دیکھا۔ واقعی الفت قومی اور
محبت جنسی کا مزہ آگیا۔ محبوب مطلوب بھی خوب۔ اور پیرایۂ مقصود بھی خوش
اسلوب۔ کیون نہ اثر ہو۔ اب بھی سنگدلونکو۔ خیر نہو تو بیشک سنگ خارا ہین
یہ رسالہ بے مبالغہ ایسا ہے کہ۔ خواہی نخواہی زن و مرد کو اسکے پڑھنے کا شوق ہو
اور طرح طرح سے دونو کو علم و سخن کا لطف و ذوق ہو۔ دل کیون نہ لگے کہ یہ گلدستہ

ہاتھہ مین ہے۔ جی کسطرح گھبرائے کہ۔ ہر ورق صفحۂ بہار و تختۂ درکنار ہے۔ خاصکر ہندوؤنکے لئے اچھا گلِ صدبرگ ہے۔ مصنّف کا شکر ضرور ہے۔ ایسے ہی صاحبانِ علم کے ہونیسے دنیا کو فائدہ ہے۔ کہ فیضِ متعدی رکھتے ہین ورنہ لیاقتِ ذاتی فرضی و جوہر چالاکی سے فقط کیا فائدہ۔ وہ تو حکام و اہلکارون کے لئے تشہیر ہے۔ چند گھنٹہ توتے مینا کیطرح ٹین ٹین کرائی اور گھر کی راہ لی ایسے ہی علوم سے قومی فائدہ بھی متصوّر ہے۔ جو ایسی تصانیف یادگار چھوڑ جائین۔ اسی ڈھنگ سے جاہل ہوشمین آئینگے۔ اور عقل پائینگے۔ اسیطرح نادانونکی آنکھین کھلینگی۔ لیکن چھپائی و صفائی عمدہ چاہئے۔ سو کسی دولتمند کا کام ہے کہ۔ اعانت کرے ؏

العبد
من بندۂ الفت حسینم

اخبار کوہ نور لاہور مطبوعہ ۲۴ اکتوبر ۱۸۷۰ء مین بصفحہ ۲۲۷ گلشن ناز کا ریویو چھپا تھا۔ مگر اسوقت وہ پرچہ میرے پاس موجود نہین اس سبب اُسکی نقل سے معذور ہون ؏

سفیر بدر ماہانہ مطبوعہ ۰ نومبر ایسیہ مین یہ عبارت شایع ہوئی ہے ؏

تقریظ من نتایج طبع رسا و فکر عالی جناب مولوی امانت علیصاحب

مدرس قصبہ بلنت تحصیل شاملی ضلع مظفر نگر ؏ ؏

اگر خال رخ لیلے سے حاصل کچھ سیاہی ہو	لکھون تقریظ گلشن ناز کی ملین یہ آتا ہے

سبحان اللہ! یہ کیا گلشن ناز ہے۔ جسکا نرالہ ڈھنگ نیا انداز ہے تختہ تختہ مین گلہاے سوریکا رنگ جما ہے۔ چمن چمن شگوفہاے معنوی سے بھرا ہے روش روش پر بوے عطر آمیز ہے۔ ہر سو ہواے لطف انگیز ہے سطر و نکتے دیکھنے سے کھلتا ہے کہ۔ یہ چمن زار سراپا بوے زلف مشکین ہے اب ہے رنگینی عبارت مین رنگ حنائی ہے۔ ایک ایک ورق روے زیبا کی صفائی ہے

اکثر مقام پر دل دہوکہ کہاتا ہے ۔ صفحہ صفحہ پر سادہ رویون کا خیال آتا ہے +

کیا کہئے یہ کیا ہے یہ گلشن ناز ۔ گلزار جنان کا سارا انداز
سطرون سے کہلے ہے پیچ کاکل ۔ گردن یہ ہے اسکے خون سنبل
نقطون سے نظر مین ہے سویدا ۔ یا خال سیاہِ روئے زیبا
ہر شعر ہے اسکا شعر گیسو ۔ فرق اسمین نہین ہے ایک سر مو

اور کیون نہو یہ چمن آرا اس گلشن بیخزان کا دبیر عطارد رقم بیضا قلم معنی طوطی سنجیدہ بیان بلبل ہزار داستان شہسوار میدان سخندانی ۔ یکہ تاز عرصۂ پہلوی و دری ۔ واقف رموز شعر گوئی ۔ باریک بین دقائق مضامین جوئی ۔ فن عروض مین قادر ۔ اعنی منشی درگا پرشاد نادر +

سحبان زمان زبان اردو ۔ ہے اُسکی زبان مین جان اُردو

شک نہین ہے کہ ۔ نسیم اس گلشن نعیم کی دلہائے پژمردہ کو راحت دے ۔ اور بوی ترغیب سے مشام جان ایمائے جنس کا بہرے ۔ کیا معنے ہین کہ ۔ ندرت بیانی تو تذکرۂ سخندانی عورات شاعرہ زمانہ سلف و حال کو بہ فصاحت تمام و بلاغت مالا کلام لکھا ہے ۔ اس تلاش عمدہ پر تہ دلسے آفرین ہے ۔ مرحبا ہے سچ تو یون ہے کہ ۔ تعریف کو منہ مین زبان نہین ۔ قلم کو طاقت بیان نہین ۔ فی الواقع ایسی کتاب لاجواب دیکہی نہ سُنی ۔ اگر خوش مذاقان سخن اسکو عوض گوہر جان خرید فرمائین تو بجا ہے ۔ اور جویائے چشم سے ہوائی شوق مین اس بوستان معنی کی سیر کو آئین تو سزا ہین + غزل تازہ +

عیان ہر شاعرہ عورت کی خوش گفتار ہے اس سے
مزہ شیرین کلامی کا ہمین ہر بار ہے اس سے
یہ اک گلزار خوبی ہے سراپا بوئے معنے سے

مشام جان ہر اک بلبل کا خوشبودار ہے اس سے
مذاق آتا ہے ہر فقرہ سے یان قند مکرر کا
عجب شیرین بیانی ہے کہ یہ تکرار ہے اس سے
بیان ہو اسکی کیا رنگینی فقرات موزون کا
مثال لالہ داغی سینۂ گلنار ہے اس سے
نہو مجبور کیون یا فرحت۔ ہمین اس باغ رنگین سے
شگفتہ چون گل خندان دل سرکار[ط] ہے اس سے

تمت

بعون الملک

تحریر تاریخ کاپی ۲۵ راگست ۱۸۸۳ عیسوی

پردہ برداشتم زکار سخن
تا دہد جلوہ گلعذار سخن

بقلم نیاز رقم سید محمد عبداللطیف دہلوی

ط سرکار مراد سے راجہ امر سنگہ صاحب بہادر رئیس مالک مطبع و اخبار سے ۱۲ عفی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہست صلاح سرخوان کریم

تتمہ گلشن ناز

تمہید

واہ ہمارے معبود و مسجود کی کیا ذات مسبب الاسباب ہے کہ۔ انسان ضعیف البنیان
جسطرف کو عنان توجہ پھیرتا ہے۔ اسیجانب خزانہ غیب سے گنج شائگان پاتا ہے
دیکھو مجھہ ہیچمدان نے جو یہ زنانہ تذکرہ تیار کیا۔ تو کسقدر ذخیرہ حاصل ہوگیا کہ۔
آجتک دوسریکو میسر نہین آیا۔ اور روز بروز اُسکے فضل و افضال سے بڑہتا ہی
چلا جاتا ہے۔ چنانچہ ۷۶ء مین جو گلشن ناز چھپا تھا تو اُسمین صرف ترسیٹھ
ہی شعر درج ہوے تھے۔ پھر ۸۵ء کو چمن انداز کے ہمراہ اسکا ایک چھوٹا سا
تتمہ شایع ہوا۔ جسمین آٹھہ کا کلام اور لکھا گیا۔ اب ۸۶ء مین جو یہ تذکرہ
کامل از سر نو چھپتا ہے۔ تو اس تتمہ کی تکمیل بھی ہوتی ہے۔ کیا معنی کہ اسمین
(۹۲) شعر گویوں کا حال بمقال بقدر معلومات لکھا جاتا ہے۔ اور آیندہ
اس قسم کی تحریر سے بھی یہہ ہیچمدان اُٹھاتا ہے۔ جسطرح شعر گوئی سے
تائب ہے ٭ اللہ التوفیق و ہو المستعان ٭

آغاز تکملہ

بانو بیگم - دہلوی کا یہ مطلع اختر تابان سے ملا - اور کچھ حال نکھلا - مجبور یہی لکھا گیا +

گر میسر شود آن روی چو خورشید مرا	بادشاہی چہ کہ دعوای خدائی نکنم

بلیغہ شیرازیہ کا یہ شعر وہین سے ملا ہے +

شب سگ کویت بہر جا تکیہ پہلو میزند	روز خورشید آن زمین را بوسہ رو می زند

بنت اصفہانی صبیہ حسام الدین سالار شاہ عباس صفوی کے زمانہ مین یون سخن سرائی کرتی تہی +

روزیکہ طرب بالب و خال تو میکنیم	جان تازہ بفر خندہ جمال تو میکنیم
این جرم کہ زندہ ماندہ ام بی رخ تو	در گردن امید وصال تو میکنیم

بہشتی تخلص سے کوئی گنجہ کی شاعرہ غزل و مثنوی کے آئین کی ماہرہ اس لب و لہجہ سے مترنم تہی +

برخیز بیا کہ حجرہ پرداختہ ام	از بہر تو پردہ خوش نواختہ ام
بامن بشرابے و کبابے میساز	کین ہر دو ز دیدہ و دل ساختہ ام

بیدلی خیابانیہ رنڈی ایران مین تہی - اور اس انداز کے شعر کہتی تہی +

خیابان نام قصبہ ایران کا

چشم پرخون و خیال خط آن دلبر درو	مجمر پر آتش است و پارۂ عنبر درو

پری بیگم نیشاپوری کا یہی شعر ملا - سو لکھا گیا +

سراسر جان ای باد صبا در قالب شوم	سرت گردم گر در کوی او بسیار میگردی

تصویر ہندی مرشدآبادی بلقیس خانم نامی النسا اردو فارسی کی شاعرہ - میر عشقی کی بیوی تہی - بدیہہ گوئی و حاضر جوابی مین لاثانی تہی - ایک روز اپنے بچہ شیرخوار کو لئے مکان کے صحن مین کھڑی تہی اتفاقاً میر صاحب کی سواری آئی - ذات

بابرکات یہ کلام پیوستہ زبان پر لائی۔ مصرعہ

دیدم بدوشِ آمنہ طفلے پری نژادے

جسکے جواب باصواب مین یہ خوش گپ یون لب کشا ہوئی۔ مصرعہ +

چون مصرعہ کہ باشد پیوند مستزادے

الغرض یہ شعر بھی تصویر ہی کا شناگیا ہے +

فتنہ زائی منت شناختہ ام		بر بلائے منت شناختہ ام

تنبیہ۔ خزینۃ العلوم فی متعلقات المنظوم کی پانچوین کلید کی اخیر پر جو بحث مستزاد کی بندہ نے لکھی ہے۔ اور اسمین ثابت کیا ہے کہ مستزاد کے ارکان زیادہ شدہ نثر کے فقرے نہین ہوتے بلکہ نظم کے شعر یا مصرع ہوتے ہین۔ اُسکی تصدیق تصویر کا مصرعہ مندرجہ بالا بھی کرتا ہے۔ پس جو لوگ اس نکتہ سے بیخبر ہین وہ گویا باخبر عورتون سے بھی کمتر ہین فافہم +

توتی

توتی نامی کوئی ایرانی عورت پاکدامنہ تھی جسکا شوہر امرد پرستی پر مائل تھا۔ ایکروز اس عصمت مآب نے دق ہوکر اپنے شوہر کو یہ دو بیت سبے نقص و کبین تحریر کین +

آن شوخ کہ ہست حسن عالمگیرش		یارب چہ شود شبے بخواہم زیرش
ای خواجہ بیا تا من و تو صلح کنیم		تو با کو نش بازدمن باکیرش

اس کلام طنز انتظام نے ایسی تاثیر کی کہ۔ اُس مردک نے فعل ناجائز سے فوراً توبہ کی۔ اور باقی عمر اپنی منکوحہ کے ساتھہ عیش و عشرت سے بسر کی +

جانان بیگم

جانان بیگم دختر نیک اختر عبد الرحیم خان خانان۔ نہایت پارسا تھی۔ جسکے حسن کا شہرہ سنکر شہزادہ سلیم نے شادی کا پیغام کیا۔ خان ذیشان نے اُسکے ذات نامنت توڑ بالکستر حضور مین لاحاضر کیا۔ طالب نے بکمال افسوس

اُسکی عفت پر آفرین فرما مورد الطاف شاہانہ فرمایا۔ یہ شعر اُسکا ملا ٭

عاشق ز خلق عشق تو پنہان چسان کند؟	
	پیداست از دو چشم ترش۔ خون گریستن

جہانی دہلوی کا یہ شعر اختر تابان مین شایع ہوا ہے ٭

گل باغ و رخ آن غنچہ دہن ہر دو یکیست	قد رعنای وے و سرو چمن ہر دو یکیست

حاکمی۔ شہر خوات کی حکمران تھی۔ اس انداز کے شعر موزون فرماتی رہتی تھی

کمان ابروے! فکر من زار بلاکش کن	فگن در سینہ ام تیرے و بیکاتش مرا آتش کن

حجابی۔ جرباذ قانیہ کے یہ دو شعر اختر تابان سے ملے ہین ٭

حفظ ناموس تو شد مانع رسوائی من	ورنہ مجنون تو رسوا تر ازین می بایست
بغم خویش کسی کز تو یک سخن نشنود	اگر کند گلۂ از تو شرمسار تو نیست

حسینہ۔ تخلص تھا حسینا بیگم نام زوجہ محمد عباس رفعت مرحوم جو محمد ابوالقاسم محتشم سلمہ مولف تذکرۂ اختر تابان کی والدہ ماجدہ تھی۔ اُردو بیشتر فارسی کمتر کہتی تھی ٭

ستم گردم کجا بوئے تو امروز؟	وصالت شد مرا عید دل افروز
ماہ نو ہر کس ببیند بر رخ آن ماہ رو	ماہ کامل بگذرد او را بشادی بیگمان

دلشاد۔ خاتون دختر امیر علی جلایر نظم و نثر کے نکات سے ماہر کو اختر تابان والہ آقا بیگم متذکرہ گلشن ناز سے علیحدہ خیال کرتا ہے میرے نزدیک وہی ہے۔ کیونکہ یہ شعر اُسکے نام پر لکھنا میرے دعوے کو ثابت کرتا ہے غم شکے کہ سر...... الخ ٭ دوسرا شعر اسکے نام پر اُس کتاب مین یہ لکھا گیا ہے ٭

حل شد از غم ہمہ مشکل کہ مرا در دل بود	جز غم عشق کہ حل کردن آن مشکل بود

دولت

دولت - تخلص بی بی دولت نام سمرقندی نابینا امیر تیمور کے وقت مین موجود تھی - مذکور ہے کہ جب امیر نے اس شہر کو تاخت و تاراج کیا لشکری لوٹ کا مال اس بیچاری کے سر پر رکھوا کر لائے - یہ آواز بلند شعر خوانی کرتی چلی آتی تہی - اتفاقاً امیر صاحب توقیر نے اسکا شعر لاحقہ سنکر اسکو طلب فرمایا اور ارشاد کیا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اسنے جواب دیا کہ دولت حضور نے ارشاد کیا کیا دولت اندہی ہے؟ اس حاضر جواب بیباک نے بھڑک کہا کہ - اگر اندہی نہوتی تو لنگڑے کے ہاتہہ کیونکر آتی - شاہ ذیجاہ نے یہ لطیفہ نہایت پسند کیا - بہرکیف وہ شعر یہ ہے +

آتش در شہر سمرقند باد	دین تمر لنگ چو اسپند باد

رابعہ

رابعہ - اصفہانی کے دو شعر نظر آشنا ہوئے + از انجاست

دعوتم آنست بر توکہ (ایزدت عاشق کناد
بر یکے سنگین دل و (نہربان) چون خویشتن

رابعہ

رابعہ - بلخیہ شیرازیہ ہمعصر رودکی - بکتاش نام غلام پر مرتی تھی - چنانچہ اسی بدنامی مین اپنے بھائی حارث نامی کے ہاتہہ سے ماری گئی - فارسی بلکہ عربی شعر بھی اچھے کہتی تھی - جسکی یہ بانگی ہے +

چو زبان شد اندر لباس کبود	بنفشہ بگردین ترسا گرفت

تنبیہ - ہان ناظرین با تمکین و سامعین تحقیق گزین یہ مقام میرے اُس بیانکا پورا گواہ ہے - جو گلشن ناز کے شروع پر لکھہ آیا ہون کہ - مردون کے ساتہہ ہی ساتہہ عورتون کی شعر گوئی بھی شروع ہوئی ہے - کیا معنی ، جیسا بعض کا اعتقاد ہے کہ - رودکی ہی سے فارسی کی شعر گوئی کا اختراع ہے ویسی ہی دیکھہ لو کہ اُسکے زمانہ مین یہ شاعرہ موجود تہی +

زبیدہ

زبیدہ - خاتون زوجہ خلیفہ ہارون رشید عباسیہ نے اپنے بیٹے کے مرثیہ مین کہا

اے جان جہان! جہان ناخوش بتو ۔۔۔ بغداد پریشان وشوش بے تو
رفتی تو ومن بتو ماندم فریاد ۔۔۔ تو در خاکی ومن در آتش بے تو

زلیخا خانم زوجہ توغ بخش خان ترک جنگ دہلی مین مدفون ہوئی۔ اسکی ایک مثنوی قصہ رامی دوین خوب ہے۔ جسکا یہ شعر اختر تابان سے لکھا گیا جو نہایت مرغوب ہے ٭

چون نباشی تو شریر واو باش ۔۔۔ ہر دو چشم تو جوان شیر قزلباش

زہرہ۔ لکھنوی خواہر مشتری شاگرد شمس جسکا احوال چمن انداز مین مشرح درج ہے۔ فارسی مین یون سخن سرا ہے ٭

ہے ہے چہ حیاست کہ در پیش مردان ۔۔۔ پروانہ را ببزم بغلگیر کرد شمع

زینت۔ تخلص زینت النسا بیگم نام خواہر زیب النسا کا ہے۔ یہ ہی بانی زینت المساجد دہلی کی ہے جو اسیکے صحن مین آسودہ ہے اور یہ شعر اسکے مزار پر کندہ ہے

ہونس ما در لحد فضل خدا تنہا بس است ۔۔۔ سایۂ از ابر رحمت قبر پوش ما بس است

سلیمہ۔ بیگم زوجہ بیرم خان خانخانان کا یہ مطلع ہاتھ آیا ہے ٭

کاکلت را گر ز مستی رشتۂ جان گفتہ ام ۔۔۔ مست بودم زین سبب حرف پریشان گفتہ ام

سیدہ۔ بیگم سیدانی جرجانی مجہول الحال کا یہ شعر بہار مطبوعہ فتح ثالث مین ہے ٭

مرا دردیست در دل بیقرار از ہیم یار خود ۔۔۔ چہ گویم پیش بیدردان ز درد بیقرار خود

تنبیہ ہان اے ناظران بالغ نظر ملاحظہ فرمائیے کہ۔ یہ وہی جرجانی صاحب دیوان ہے جسکا تخلص ملکہ گلشن ناز مین لکھا گیا ہے۔ اور یہ شعر
دلے دارم بہ پہلو بیقرار از ہجر یار خود ..... الخ مع دیگر اشعار کے
وہان موجود ہے۔ یعنی پوری غزل اسکی نقل ہوئی ہے۔ پس جناب حکیم فصیح الدین صاحب رنج کی تحقیقات کو ملاحظہ فرمائیے کہ کس پلہ کی ہے۔ مینے اسمو تغییر

صرف اس بات کے ظاہر کرنیکو یہ دو چار سطرین سیاہ کی ہین ۔ اللہ بس باقی ہوس

شاہجہان - تخلص نواب شاہجہان بیگم صاحبہ والی بھوپال کا ہے آپ اردو زبان کے اشعار مین شیرین تخلص فرماتی ہین - حضور کی دار الریاست مین زنانہ فارسی شاعرون کے پانچ تذکرے نئے تالیف ہوکر چھپی ہین - شمع انجمن نگارستان سخن - صبح گلشن - روز روشن اور اختر تابان - نسخہ آخری مین صرف عورتون ہی کا کلام ہے - جو بندہ کی نظر سے بھی گزرا ہے - اور اُسیکی بدولت یہ تکملہ کامل ہوا ہے - کتاب موصوف مین بہت سا کلام فیض انضمام سرکار دولت مدار کا مندرج ہے - مین تبرکاً یہ شعر زیب صفحہ کرتا ہون ✦

اے چرخ! چہ کردی بہ سلیمان و سکندر	گر تو ہوس عیش بود شاہجہان را

شاہی - گیلانی ناحشہ کا فحش کلام اختر تابان مین موجود ہے بندہ اُسکی تحریر سے معذور ہے ✦

شرم - اختر تابان کے مولف صاحب کا یہ اعتقاد ہے کہ - یہ کوئی زنڈی لکھنوی زبان اُردو کی صاحب دیوان ہے میرا یہ گمان ہے کہ - یہ شاعرہ پاکدامنہ حکیم قمر الدین کی بیٹی متذکرہ چمن انداز ہے - واللہ عالم بالصواب ✦

قامتش سرو و رخش گلفام است	چشم بادام و دو زلفش دام است

شیرین - تخلص بیگا نام جو اُردو زبان کی صاحب دیوان ہے - اسکی نو غزلین فارسی زبان کی مجھے ملی ہین - جو اسنے خوب کہی ہین - اگر یہ کلام اسی کا ہے تو بہت ہی اچھا ہے - اسکے کلام سے یہ بھی تراوش کرتا ہے کہ - اسکا مذہب شیعہ ہے - بہرکیف لکھنو مین یہ شاہد بازاری غنیمت ہے - جسکی ایسی طبیعت ہے ✦

زنیکان مرمرا شمار	من آنم کہ من دانم
طریق حسن ظن بگزار	من آنم کہ من دانم

اسیر نفس عذارم	گنہگار و خطا دارم
انیم کاذب بدین گفتار	من آنم کہ من دانم
رہ نخوت نمے پویم	ہمی ہر بار میگویم
خراب و زشت و بدکردار	من آنم کہ من دانم
اگر خلقم کند تحسین	نگردم شاد اے شیرین
بخلوت خالی از اغیار	من آنم کہ من دانم

صراحی - تخلص محترم النسا خانم دختر میر علی اکبر مشہدی زوجہ میر مرتضی شاہ یہ شعر اوسکا ہے ؎

صراحی گر غمی داری زبخت سرنگون خود	قدح را ہمدم خود ساز و خالی کن درون خود

فاطمہ - تخلص کسی شاعرہ نکاتِ علوم کی ماہرہ خراسانیہ کی یہ رباعی پسندیدہ ہاتھ آئی ہے ؎ دوسان ؎

اے! از تو وفا و مہربانی نایاب	بے وصلِ تو لذتِ جوانی نایاب
وصل تو حیاتِ جاودانی لیکن	مانندِ حباب زندگانی نایاب

فاطمہ - تخلص بی بی فاطمہ سام نام دہلوی قدس سرہٗ حدیقۃ الاولیا مولفہ مفتی غلام سرور صاحب لاہوری مین اس عورت صالحہ قانعہ عارفہ کا ملہ کا یہ کلام نصیحت انضمام نظر آیا۔ جو یارانِ معنی طلب کو سنایا گیا۔ اور پارسا موصوفہ حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ علیہ سے پہلے گزری ہے۔ چھہ سو تینتالیس ہجری مین اسکی وفات لکھی ہے ؎

ہم عشق طلب کنی و ہم جان خواہی	ہر دو طلبی ولے میسر نشود

فصیحہ - خانم ہراتی شاہ عباس ماضی کے زمانہ مین حبیب اللہ ترک اصفہانی سے نکاح کرا کبر شاہ کیوقت ہند مین آسودگی کرتے کرتے مرگئی یہ کلام اوسکا ہے ؎

روزیکہ بخوان وصل مہمان گشتم	شرمندہ ز انتظار ہجران گشتم

زان چشمۂ حیوان کہ کشیدم آبے	از زندگی خویش پشیمان کشتم

قرۃ العین - زرین تاج اُم سلمہ خلیفہ باب اللہ مخترع مذہب بابی۔ میرزا محمد صالح ایرانی مجتہد کی بیٹی علم مین طاق صاحب دیوان ہو تیسے مشہور آفاق تھی یہ مطلع اُسکے دیوان کا ہے +

لمعات وجہک اشرقت بشعاع طلعتک اعتلا	زچہ رو الست بربکم تزنی بزن کہ بلےٰ

کاملہ - بیگم دہلوی پاکدامنہ اکبرشاہ کے زمانہ مین تھی اُسنے فیضی کے مرنے مین کہا ہے +

فیضی ازین غم کہ دلت تنگی کرد	یا پائے امید عمر تو لنگی کرد
مینو است کہ مرغ روح بین رخ دوست	زین واسطہ از قفس تن آہنگی کرد

کنیز فاطمہ والدہ شاہ سلیمان کابلی کا یہ شعر نظر آیا ہے +

سیزد کہ فخر برد آسمان بدورانم	کنیز فاطمہ و مادر سلیمانم

کوکب - تخلص ستارہ بانو نام نیک انجام - دختر مصلح الدین سعدی شیرازی کا یہ مطلع ہاتھ آیا +

عشق بازان از رہ سوئے قبلہ آن کو کنند	ہر کجا محراب ابرویش نماید رو کنند

گلبدن - بیگم دختر بابر شاہ بادشاہ ہند کا یہ شعر ہے +

ہر پری روئے کہ او با عاشق خود یار نیست	تو بیقین میدان کہ ہیچ از عمر برخوردار نیست

گلچہرہ - بیگم شاعرہ ممدوحہ بالا کی ہمشیر یون سخن سرا تھی +

ہیچ کہ آن شوخ گلرخسار بے اغیار نیست	راست میگوید کہ در عالم گل بیخار نیست

گلشن - اس شاعرہ مجہول الحال کی یہ مقال ہے +

بخیال قد رعنائی تو ای غیرت گل	سرو آہے ست کہ از سینۂ گلشن برخاست

ماہ - یا ماہ لقا - جسکو یہ تخلص چنا چمن انداز مین زبان اردو کا پہلا

صاحب دیوان عورتو مین لکھا ہے۔ فارسی زبان مین یون گوہر ریز تھی ❖

[illegible] می میکند یار تبسم لعل جانان را		که آن لب [illegible] کت برملا سرخی پان را
بروز حشر الٰہی چو نامۂ عملم	ف	کنن باز که آن روز باز خواہ منست
بکن مقابله آن را بسر نوشت ازل		کمی و بیشی اگر باشد آن گناہ منست

ماہی۔ خواہر ملا نشاری کے نام پر اختر تابان مین یہی شعر لکھا گیا ہے۔ جو بندہ نے آقا بیکہ کے نام پر لکھا ہے۔ یعنی۔ اشکے که سر... الخ دیکھو دنشاد کا ذکر محررہ بالا ❖

محترم۔ تخلص دختر ملا علی مشہدی زوجہ میر مرتضے ارتمانی۔ یہ وہی شاعرہ ہے جسکو تخلص صرامی اوپر لکھہ آیا ہون بعض نے اسکو اس تخلص سے بھی لکھا ہے۔ مگر وہی صحیح معلوم ہوتا ہے ❖

محوی۔ قمی۔ عربی و فارسی کی شاعرہ کا یہ کلام ہے ❖

نیست این خال سیہ بیت ابرویت خوشت		نقطہ از کلک قضا در انتخاب افتادہ است

مخدومہ۔ یزد کی پردہ نشین عصمت کا یہ کلام محبت التیام ہے ❖

شب عربدہ با محنت ہجران کردم		باد دل و جان دست و گریبان کردم
چون دیدم آزروے خلاصی مشکل		جان دادم و کار بر خود آ[illegible]

مدینہ۔ مغلانی کے نام سے یہ شعر ریاض قصاید مین مرقوم ہو[illegible]

تہنتی که۔ نہد زین۔ گر بہ پشت سمند		ہزار بہمن [illegible]
امیر اعظم و لقمان خرد ارسطو جاہ		که نام [illegible]

مستورہ۔ تخلص ماہ شرف ناحی کردستانی پاک امن[illegible] نے ۱۲۶۴ ہجری مین وفات پائی۔ اختر تابان و اله کو بہ[illegible] ہدایت مطبوعہ طہران سے ہاتھہ آئی۔ یار و نے بہی [illegible] کی یہ ہی سخن سرائی ❖

پیش بالاے بلندت بچمن از شرم	سرو پوشید نجود کسوت کوتاهی را
می سوزم و می نالم پیوسته بهجرت	رحمے بدل خانم دست من و دامانت
دل خسته و مخزونم از نرگس بیمارت	سر گشته و مجنونم از زلف پریشانت

نظیر - مرزا امان اللہ بیگ شیرازی کی بیوی یون سخن سرا تھی +

مگر آن سرو جهان سوے چمن می آید	کز چمن رائحہ مشک ختن می آید
شوخ عاشق کُشِ من اینهمہ بیباک مباش	کہ هنوز از لب تو بوسے لبن می آید

نہانی - اصفهانی - آتون خاتون سلطان حسین مرزا یون گویا تھی +

از هر دو طرف در طلسم زلف نگارت	در رہ هب سبحہ و زنار نباشد

هما - افراسیاب بیگ خان ترک جنگ کی بیٹی کا یہ شعر ملا ہے +

زخونم چہرۂ قاتل چو افشان و قت ذبحم شد	رخش یک سادہ قران بود از خونم ترجم شد

یاسمین بو - مرزا عسکری اور اسفانی میرزا اهدی اقبال شیرازی کی تھی - جب سکا شوہر گلبرگہ واقعہ دکن میں مرگیا - تو یہ کسی امیر کے ہمراہ دہلی مین آئی ... نے کی علاوہ ثلث - نسخ - شفیعہ اور نستعلیق خطوط خوب لکھتی تھی - یہ اسکی ... کی نشانی رہی +

... چہ معنی دارد	صورت میش چہ معنی دارد
... ن بہ ادا	اے ستم کیش چہ معنی دارد

... ہمگر (پیوند کنندہ) شیرازی کی بیوی نہایت کریہ ... مصرعہ کہا +

... دلیل و نہار سے بودہ است

... - البتہ مجھہ سے پہلے ہوا ہے مگر تجھہ سے پہلے ہمرکاب تھا +

هوالنادر

چمن انداز

یعنی مرأۃ خیالی نامی تذکرۃ النساء نادری کا دوسرا حصہ جسمین
زبان اُردو کی شاعرون کا ذکر ہے

مولفہ

عجز بنیاد درگا پرشاد کھتری دہلوی پنشنر سررشتہ تعلیم ممالک
پنجاب جسکی تصنیف و تالیف سے کتب ذیل پہلے چھپکر شایع ہوئی ہین
مطلع الحساب - نکات الحساب - معلم المبتدی - شجرہ خاندان
تیموریہ - گلدستہ اخلاق یعنے ناصریکا خلاصہ مع ترجمہ و فرہنگ
تشریح طالع نامہ - رسالہ شطرنج - مختصر قصہ ممتاز - قصہ مہر و ماہ
ترجمہ رسالہ نحو فارسی مع ترجمہ رسالہ کافی در علم قوافی - خزینۃ العلوم
فی متعلقات المنظوم - اور یہی تذکرہ جو پہلے حصہ حصہ چھپا تھا
اب مکرر تکملہ کی تکمیل او ضمیمہ کی ایزادی سے مجموعتاً
سنہ ۱۸۹۳ع کو

دہلی کے اکمل المطابع مین سید فخر الدین مہتمم کے اہتمام سے چھپا

چمن پیرائی قلم معجز بیان بتسوید حالات چینی نسوان ✤

تمہید

الحمد اللہ وہ ذات جامع الصفات کیا مسبب الاسباب ہے جسکا وصف بے پایان عشر عشیر بھی زبان قلم و لسان سے ادا نہین ہوسکتا۔ مینے پہلے حصہ مین لکھدیا تھا کہ چین کی مستورات کے حالات مین کوئی کتاب اردو زبان مین موجود نہین ہے ورنہ اُنکا احوال بھی لکھتا۔ اب اس کتاب کے چھپتے چھپتے اودھ اخبار مطبوعہ ۶ ستمبر ۱۸۷۳ء مین ایک مضمون نہایت مفید مطلب ملگیا جسکا مدعا ہے کہ چین مین ایک کتاب مسمی بہ **توشن** یعنی ہدایت نسوان مروج ہے۔ جسکے بموجب وہان بخوبی عمل درآمد ہوتا ہے ✤

اُسکے چند قاعدون کا ترجمہ جو نہایت مفید بکار آمد ہر شہر و دیار اور ہر قوم و ملت رونگار ہے۔ ہدیہ ناظرین باتمکین کیا جاتا ہے ✤

لب لباب خلاصہ توشن یعنی ہدایۃ النسوان

لڑکیون کو لازم ہے کہ۔ بڑی بھائیون اور بہنون کو بجاے والدین کے سمجھین۔ بزرگون کو صبح شام سلام کرین۔ ہمیشہ اُنکی رضاجو رہین۔ اگر وہ ناراض ہوکر کچھ کہین تو سر جھکا کر سنین اور جواب ندین۔ بلکہ آیندہ اُس سے دست بردار ہون جو ناراضگی کا باعث ہوا ✤ لکھنے پڑھنے مین کوشش کرین۔ متقدمینون کی تصنیفین دیکھین۔ مگر وہ کتابین نکھولین جنمین عشقیہ مضامین ہون ✤ حساب کا سیکھنا ایک امر ضروری ہے۔ ورنہ مصارف خانگی کی نوشتخواند مین محتاج رہین گی ✤ یہ جوہر ذاتی پیدا کرین۔ نرم گوئی۔ کم گوئی۔ نیک خلقی۔ آہستہ روی۔ تعمیل ارشاد بزرگان ✤ جو باتین آگے بتائی جاتی ہین اُنکا

ترک کرنا لازم جانین سخت کلامی - ترش روئی بیحجابی - بیباکی - عدول حکمی - اور جوابدہی بحکم والیان و جب لڑکیون کی شادی ہو جائے تو انہین والدین کی یاد فراموش نکرنی چاہئے - بلکہ خاوند سے اجازت لیکر گاہے ماہے اُنکی خدمتمین حاضر ہوا کرین - ساس سسرے کی تعظیم بھی مثل والدین کے کرین - فروتنی کی عادت پیدا کرین - بزرگون کی اطاعت فرض جانین - تلوّن مزاجی سے باز رہین - رستہ چلتے پیچھے پھر پھر کر نہ دیکھین - جب گھر مین مرد آئین مستورات کو علیحدہ مکانمین ہو جانا ضرور ہے - مردون کیطرف حسرت و حیرت کی نگاہ سے دیکھنا بُرا دستور ہے - بلکہ جو لگائی مرد کی جانب آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھے وہ بڑی ذی شعور ہے مستورات کو لازم ہے کہ مندرون مین نجائین - قہقہ مار کر نہ ہنسین - سادی وضع کا لباس رکھین - بیش قیمت زیور کی طمع نکرین ❊

بیوہ عورت اپنی ہیئت کزائی کو ایسا تبدیل کرے کہ - بالکل خاکسار ہو جائے حتی کہ لوگون کو اُسکی صورت سے نفرت ہوا کرے ❊ جسطرح لڑکیون کو والدین اور بھائیون کی اطاعت اور جوانون کو خاوند کی فرمانبرداری و متابعت فرض ہے اسیطرح ضعیفہ کو اپنے فرزند ارجمند کی رضاجوئی مقدم ہے ❊

ترغیب تعلیم نسوان به اہل ہند

دیکھو چین کی ولایت مین بھی کیا عمدہ قاعدے مستورات کے لئے مقرر ہین - کہو انکی پابندی سے کیا عمدہ نتیجہ نکلتا ہوگا - اگر ہمارے دیسی بھائی بھی اسپر غور فرمائین اور تعلیم نسوان کی ترقی مین کوشش کرین تو کیا اچھی بات ہو ❊

دیکھو جسوقت ہندوؤن کا دور دورہ تھا اُسوقت اسکی کسقدر ترقی تھی جسکا حال بھوج پربندھ وغیرہ سے پہلے حصہ مین لکھا گیا - پھر مسلمانون کی حملہ آوری

نے اس سررشتہ کو معدوم کر دیا۔ ازان بعد سرکار انگلشیہ کے ظل حمایت مین کمپنی بہادر کا عہدہ ہوا تو تعلیم کا سلسلہ بھی کھلا۔ غدر ۱۸۵۷ء کے بعد جو حضور ملکہ معظمہ کوئین وکٹوریہ زاد اللہ سلطنتہا نے ہندوستان جنت نشان کی باگ حکومت دست مبارک مین سنبھالی۔ اس محکمہ نے زیادہ رونق پائی + اب جو یکم جنوری ۱۸۷۷ء سے حضور مخدومہ بلقیس زمان مریم دوران فرمانروای انگلستان و ہندوستان نے اپنے سال جلوس کے انتالیسوین برس مین شاہنشاہی کا خطاب منظور فرمایا ہے۔ تو یقین واثق ہے کہ۔ اس ملک کی بہبودی کے واسطے تعلیم کیطرف زیادہ توجہ ہو

یادگار قیصری کا اہتمام ہے
مدعای اصلی یہ جانیکا انتظام ہے

اگرچہ اس مقام پر دل عقیدت منزل تو چاہتا تھا کہ تاریخ مذکور الصدر کو جو دربار دربار دہلی مین نواب معلی القاب حضور ویسرای صاحب بہادر گورنر جنرل ہند یعنی امیر کبیر لورڈ لیٹن صاحب بہادر زاد اللہ شرفاً نے بحضوری جملہ راجگان ذی شان و نوابان رفیع المکان مع والیان قرب جوار ہندوستان منعقد فرمایا تھا۔ اسکا مفصل حال ابتدا سے انتہا تک قلم بند ہو۔ لیکن پھر جو خیال کیا کہ۔ اسکی تحریر کو تو ایک دفتر کا دفتر چاہیئے۔ اگر تو صرف معاملات چشم دید ہی لکھے تو بھی سو جز کاغذ سے کم مین نہ سمائین۔ چنانچہ دس دس بیس بیس جزون کی کئی کتابین اس بیان مین شایع ہو گئی ہین۔ مگر انکے دیکھنے سے طبیعت مطمئن نہین ہوتی۔ کیونکہ۔ انمین نہایت اختصار سے ہر ایک بیان کیا گیا ہے۔ پس اسکے بیان مین اپنا مطلب رہ جائیگا۔ اسی واسطے ان چند سطرون ہی کو یادگار دربار قیصری جسکا نظیر پیر فلک نے بھی شاید ابتک نہ دیکھا ہوگا۔ سمجھکر مدعا نگار ہے آمادہ ہوتا ہے

شعر اے کارساز قبلۂ حاجات کار ما | آغاز کردہ ام تو رسانی بانتہا
دیگر گر خطائے رفتہ باشد در کتاب | فاریا بر من مکن نظر عتاب

زمزمہ سرائی خامہ ہزار داستان
بہ تحریر اشعار شاعرات اُردو زبان

واضح رای علوم پیرائے ناظرین با عز و شان ہو کہ۔ ہندی کے حروف تہجی کل باون ہین۔ ازانجملہ بالاتفاق تین حرف خاص سنسکرت کے ہین۔ اور دو یعنی لری لری بھی بھاکھا مین بہت ہی کم آتے ہین۔ دس حرف مرکب ہین۔ ننا یعنی نون چار طرحکا ہوتا ہے۔ مگر اُردو فارسی مین ایک ہی آتا ہے پس اٹھارہ حرف گویا اُردو مین نہین بولے جاتے۔ باقی چونتیس حرف ہندی و اُردو زبان مین اشتراک رکھتی ہین۔ ہان اُردو مین ش س ص تین حرف ہین اور ہندی مین صرف ایک سسّا۔ اسی سبب سے اس حصہ مین چھبیس ردیفین لکھنی مناسب معلوم ہوئین۔ مگر ایسا تخلص یا نام کسی شاعرہ کا نہین ملا۔ جسکا سر حرف ڑا ر مشتغلہ ہندی ہو۔ پس پینتیس ردیفون پر اس رسالہ کو محدود کیا ❊

بندہ نے بخوف طوالت شاعراؤن کا حال نہایت ہی اختصار سے لکھا ہے پہلے مسودہ مین بہت طول طویل تھا۔ اُسکو فضول سمجھکر چھوڑ دیا۔ اسپر بھی اُس واحد لاشریک کی عنایت بیغایت سے یہ کتاب لاجواب اسقدر ضخیم ہوگئی ہے کہ۔ آجتک اسقدر اس بیان مین کوئی رسالہ نظر نہین آیا۔ بلکہ فارسی گو مستورات کا تذکرہ جواہر العجایب اور اُردو فارسی گویون کا ملا جلا بہارستان ناز ہی چھپا ہے۔ مگر یہ دونو سے کئی حصہ بڑھا ہوا ہے۔ ہان اب اگر کوئی اَور

صاحب ہمت ہمت کرے۔ تو اسکو کسیقدر اور زیادہ کرے۔ کیونکہ مینے کچھہ تمام زنانہ کی شعر کہنے والیون کو تو فراہم نہین کیا۔ بلکہ صرف نمونہ کیطور پر جہانتک ہو سکا لکھدیا۔ التماس سواہوس ؎

	نام نیکش در جہان آبادباد		ہر کہ نام رفتگان آرد بیاد	

الف ممدودہ کی ردیف

آرایش تخلص کی کوئی مجہول الاسم کبھی بازار دہلی کی زیبایش بڑھاتی تھی۔ اب کسی کے گھر کی نمایش کر رہی ہے۔ اس نے یہ شعر اپنے حسبحال کہاہے ؎

جوانی مین بھلی معلوم ہوتی تھی یہ آرایش	بڑھاپے مین تو مہندی مسّی کی ہے خیال زیبایش

الف مقصورہ کی ردیف

اچپل تخلص مینگن جان نام کسی چلبلی عورت کا صرف ایک ہی شعر ہاتھہ آیا اسکے مزاج کی اچپلاہٹ کو دیکھئے کہ۔ چلبلاہٹ کے مارے اپنا احوال بھی ظاہر نہ ہونے دیا۔ خیر اسکے کلام ہی سے چلبلے پن کو دیکھکر اسکے اچپلے پن کو سمجھلو ؎

ہی عیش اُسکے جیکو۔ اجی غم بہت ہے یان	شادی م ہان جاتی ہی یا تم بہت ہے یان

اختر تخلص ہے نواب اختر محل نامی گرامی کا اور یہ نیک اختر تیموریہ خاندان کی ہے جسکا اختر طالع ابتک اوج فلک نام آوری پر درخشان ہے۔ اور کیونہو کہ یہ بلند اختر مضامین نعتی و منقبتی کی شاغلہ ہے۔ قدسی قدس سرہ کی غزل کو اسنے کیا اچھی طرح تضمین کیا ہے جسنے ریختی کا مزہ بھی چکھادیا ہے۔ عام شعر بھی اس اختر برج نکوئی کے عام پسند ہین۔ عاشق مزاجون کے دلون کے پیوند ہین ؎

مخمس اختر - در نعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

تجھ پہ قربان ہوں اے ہاشمی و مطلبی ! ۔ کہ ہے مشہورِ دو عالم تری عالی نسبی
دیکھ رتبہ کو ترے شوکتِ افلاک دبی ۔ مرحبا سیّد مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت کہ عجب خوش لقبی

وہ ترا نور ہے ماہِ فلکِ مہرِ کرم ۔ تیرے جلوہ سے منور ہوئے دونو عالم
تاب یوسف کو کہاں ہے کہ ترے دیکھے قدم ۔ من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمالست بدین بوالعجبی

واہ کیا درجہ ہے ۔ کیا شان ہے ۔ اور کیا رتبہ ۔ خالقِ ارض و سما خود ہے ترا مدح سرا
انبیا کہتے ہیں سب صلی علی صلی علی ۔ نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از آدم و عالم تو چہ عالی نسبی

تو ہی منبانِ کرم اور سحابِ اکرام ۔ بھر دیا موتیوں سے دامنِ امید انام
بار آور ترے باعث سے ہی نخلِ اسلام ۔ نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام
زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

سب سے پہلے کیا پیدا ترا اللہ نے نور ۔ پردۂ ذات میں اُس نور کو رکھا مستور
اور اُس نور کا اظہار ہوا جب منظور ۔ ذاتِ پاکِ تو درین ملکِ عرب کردہ ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی

ہے ترے نور سے پُر نور زمین و بد شت ۔ گلشنِ چرخ ہے ترے ہی لیے گلگشت
تیرے ہی واسطے ہیں خاص ہے جہاتِ ہشت ۔ شبِ معراج عروجِ تو ز افلاک گذشت
بمقامی کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

قدسیان آنکھیں بچھاتے ہیں ترے زیرِ قدم ۔ خاکپا تیری ہی ہے سرمۂ چشمِ عالم

بخشد بجو مری تقصیر برای شاہِ امم!
نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم

زانکہ نسبت بسگ کوی تو شد بی ادبی

سختی حشر سی گھبرائیگی جب مخلوقات
اور نہ بن آئیگی ای ابرِ کرم کوئی بھی بات

انبیا سب تجھے کہوینگے کہ۔ ای ابرِ نجات!
ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات

لطف فرما کہ۔ زحد میگزرد تشنہ لبی

ہوگئی لہو و لعب مین ہے مری عمر بسر
یا دِ خالق مین نہ صرف ہوئی مین دمِ بھر

گھستی ہون ناصیۂ عجز کو تیری در پر
چشمِ رحمت بکشا سوی من انداز نظر

ای قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی!

درد عصیان سے سبب سے ہے مری جان اجلی
اور بجز کچھ نہین سوجھتی تدبیر کوئی

عرضِ اختر کی بھی قدسی کی طرح ہے یہی
سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی!

آمدہ سوی تو قدسی پی درمانِ طلبی

اختر کے متفرق اشعار پسندیدۂ عاشقِ زار

آستان پر تری پیشانیکو گھستے گھستے
سر ہی غائب ہوا جسمین کہ۔ ترا سودا تھا

اک آہ شعلہ بار سے دلکو جلا دیا
لو آج ہمنے اسکا بھی جھگڑا مٹا دیا

لکھکر جو میرا نام زمین پر مٹا دیا
انکا تھا کھیل خاک مین ہمکو ملا دیا

خط سے کے نامہ بر سے جو ٹکڑی اڑا دیا
غیرون نے آج انکے تئین کچھ پڑھا دیا

تقصیر یار کی نہ قصور عدو ہے کچھ
اختر ہمارے دل ہی نے ہمکو جلا دیا

تیغ نگاہِ یار کا دونو یہ وار ہے
ٹکڑے ادھر جگر ہے ادھر دل فگار ہے

اسیر تخلص ہے مسماۃ امیر بیگم نام کا۔ جو شاہ فخر الدین احمد صاحب دہلوی کے سلسلہ شاگردی مین اسیر بیگمات چغتائی کے زمرہ مین امیر۔ بدیہہ گو بے نظیر۔ حاضر جواب

اسیر

خوش تقریر ہے۔ ایک روز میرے کسی مہربان نے اس شاعرہ کو یہ مصرع سنایا ؎ بیقراری قرار ہے اپنا ۔ اس لطیفہ گو نے فوراً پیش مصرعہ بہم پہنچایا۔ بلکہ ایک بیت اور اسمین شامل کردی ۔ وہو ہذا ؎

عشق دار و مدار ہے اپنا ۔ بیقراری قرار ہے اپنا
خاک مین مل گئی ہے جسبہ اسیر ۔ اُنکے دل مین غبار ہے اپنا

اشک تخلص کسی شہزادی کا ہے جسکا دہلی مقام ہے۔ اور اس طرز کا کلام ہے ؎

نہ بوسہ دینا آتا ہے نہ دل بہلانا آتا ہے ۔ تجھے اے کافر ترسا فقط ترسانا آتا ہے
کسی عاشق کا بیشک استخوان ہے مین نالو نکا ۔ کہ شانہ تیری زلف تک اتنا لنبا کانہ آتا ہے

امراؤ جان متخلص بنام خود کوئی لکھنؤ کی شاہد بازاری سخن کی گرم بازاری اسطرح پیر کرتی ہے ؎

اگر مجکو سبز کا کل خمدار نہوتا ۔ تو مین یون بلاؤ نمین گرفتار نہوتا
پلادی ساقیا زور ون یہ ہی عالم جوانی کا ۔ لگادے خم میرے منہہ سے شراب ارغوانی کا
نقاہت کو مری ناطاقتی مجبیر رولاتی ہے ۔ ہنسانا ہے ضعیفی کو مرا عالم جوانی کا
یہ دل جیسے کہ خلوتخانہ اُس آئینہ رو کا ہی ۔ ملا ہے دیدۂ حیران کو عہدہ پاسبانی کا
امراؤ کیا کہون کہ شب ہجر نیش غم ۔ چبھتا رہا ہر اک رگ جا نمین سحر تلک

امراؤ تخلص حسینی بیگم نام کسی پردہ نشین دہلوی کا یہ کلام ہے ؎

باغ عالم مین چھڑانا تھا اگر اپنون سی ۔ پہلے ہی سبزۂ بیگانہ بنایا ہوتا
گرچہ منظور نہ تھی خانہ نشینی میری ۔ تو مجھے ساکن ویرانہ بنایا ہوتا

امراؤ جان بنت امیر جان معروف بہ علی بخش والی۔ شاہد بازاری۔ دلی کی مشہور ڈیرہ دار ہے۔ اُٹھتی جوانی نئی جوبن کی بہار ہے۔ کہتے ہین اُسکی یہ طرز گفتار ہے ؎

آ سکے امراؤ دن ترے اچھے ۔ دان بدن مفلسی جو گھٹتی ہے

امیر جان متذکرۂ بالا کے نام کا یہ شعر گوش آشنا ہے ؎

سلہ صاحب بہارستان جو لیسر کی دفعہ سنہ ۱۲۸۰ ہجری مین از سر نو بہار دکھائی تو صفحہ ۲۰ پر تحریر فرمایا کہ یہ غزل کسی اور شاعر کی ہے مگر اسکا

یس بار مجھ کو طعنۂ اغیار ہو گیا	غصہ سے چہرہ میر گلنار ہو گیا

تنبیہ واضح رائے مشتاقان سخن ہو کہ میری مہربان نیک ساس میر عباس صاحب تاجر کتب دہلی نے یہ دو شعر علی بخش والیون کے مجھے سنائے - اور اس کتاب میں درج کرائے ہیں افسوس اسی سال یعنی ۱۲۹۵ھ ہجری میں جبکہ یہ رسالہ اول دفعہ چھپا تھا میر موصوف نے وفات پائی انا للہ و انا الیہ راجعون ؎

امیر تخلص و نام کسی لکھنوی گانے والی کا ہے جسکا یہ کلام ہاتھ آیا ہے ؎

اُسی طرف کو نظر بار بار جاتی ہے	جدھر کے دیکھنے سے جان زار جاتی ہے
صبا لئے مراشت غبار جاتی ہے	یہ بغض تھا کہ نہ چھوڑا انہاری کو چمن میں
نہیں خبر کہ چمن سے بہار جاتی ہے	یہ محو دید رخ گل ہے بلبل شیدا

باء عربی کی ردیف

بستی نامی آگرہ کی رقاصہ کا صرف یہی مطلع نظر سے گزرا ؎

دنیا کے لوگ دیکھنے والے ہوا کئے ہیں	بستی ضرور چاہیے اسباب ظاہری

بسم اللہ تخلص و نام ایک عورت ہندی نژاد کا ہے جسکی والدہ ولایت زاد ہے - غدر کے بعد عالم پیشہ سے کنارہ کش ہو کسی سے نکاح کر لیا ہے - یوں عیش مباح روا رکھا ہے - میر کھنایت فرما منشی انعام اللہ صاحب سے مشورۂ سخن تھا - یہ کلام اُسکا برای یادگار لکھا گیا ؎

مانند زلف دل نہ پریشان کیجئے	بسم اللہ جان عشق میں قربان کیجئے
گھبرا مضطر ہے دل کا ہی تپان ہے	تیری الفت میں یہ حاصل ہوا ہے
سمجھو یہ بہار بے خزان ہے	نکیجے ناز حسن عارضی پر

بیتو نامی دہلی کی ایک گھر ستن تھی - جو گلاب سنگھ آشفتہ سے ربط ضبط رکھتی تھی - ایک روز آشفتہ مزاج نے اُسکی مفارقت اتفاقی سے اپنے گلے پر

خنجر پھیر لیا۔ یون زندگی کا قصہ پاک کیا۔ مگر واہ رے جذبۂ عشق کہ۔ دلبر نے تو ہی مسیحائی
کو دوڑا۔ مگر خویش و اقارب نے بہانۂ دیوانگی گھیر لیا۔ نا گزیر اپنے مقتول کا یہ شعر پڑھنے لگی اسی سے
دل ناشکیب کی تسلی کرنے لگی ؎

بچتا نہین ہی کوئی بھی بیمار عشق کا	یارب نہو کسیکو یہ آزار عشق کا

الغرض یہ شاعرہ اُسی روز ممنوعات سی تائب ہوئی۔ اور چھ مہینے کے عرصہ مین اپنے محب صادق
کی روح سے جا ملی۔ اس موقعہ پر نواب نجم الدولہ دبیر الملک اسداللہ خان بہادر نظام جنگ
متخلص بہ غالب معروف بمیرزا نوشہ صاحب مرحوم مغفور کا فرمودہ کیا ہی حسنہ صادق آیا ہے

کی میری قتل کے بعد اُسنے جفا سی توبہ	ہای اُس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

انتباہ حضرت کے نام نامی سے یاد آگیا کہ۔ آنکی تاریخ وفات کسی شاعر نے بر گل
غالب و بر گل غالب [۱۲۸۵]۔ نہایت عمدہ تجویز کی ہے ہیچمدان نے بھی دو بیتین عرض کی ہیں
وہ بھی اسموقعہ پر لکھتا ہون ؎

تاریخ وفات غالب ۱۸۶۹ء

اسداللہ خان بہادر را	چون اجل پیش حق تعالیٰ برد
گفت نا در خود از سر افسوس	غالب بے مثال آہ بمرد

خیر کہتے ہین کہ۔ بنو آشفتہ کے غم ہجر مین بعارضۂ دق مبتلا ہوئی کسیکے معالجہ سے افاقہ نہو
تو اپنا دکھڑا یون رویا ؎

مین تپ غم سے جلون۔ اور یہ کہین دق کا علاج	ہو سمجھ الٹی طبیبونکی۔ تو اسکا کیا علاج

الغرض یہ شعر اس کے مشہور ہین۔ تذکرون مین مسطور ہین ؎

چھوڑ کر مجکو کہان اے بت گمراہ چلا	تو چلا کیا کہ دل بھی تیرے ہمراہ چلا
چھٹ گیا غم سے مرا کشتۂ ابرو مر کر	اک چھری میرے گلے پر بھی مری آہ چلا

نہ تو موت آتی ہے نے زیست کا یارا مجھکو	ہائے آشفتہ تیری مرنے سے مارا مجھکو
موت پر بس نہیں چلتا ہے کرون کیا ورنہ	تو نہیں ہے تو نہیں زیست گوارا مجھکو
ایک کسی چین کہان عیش کدھر بستر خواب	نہیں تحمل بھی کم از بستر خارا مجھکو
کیا ہوئی ہائے فغان کی تیری شور انگیزی	لیچلے تجکو تو تو نے نہ پکارا مجھکو
نعش آشفتہ کو بیرحمون نے پھونکا آگ سے	نقش غم بھی جوانان مرگ کی کچھ کم نتھی

بہو معروف بہ بہو بیگم صاحبہ مرحومہ محل خاص نواب یوسف علیخان صاحب بہادر مغفور ناظم والی رامپور یون گوہر فشان ہین سبحان اللہ کیا شیرین زبان ہین ؛

شب بزم ملاقات مین ہر چند یہ چاہا	آنکھین تو لڑاؤن ذرا اُس رشک قمر سے
پر خوف مرے دلمین یہی آیا کہ ہے ہے	نازک ہے نہ دب جائے کہین تار نظر سے

بیگم اس تخلص کی تین شاعراؤن کا کلام اسوقت پیش نظر ہے۔ جو بالتفصیل ہارون کی نذر ہے۔ **اول** میر محمد تقی کی بیٹی لکھنوی یون سخن سرا ہے۔ اللہ اللہ کس لب ولہجہ سے گویا ہے ؛

بر سون سر گیسو مین گرفتار تو رکھا	لو کہتی ہو کیا تمنے ہمین مار تو رکھا
کچھ بے ادبی ہم سے نہ کی یار سے شب بھر	ہان یار کے رخسار پہ رخسار تو رکھا
اتنا بھی غنیمت ہے تیری طرف سے ظالم	گھر کی تیرے رکھی آوزن دیوار تو رکھا
وہ ذبح کرے یا نکرے غم نہین سکا	سر ہمنے تہ خنجر خونخوار تو رکھا
اس عشق کی ہمت ہے مین صدقے ہو کر بیگم	ہر وقت مجھے مرنے پہ تیار تو رکھا

دوم تارا بیگم مجہول الحال کی یہ مقال ہے۔ صاف صاف بول چال ہے ؛

کیون وصل مین چھپاتا ہے تو ہمسے یار پیٹ	رکھتا ہے سو بہار کی یہ ایک بہار پیٹ

سوم رشک محل پنجابن جو واجد علی شاہ صاحب بہادر کے متاع مین ہے۔ اور ہمرکاب جنت مکان مٹیا برج کلکتہ مین رہتی ہے۔ یون بختی کا ڈھنگ دکھاتی ہے ؛

نہ بھیجو گی سسرال مین تمکو خانم	نہین مجکو در ہے کھانا تمہارا

میر لکھی چوٹی کی لیتی خبر ہو	یہ احسان ہی سر پر دوگانا تمہارا
ہوا بال بیکا جو مرزا ہمارا	تو پھر سنگ ہر اور شانہ تمہارا
لکھیر سہ گانہ کے دوگانہ مری نہمان گئی	میں تیغ انگار و نیہ لوٹی کہ مری جان گئی

پاء فارسی کی ردیف

پارسا اسم باسمی نسبت کلان نواب میرزا تقی خان ہوش نیشاپوری لکھنوی جو نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم کے عزیزوں مین تھے۔ اور اُنکے نزدیک بڑے صاحب تمیز و تمین تھے۔ میرزا موصوف کی ایک عجیب و غریب روایت مشہور ہے۔ جو کتابون مین بھی مسطور ہے۔ آپنے اس خیال خام سے اس حسب عصمت کی شادی کتخدائی نکی کہ کسی کو اپنا داماد بنانا باعث ننگ ہی۔ سسر کہلانیسے دل تنگ ہی۔ افسوس یہ نسمجھے کہ ہم بھی تو کسیکے داماد ہین جسکے سبب نہایت دل شاد ہین خیر یہ تو عرصہ کی بات ہی۔ اُس زمانہ مین وہ لوگ جو محض بیعلم اور جاہل مطلق تھے دختر کشی کو جایز رکھتے تھے۔ اور اسی مسئلہ کے معتقد تھے۔ مگر مین اس سے بہت بڑھکر ایک نو فقرہ سناتا ہون۔ اور اہل دنیا کی خود غرضی ظاہر کرتا ہون ÷ (روایت حیرت خیز عبرت انگیز)

ایک ہندو صاحب عالیخاندان (فارسی و ناگری خوان۔ ناظم و ناشر ہر دو لسان یعنی فارسی و ہندی بلکہ اُردو مین بھی صاحب دیوان) نے اپنی فرزند نرینہ سعادتمند دیرینہ کی شادی اس خیال سے نہین کی کہ۔ مبادا لڑکا زن مرید ہو جائے۔ تو ہماری ضعیفی برباد جائے ÷ سبحان اللہ جل جلالہٗ۔ اس زمانہ مین بھی باوجودیکہ اسقدر علم کی روشنی نے جہالت کی تاریکی کو دور کر دیا ہے۔ پھر بھی ایسے ایسے خود بین خود مطلبی۔ اس و ارنا پایدار مین جلوہ افروزیان کرتے رہتے ہین۔ آفرین ہی اُنکے وابستگان پر کہ وہ کس کس طرح تجاہل عارفانہ سے دیدہ و دانستہ ان ظلمون کو سہتے

رہتے ہین۔ الحاصل ایسی لغویات سے خاندان تمارت ہو جاتا ہے۔ بزرگون کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔ کوئی نام لیوا اور پانی دیوا نہین رہتا۔ ہان یہ قصّہ ضرور یادگار زمانہ رہتا ہے ؛ خیر جی ان جھگڑون کو چھوڑ کر پارسا کا کلام نیک فرجام سنو ؛

تن صورتِ حباب بنا اور بگڑ گیا	یہ قصرِ لاجواب بنا اور بگڑ گیا
چلتا نہین ہے ابلقِ ایام ایک چال	اکثر یہ بدر کا بنا اور بگڑ گیا

پٹہ باز کے نام سے صرف ایک شعر کسی عنایت فرمانے سنایا تھا۔ اور یہ ارشاد کیا تھا کہ یہ شاہد بازاری غدر سے پہلے سہارنپور مین موجود تھی۔ اب اسکی حقیقت مفقود ہے۔ مگر اسکا شعر لاحفظ اچھا ہے۔ مضمون نیا ہے۔ جو سنتا ہے۔ عش عش کرتا ہے۔ جو دلگداز ہی کہتا ہے۔ اس تازہ مضمون پہ غش کرتا ہے ؛

کرتیان جالی کی پہنین ہین جو امان حسین	حسن کی فوج مین دیکھے یہ زرہ پوش نئے

تنبیہ اس کتاب کے اول دفعہ چھپنے کے بعد رامپور کا تذکرۃ الشعراء جو دیکھا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ شعر عورت کا نہین ہے۔ بلکہ مولوی وجیہ الزمان خان رحیق تخلص کا ہے ؛

تاء قرشت کی ردیف

تسلی تخلص منا جان نام کرنال کی خانگی کا یہ مقطع بہار مین دیکھا ہے ؛

ای تسلی ترا دل چھین لیا ہے کسنے؟	ہاتھ سینہ پہ دھری گور مین کیون جاتی ہے

تصویر اس گل اندام کے کلام سے نغمۂ عندلیب ان گرم نوا ہے۔ یعنے صاحبِ گلستانِ سخن ان کی بزبانِ تصویر یہ صدا ہے ؛

چل ہوا کھا نہ صبا اس دلِ دلگیر کو چھیڑ	کیا مزہ پائیگی تو غنچۂ تصویر کو چھیڑ
محبت اب تلک رکھتی ہے یہ تاثیر مجنون کی	کہ بن لیلی نہین کھنچتی کہین تصویر مجنون کی

تنبیہ سخنوران معنی رس کو ظاہر ہو کہ کتاب مذکورہ بالا حکیم میر قطب الدین صاحب باطن اکبرابادی نے بجواب تذکرۂ گلشن بیخار چھپوائی ہے جسکا مختصر جواب الجواب مسمی بہ

ارمغان منتخب شعراء دہلی - میری ایک دوست نے چھپوا کے حکیم صاحب کی خدمت مین ارسال فرمایا - مگر اکبرآبادسی صدائے برنخاست کا معاملہ پیش آیا - چنانچہ اس ارمغان کی تاریخ طبع یہ ہے ؛

وحشی کا ہی کلام زبس طرفہ بینظیر ۔۔۔ ظاہر یہ ہے بن آئیگا باطن کو کیا جواب
باذوق داب طبع کی روسی لکھو میان ۔۔۔ ہے یہ جواب گلشن بیخار کا جواب

ہان غرض اس تحریر سی اور مطلب اس تقریر سی یہ ہی کہ - شاید یہ شاعرہ حضرت باطن ہی صاحب سے فیض ظاہری و باطنی حاصل کرتی ہوگی - جو آپ نے اُسکی سکونت وغیرہ کا بھی پتہ نہ لکھا -

بقول حکیم مومن خانصاحب مرحوم ؛

تھہر رشک ہمکلامی ہی مین گزرا داد سے ۔۔۔ باز پُرس اُس سی مگر - کچھ داور محشر نہو

پس اس کلام پر اکتفا کی ہے - اس عالم تصویر کی کوئی نشانی نہین ہی ؛
شکل حال اسکی ہنگام نظارہ پردہ پوش ۔۔۔ مصور طبع صفحہ خیال پر حسرت سے ہمدوش

تاء مثقلہ ہندی کی ردیف

ٹھٹھولی کسی مجہول الاسم والمسکن کا شعر سنئے - جو اس تخلص کا مصداق ہے ؛

ٹھٹھولباز کہے تھا یہہ کل ٹھٹھولی سی ۔۔۔ کہ مان میرا کہا آ اُتر کے ڈولی سے

ثاء مثلثہ کی ردیف

ثریا تخلص بڑی بیگم نام زوجہ میرزا علیخان مرحوم وظیفہ خوار شاہ دہلی - کا ہی جو غدر کے بعد کسی اپنے عزیز کے پاس آگرہ چلی گئی - بحالت بیوگی شاعری سے بھی تائب ہوگئی - نیک بختون کا ایسا ہی شیوہ ہوتا ہی - روز جزا ایسی ہی باتو نمین منہ اُجلا رہتا ہے ؛

بتادین ہم تمہاری کاکل شبگون کو کیا سمجھے ۔۔۔ سیہ بختی ہم اپنی یا اسے کالی بلا سمجھے
جدھر دیکھا اُٹھا کر نیم بسمل کردیا اُسکو ۔۔۔ تری مژگان کو ہم سوفار پیکان قضا سمجھے

ثنا باشندہ آگرہ کا یہ شعر نظر آشنا ہے - وہی نذر محبان باصفا ہے ؛

زاہدا توبہ کی جلدی کیا ہے ۔۔۔ یہ بھی کرلینگے جو فرصت ہوگی

جیم تازی کی ردیف

جان

جان تخلص صاحب جان نام فرخ آبادی مال بازاری کا ہے - جو دہلی مین بھی آئی تھی - مولف گلدستہ نازنینان کے کسی دوست کی دوست ہی تھی - اُسی سے شعر کی اصلاح لی - پھر نہیں معلوم کہ - نغمۂ عندلیب والہ یہ راگ بیمحل اور دور از قانون کہان سے گاتا ہے اپنی کتاب کے مشتاقون کو سناتا ہے - کہ - یہہ جان صاحبہ فیض آبادی سے تھا یا اس تخلصکو افترا پردازی مین آزادی ہے - بہر کیف اس شاعرہ کی طرز تحریر یہ ہے ؛

جان جاتی ہے دل ترستا ہے	جلد آجاؤ مینہہ برستا ہے
حال جانباز کا مین کس سے کہون	جس سے کہتی ہون وہی ہنستا ہے
جان دل بیچتے ہین ہم اپنا	ایک بوسہ یہ - لیلو سستا ہے

جانی

جانی تخلص بیگم جان نام - نواب قمر الدین خانصاحب مرحوم کی دختر نیک اختر کا تھا جو بیگمات اودہ مین بہو بیگم کے خطاب سے سرفراز تھی - اور سب سے ممتاز تھی - مشہور ہے - کہ بحالت بیماری آپکی عیادت کو ہمدم نامی خواجہ سرا آیا - آپنے یہہ شعر سنایا ؛

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کی	رگ رگ مین نیش غم ہے نہان کہان کہان کی

بہار مین انکی نسبت ایک لطیفہ لکھا ہے جسمین یہ شعر درج ہے ؛

(**تنبیہ** تیسری دفعہ کی چھپی ہوئی بہار مین یہ چٹکلا نہین ہے ؛)

نہین پیکان یہ جوہر ہے نہ نامہ تیر پر لکھا	اشارہ قتل کا میرے یہ کس تقصیر پر لکھا ہے

مگر در اصل یہ شعر سودا کا ہے - اسی سبب سے مینے وہ چٹکلا نہین لکھا ؛

بیان مین کس سے کرون جا کے اب گلا دل کا[ل]	یہ دل لگا دل ہی مین ہوئیگا فیصلہ دل کا
دل جس سے لگایا وہ ہوا دشمن جانی	کچھ دل کا لگانا ہی نہین راس نہ آیا
نہین ٹانکے مرے زخم جگر پر	یہ اسکا خندۂ دندان نما ہے
نہین ٹلتی کسی عنوان سر سے	شب غم بھی کوئی کالی بلا ہے

[ل] یہ شعر دلہن کے نام سے بھی لکھا گیا ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

رکھیں ہمنے باریک پشکر سو تیان	چپا آکے ناب سے چپٹ کر سوتیان

حجاب تخلص بنی جان نام ساکنہ ہاپور ضلع میرٹھ مقیم بنارس کا صرف ایک شعر ہاتھ آیا۔ اور کچھ احوال نکھلا ؛

نکلے نہ کیون کر بھلا منہ سے سدا واہ واہ	نام خدا اے صنم تیری ادا واہ واہ

حجاب یہ دوسری شاعرہ اُسی تخلص کی ہے جسکا نام عسکری بیگم ہے۔ یہ عفت پناہ ملا محمد زمان صفہانی کی پوتی محمد علیخان مسیحا کی شاگردہ لکھنؤ کی ساکنہ ہے۔ کبھی اپنے مکان فیض نشان پر بزم مشاعرہ آراستہ فرماتی تھی۔ اب کسیکے عقد نکاح مین ہے۔ مگر ہنوز مشق سخن جاری ہے۔ چنانچہ حال کے مشاعرہ مین اسکی غزل پڑھی گئی۔ جو لکھنؤ سے چھپ کر شایع ہوا ہے۔ اُسکا ایک شعر مجھے یاد آگیا۔ وہی اس جگہہ لکھا گیا ؛

رات کو آئینگے ہم صاف معما یہ ہے	وعدۂ وصل کیا اُسنے دکھا کر گیسو

حجاب یہ تیسری شاعرہ پردۂ پاکدامنی مین محجوب اپنے میان کی محبوبہ ہے۔ یہ عورت در اصل کشمیرن ہی۔ مگر بمبئی مین کسی بھلے مانس کے گھر خیمہ زن ہے فارسی زبان کے شعر بھی کہتی ہے اُردو مین یون بولتی ہے ؛

کیا جانے بھلا لذت دیدار کو اپنی	جبتک کوئی با دیدۂ خونبار نہووے

حجاب یہ چوتھی نقاب پوش ہی جو بغایت ذی ہوش ہی۔ عالم تخلص نواب شاہ محل صاحبہ منکوحۂ امجد علیشاہ صاحب ختر کا دیوان جو نظر سے گزرا۔ تو اُسمین ایک خمسہ اسکا [illegible] دکھائی دیا جسکا مقطع یہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تضمین [illegible] ہے ؛

کیا طوفان بہا بحر سرشک چشم پر نم نے	[illegible]
گزاری رات ساری تارے گنگن کے عالم نے	[illegible]

ہوا شبکو جو دھوکا اپنے اختر کا ستارہ ہمین	

حجاب تخلص نواب بیگم نام عرف چھوٹی بیگم۔ دختر داروغہ اعظم علیخان فرزند نواب معتمد الدولہ بہادر برادر شاہ غازالدین حیدر بادشاہ اودھ۔ ۱۲۵۹ سنہ ہجری مین پیدا ہوئی۔ اسکا دیوان چھپ گیا ہے۔ یہ شعر ایک مہربان کی تحریر سے لکھا جاتا ہے۔ اور میرا قیاس چاہتا ہے کہ۔ حجاب مذکورہ بالا شاید یہی ہو۔ اسی سبب سے مین نے اسکو پانچوین حجاب نہین قرار دیا ؛

منہ سے بولو نہ کچھ آنکھون سے تماشا دیکھو	!	بنکے تصویر حجاب اُسکو سراپا دیکھو

حسن تخلص وزیر جان نام بنت گوہر جان۔ ساکن پاٹہ نالہ واقع لکھنو کی ایک غزل بسبیل ڈاک عنایت فرماکی معرفت آئی۔ اور بجنسہ درج ہوئی۔ اسکے اور احوال سے بندہ بیخبر ہے ؛

ای زلیخا: ناز تجکو حسن یوسف پر ہوا	دیکھ دلبر کو مرے۔ جو لقمس پیغمبر ہوا
بوسہ ابرو اگر مانگا۔ خفا دلبر ہوا	شکل ماہ نو خمیدہ وہ مہ انور ہوا
پہلے وہ چشم عنایت اب یہ مین کیون حضور	وہ ستم کیونکر سے ہا جو لطف کا خوگر ہوا
نالہ ناران جو کھینچے روکے مینے ہجر مین	رشک سی بجلی جلی۔ شرمندہ ابر تر ہوا
وہ مریض غم ہون مین۔ جسکو دوا آئی نہ راس	سر پہ جب صندل لگایا۔ اور درد سر ہوا
جب کہا مینے۔ مجھی عشق دلی ہی آپسے	ہنس کے فرمایا کہ۔ ہان سچ ہی۔ مجھی باور ہوا
وصل کی شب بھی نہ باز آیا شرارت سے وہ شوخ	مسکرا کر پھیر لی کروٹ۔ ستم ہم پر ہوا
خلد مین لوٹے مکانے شبہہ جو دو مرے	حسن دنیا مین جو مست بادہ کوثر ہوا

حشمت تخلص مہر جان نام۔ شاگرد سید احمد معروف ... محلت مقیم بہادر گنج متصل دہلی۔ اسطرح سخن ...

منہ کہین پھرتا ہے ای قاتل تیری تلوار کا	

حور اسی تخلص کی دو عورتو نکا کلام

حورین[۱] نے جلوہ ظہور فرمایا ہے - ازانجملہ ایک بستی بیگم نامی دلی مین کوئی خانگی بستی ہے - جو ریختی مین معاملہ بندی کا ڈھنگ اس خوبی سے برتتی ہے ❖

باغمین جاؤ گے کب کیونکی جہانگیر کہو | تمنے ٹھہرائی ہے جو سمجھے ہو وہ تدبیر کہو
ایسی خواہندن کوان سی کیا دیوانہ | نہ مجھے شیرین نہ لیلی نہ ملاگیر[۲] کہو

حوریہ حور ثانی سنا جان نامی شاگردہ محمد رضا - المتخلص بہ طور بازار لکھنو کی کوئی شیرین ادا ہے - اسکا کلام بھی بامزہ ہے ❖

جو پہنا پاؤنمین ع بینکا توڑا ای پری تو نے | سلاسل پانی دیوانہ ہوا زنجیر آہن سے
بدی کی جسنے ہمسے ہمنے اسکے سانیکی کی | ہماری خو ہی یہ ہم دوستی کرتے ہین دشمن سے

حیا تخلص اور نواب حیات النسا بیگم نام - معروف بہ بھورا بیگم بنت شاہ عالم ثانی - شاگردہ شاہ نصیر صاحب مرحوم کی شاعرہ بےنظرہ دہلوی تھی - غدر سے پہلے بحالت نا کتخدائی کبرسنی مین اس پاکدامنہ نے سفر آخرت اختیار کیا - اس پارسا کا صرف ایک ہی شعر ملا ❖

کیون حیرت ہو یارب وہ زمانہ آگیا ناقص | حیا ڈھونڈھی نہین ملتی برائی نام سو کوس

[۱] اصلمین حور جمع کا صیغہ ہی حورا اسکا مفرد ہے مگر اُردو اور فارسی والون نے اس کو مفرد ہی استعمال کیا ہی حوران جمع بنایا ہے جو دراصل جمع الجمع ہی اور اسی سبب سے مینے حورین تثنیہ کا صیغہ گھڑ لیا ہی اگر بمحاورہ ہو تو ناظرین معاف فرمائین ۱۲ منہ عفی عنہ

[۲] اس شاعرہ نے ان شعرون مین رنڈیون کے نام موزون کئے ہین - اور وہ قصہ طلب ہین اسطرحکی بندش کو صنعت تلمیح یا بقول بعض تلمیح کہتے ہین - اور گو شیرین فرہاد اور لیلی مجنون کے قصے تو مشہور ہین مگر ملاگیر کے نام سے بھی شاید دلی والون کے سوا اور کوئی واقف نہو - اس سبب سے مین اسکا مختصر قصہ بیان کرتا ہون ❖ کہ اسی صدی مین میرازی نامی ایک نائکہ تھا - جسنے کئی نوجیان خرید کر ایک ڈیرہ پیشہ عام کا قائم کر رکھا تھا - اُسی کی ایک نوچی کا نام ملاگیر بھی تھا - جو اُسوقت اپنے حسن و انداز مین یکتاے زمانہ مشہور تھی - اور اسی بھقاری کے قرابتیون مین ایک صاحب ثروت راجہ تو ڈرمل نامی گرامی کو ٹھی وال ساکن کٹرہ مشرع واقعہ دریبہ کلان اُسپر فریفتہ و شیفتہ تھے جنکا انجام یہ ہوا کہ - لاکھہ کا گھر خاک مین ملا کر حیدرآباد دکن مین جا پڑے - لوگون کی زبانی تو مینے انکو کرورپتی سنا ہی - واللہ اعلم بحقیقت الحال ❖ الحاصل تماش بینی ایسا فعل بد ہے کہ - اسمین رسوائی و سرگردانی و پریشانی کے سوا اور کچھہ حاصل نہین ہوتا - اور اگر ہوتا ہی تو مرنا ہی نصیب عدا ہوتا ہے - خداوندا تو اپنے بندون پر رحم فرما - اور اس معصیت مین کسی فرد بشر کو مبتلا نہونے دے ۱۲ آمین یا رب العالمین منہ عفی اللہ عنہ

حیا

حیا یہ وہ صاحب حیا ہے جو بارسا مسطورہ ردیف سے پے کی چھوٹی بہن ہے ٭
تنبیہ اب بہار آرا کی بہار دیکھئے۔ نئے تذکرہ نویس کی گلکاریون کا گلزار دیکھئے
پہلے تو حضرت سلامت اسکو صاحب دیوان سمجھے۔ اور دیوان مطبوعہ کے شعر دو سی دو صفحے
کے قریب سیاہ کئے۔ پھر ترمیم کے وقت اسکی خوب ہی ترمیم کی۔ نہ وہ کلام رکھا
نہ اسکو صاحب دیوان لکھا۔ بلکہ صرف یہ پانچ شعر اوسکے نام پر رہنے دئے۔
باقی سب اڑا دئے ٭

نہ سننے کا کبھی بھولے سے بھی قصہ محبت کا
اڑا دیتی ہے نیند الٹا اثر ہے اس کہانی کا

آج صیاد ستم پیشہ نے کیا گل کترے
دور لیجا کے چمن سے پر بلبل کترے

دل صاف چرایا مرا۔ کیا تیری نگہ نے
اس بات پہ شاہد تری دزدیدہ نظر ہے

بنگلی کان کی بالی تلک انکی بجلی
گرمئ حسن غضب کی غضبناک مین ہے

دلمین ایک بوند تو رہنی دی ہو لہو کی میرے
چشم خونبار تری ہاتھ سے دم ناکمین ہے

غرض بیغرض یہ ہے کہ شاید پہلی دفعہ حضرت کو حیا کا دیوان ناقص ہاتھ
آگیا ہوگا۔ جو اول آخر سے کم ہوگا۔ پس اسمین صاحب دیوان کا نام کہان سے
ملتا حضور نے اسکو حیات النسا کا کلام خیال فرمایا۔ مگر درحقیقت وہ دیوان
میرزا رحیم الدین صاحب حیا۔ خلف میرزا کریم الدین صاحب شہزادہ والاتبار کا
ہے۔ چنانچہ اشعار مندرجہ ذیل مرقومہ بہار اول تذکرہ گلستان سخن ہی مین دیکھلو
اور سمجھلو کہ کس کا کلام قابل اعتبار ہے ٭

رونا کہان ہوا مجھے دل کھولکر نصیب
دو آنسوؤن مین نوح کا طوفان آگیا

یہ ناتوان ہون کہ آیا نظر نہ موت کو مین
قضا پھری مری بستر کے گرد ساری رات

جگر تو ہے کیا کہ نہ ہو چاک نہین سو سو بار
وہ دل ہی کیا نہ ہو جسکو بیقراری رات

اُلٹی چھری سے ایک تو کاٹا گلا مرا
غیر یا جو بین تو آزردہ او لٹے خفا ہوئے

توبہ دھری رہی جو وہ آئینے امی حیا! ہے کسکو اعتبار کہ تم پارسا ہوئے

الحاصل بہارستان ناز بلا ترمیم و ترمیم شدہ اور گلستان سخن اور حیا موصوفہ کا دیوان چارون کتابین روبرو ہون - تو اس بیان کی تصدیق ہو - مجھے کسی سے تعرض نہین ہے - صرف اطلاعاً سامع خراشی کی ہے ؛

تنبیہ تیسری دفعہ جو بہار چھپی ہے تو پہلی بہار کا پہلا شعر اس شاعرہ کے نام پر چھپ لکھا ہے - وہو ہذا ✦

موتیون کے ہار مین پرتو نگار کا آب گوہر مین عکس نہانا ہی یار کا

اگر حضور پوری غزل ہے مشتہرہ دفعہ اول درج فرماتے - تو کیا کوئی مانع نہ تھا - واللہ اعلم اِس خاص مطلع کے لکھنے کا کیا سبب ہے ؛

حیدری تخلص حیدری خانم نام زوجہ بشارت اللہ خان - خواص شاہ دہلی - غدر سے پہلے ستر برس کی عمر مین عالم جاودانی کو سدھاری - یہ ہی اُسکی یادگاری ؛

حیدری! نام ہی ترا کیا خوب جو کہ تجھ سے پھرا وہ حیدر سے

خاء معجمہ کی ردیف

خاکساری سنا ہے کہ کوئی پردہ نشین سرادقِ عصمت دلی مین کشمیری دروازہ کے قریب رہتی ہے - اپنے نام کو اپنے جمال کیطرح حجابِ عفت ہی مین پنہان رکھتی ہے صرف ایک یہی شعر اُسکا ملا ہے ؛

لکھا نصیب کا کوئی مٹا نہین سکتا کسیکے درد کو ہمدم بٹا نہین سکتا

خفی تخلص بادشاہ بیگم - بنت چھوٹی بیگم کا ہے - جنکا ڈیرہ دلی مین یوسف الیون کے نام سے مشہور ہے - سنا ہی کہ یہ شاعرہ محمد یوسف سادہ کار کشمیری کی نواسی ہے اور بلاک صبا بہادر سے پیدا ہوئی ہے - پیشہ مادری کو چھوڑ کر کسی انگریز ہی سے

منسوب ہی مگر صاحب بہادر کو نامرغوب ہی۔ زبان انگریزی سی بہرہ ور۔ فارسی خوانی خوشخطی مین صاحب ہنر ہے۔ مینے اسکے ہاتھ کی تحریر بخط انگریزی و فارسی جلی قلم کی دیکھی ہے سبحان اللہ خوب لکھتی ہے۔ خاص خاص مردون کو اصلاح بھی دیتی ہے۔ بالفعل یہ شاعرہ یہان موجود نہین ہے۔ مجبور اسکا کلام بہارہی سے نقل کرتا ہون

خود شوق اسیری سے پھنسے دام مین صیاد	شرمندہ تری ایک بھی دانہ کے نہین ہم
جنسے ہم آشنائی کرتے ہین	ہمسے وہ بیوفائی کرتے ہین
اے خفی اسیے اشک بی تاثیر	مفت مین جگ ہنسائی کرتی ہین

خورشید

خورشید نامی کوئی سیدزادی دہلوی عصمت پناہ علوم ضروری سے آگاہ نا کد خدا مرثیہ خوانی مین یکتا ہے۔ جسکا صرف ایک شعر سنا گیا۔ الّا مجھے اسمین بھی کلام ہے کہ یہ اُسی کا کلام ہے۔ و ہو ہذا ؀

ہر چند یہ دل کیونکہ اجازت دو نہین تجکو	ہے سخت کشش تیری وہ ایسا نہو ڈر جای

دال مہملہ کی ردیف

دلبر

دلبر تخلص چھوٹی بیگم نام۔ اکبرآبادی یا حیدرآبادی کوئی رنڈی تھی جسکی تحریر تذکرہ نویسون نے اس قدر ہی لکھہ رکھی ہے۔ الّا اور کچھہ حقیقت نہین کھلی ؀

ہر روز جو تم دیکھ کے تیوری ہو بدلتے	بیجا تو ہمین ناز اُٹھانا نہین آتا
قسمت مین ہماری نہوا ہی صد افسوس	اک روز لپٹ کر شب مہتاب مین سونا
جو اک دن آپ ہمیں تشریف لائین	رقیبون کے گلے تمسے کہون سب ؀
دل ہمین دو چار دن گر اپنا دو تم مستعار	اسکو سکھلائین وفا ایسی کہ ہووی بیقرار
ہے جو کچھ آگے اور سر مالا	قیامت تک یہین ٹکرائین گے ہم
اپنے آنیکی جو سناتے ہو	شیخی ناحق یہ تم جتاتے ہو

اسپہ قسمین جو تم یہ کھاتے ہو — مدعا یہ کہ دل لبھاتے ہو
لفظ رخصت زبان پہ لاتے ہو — جان کو میری تم کڑھاتے ہو
انکو گاہ گاہ آتے ہو — اپنے کشتہ کو آ جلاتے ہو

دلبر مجھے اسواسطے لکھتی ہے یہ سب خلق — تا مجکو تو دلبر ہی سمجھکر کبھی آئے

دلہن تخلص دلہن بیگم نام مشہور یہ نواب بہو صبیہ نواب انتظام الدولہ زوجۂ نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم والی اودہ کا ہے۔ جو سراپا سخن کی تیاری کے وقت فیض آباد مین رونق افروز تھین۔ پارسا سیرت مردانہ طبیعت رکھتی تھین یہ شعر اس شاعرہ کے مشہور ہین جو تذکرون مین مسطور ہین :

بیان مین کس سے کرون حال ابتلا دلکا — یہ دلکا دل ہی مین ہو و یگا فیصلہ دلکا
بہا ہی پھوٹ کے آنکھون سے آبلہ دلکا — تری کی راہ سے جاتا ہی قافلہ دلکا
بہار کے باغ مین ہم بھی بہار رکھتے ہین — مثال لالہ کے دل داغدار رکھتے ہین
ایسے کمظرف نہین ہین جو بہکتے جائین — گل کی مانند جدھر جائین مہکتے جائین
مت کرو فکر عمارت کی کوئی زیر فلک — خانۂ دل جو گرا ہو اسے تعمیر کرو
دن کٹا فریاد سے اور رات زاری سے کٹی — عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی

دیکھ دریا کو مرے دل پہ یہ لہر آتی ہے — کشتی عمر یہ افسوس بہی جاتی ہے

۲ چوتھے و پانچوین شعر جوابیہ ہین یعنی نواب آصف الدولہ بہادر کے ان شعرون کے جواب ہین +

ساقیا مے سے جھکا دے کہ بہکتے جاوین — برق کی طرح جدھر جاوین لہکتے جاوین
جہان مین جہان تک جگہہ پائے — عمارت بناتے چلے جائے

۱ یہی شعر جانی بیگم کے نام سے مشہور ہے خدا جانے در اصل کسکا کلام ہے +

دال مثقلہ ہندیکی ردیف

ڈھب تخلص مُہران نام۔ نازک بدن خوش اندام۔ خوبصورت نیک سیرت بنکو انعال سترہ اٹھارہ برس کا سن وسال بقول حسن ؎ مصرعہ ؎ جوانی کی راتین مرادون کے دن ؎ نشۂ حسن مین سرشار۔ مگر ہنوز لذاید دنیوی سے مہجور و برکنار کوئی ہمسائی پردہ نشین یون شکر شکن سنی گئی ہے۔ گو حرف آشنا نہین مگر ہمسایہ کی موزون طبعون کے فیض سے ایسی ہوگئی ہے کہ معاملہ بندی مین گاہ گاہ بول اُٹھتی ہے یہ کلام اُسکا اس تذکرہ مین برا ے یادگار درج ہوا ؎

ڈھب بنگیا تو آئینگے دل اپنا مت گڑھا		بید مصب لگی ہے دلپہ محبت کی تیر کی چوٹ

ذال نقطہ دار کی ردیف

ذلیل تخلص کسی کنیز باتمیز کا تھا۔ جو میرزا سلیمان شکوہ بہادر کی غلامی مین تھی گو اُسکا نام نوبہار تھا۔ مگر تخلص کی رعایت سے اشعار نحش ریختی زبان کے کہتی تھی۔ دو شعر اُسکے تذکرہ لکھے جاتے ہین ؎

مین فرشتہ کی بھی سنتی نہین ناصح کیا ہے		اپنے کرتوت پہ جسدم کہ مین آجاتی ہون
تمسے اللہ رکھے اپنی امان مین تم تو		ہمسی پریون کو بھی دیوانہ بنا لیتے ہو

راء بےنقطہ کی ردیف

راعیہ دلی مین سیتارام کے بازار کیطرف کوئی چھپی بچی اس تخلص سے اپنا رنگ جمکاتی ہے۔ مگر اسکے کلام مین شوخی کم پائی جاتی ہے۔ شاید اسکو کوئی پورا اُستاد نہین ملا جو اسکا کلام چمکا رہا ؎

تنبیہ بعد انطباع رسالہ ہذا تحقیق ہوا کہ۔ یہہ شاعرہ دراصل شیخ زادی کسی ڈاکٹر کی بیٹی ہے۔ اور اسکا نام رابعہ ہے۔ اب اسکی عمر ۲۶ برس کی ہوئی کسی حکیم صاحب کے عقد نکاح مین منعقد ہے۔ انگریزی ڈھنگ کا کشیدہ وغیرہ خوب بناتی ہے ؎

ہوتی نہ محبت تو یہہ آزار نہوتا	دل عشق کی عقدے سے خبردار نہوتا
دی اپنی محبت مجھے ای بار خدایا	کردو دل زار کا آزار خدایا
الہی سب گنہ سے پاک کرکر	مجھے لیجا الہی تو جنت کے در پر

رعنائی تخلص قدسیہ بیگم نام کا ہے وہ تھی طرحدار آپ بھی لیکن وہ رہ نہ سکتی تھی اچھی صورت بن ٹھن کے اسکا صرف ایک شعر ہاتھ آیا۔ اور کچھ حال نہ کھلا ؎

کمبخت کیسی آنکھ لگی اور دکھ ہوا	مین جانتی تھی آنکھ لگی دلکو سکھ ہوا

زای منقوطہ کی ردیف

زہرہ ابتک اس تخلص کی پانچ سحر بیانون کا کلام جادو انضمام ہاتھ آیا ہے۔ ازانجملہ ایک شاہ دہلی کی بیگمون مین کوئی عورت نصیبن نامی تھی۔ جسکو زہرہ کا خطاب ملا۔ اُسنے اُسیکو تخلص مقرر کیا۔ قبل از غدر یہ شاعرہ موجود تھی ؎

بوسہ دینگے نہ وہ تجھے زہرہ	مُنہ لگاتا ہے کون سائل کو
دل ہے مین ہو۔ تو کاہیکو کوئی بیتاب ہو	ساغر خون کیلئے یہ دیدۂ پرآب ہو
باغ ہو آب رواں ہو اور شب مہتاب ہو	ساقی مہوش ہو۔ می ہو جلسۂ احباب ہو

دوسری کوئی انبالہ کی محبوبۂ بازاری ہے۔ جو غدر کے بعد دہلی مین بھی آئی تھی۔ اسکی غزل ایک شفیق نے بند کو عطا کی ہے ؎

آدمی آؤ! خدا کے واسطے	رحم فرماؤ خدا کے واسطے
زلفین سلجھاؤ خدا کیواسطے	جی نہ الجھاؤ خدا کیواسطے

یہ تمہارا جان نثار اب مرچلا	دیکھتے جاؤ خدا کیواسطے
جب گئے گھر اُنکے تو کہنے لگے	جاؤ جی جاؤ خدا کے واسطے
جانچاتی ہے تمہاری ہجر مین	اب لپٹ جاؤ خدا کیواسطے
غیر سے ملکر نہ چار آنکھین کرو	کچھ تو شرماؤ خدا کیواسطے
چال بگڑتی ایکی ایجان !مت چلو	راہ پر آؤ خدا کے واسطے
تو وہ آتے ہین کوئی کہتا نہین	اٹھ گھبراؤ خدا کے واسطے
کیون ہو زہرہ سے خفا اے ماہ رو!	کچھ تو بتلاؤ خدا کے واسطے

تیسری اتھی جان نامی کشمیرن مقیم کلکتہ شاہد بازاری- شاگرد- مولوی عبدالغفور خان صاحب نساخ صاحب تذکرہ سخن شعرا یون محفل سرود گرم کرتی ہے +

کیا کسی ہوش کا زہرہ اسکو بھی ہے انتظار	دیدۂ عاشق کیصورت ہی جو بیدار آئینہ

چوتھی سماۃ لطیفن طوایف کرنال سے تھی۔ جو شاگردہ جناب تقدس مآب مولوی ظہور علی صاحب المتخلص بہ ظہور مغفور دہلوی کہ ضلع سکول ریواڑی کے مدرس اول فارسی تھے ہے- غرضیکہ اس شاعرہ کا حال ایک مہربان کرنال سے یون ارقام فرماتے ہین + زہرہ تخلص لطیف جان نام ماہ جمال مہر تمثال فارسی مع قواعد جانتی تھی- اور اردو کے فقرات رنگین و دلچسپ خوب لکھتی تھی- فارسی گفتگو بھی بہت صاف بامحاورہ کرتی تھی- الحق ہزار دو ہزار آدمی مین مستثنیٰ تھی- ۱۸۸۸ء مین اس تنگ نائے چار آخشیجی سے عالم جاودانی کو رہگرا ہوئی" تمت الکلام ذ تاریخ میرے عنایت فرما مولوی ذوالفقار حسین صاحب غنی دہلوی نے اس شاعرہ کی تاریخ وفات یون موزون فرمائی ہے +

لطیفا آن زن علامۂ عصر	شنیدستم کہ مُرد آن ماہ ثانی
سخن فہم و سخن سنج و سخنور	بہ مفتونان نمودی مہربانی

لطیفہ گاہ بذلہ گاہ شعرے
دریغا آن گلِ گلزارِ خوبی
بہ ٹیڑی کوہ مرگ اوکشیدہ
ہزار افسوس بر تنہائی او
بیامرزاد اورا رحمتِ حق
غنی بیجست از پیر خرد سال

چنان میداد دادِ زندگانی
دریغا آن گلِ باغِ جوانی
اجل قطعش نمودہ زندگانی
ہزار افسوس بر بے خانمانی
مباد اورا عذابِ آنجہانی
ندا آمد۔ دریغا از جوانی

المختصر اُسکا سخن اُسکی لیاقت کا گواہ ہے ؎

دو پر تو کیا تھے ۹۔ ہوتے اگر ہزار پر
وہ رقیب روسیہ بیٹھا ہے کیا دلبر کے پاس
پاس ممسک کے دھرا ہے کیسئہ زر اسطرح
اشکِ گرم ہرگز نہ نکلے جبتلک ہو دونہ درد
نہ بزم مین کوئی دلسوز ہو اگر اپنا
غضب ہی طعن کیا آج اُسنے ہی زہرہ

پروانہ کرتا شمع پہ سارے نثار پر
ہے مگر بار سیاہ یہ گنج زر کے پاس
جسطرح پتھر دھرا ہو دیکر کوئی پتھر پاس
ہے کسیکے غم مین تو آخر یہ گوہر بار شمع
جلے وہ بزم لگے ایسی انجمن مین آگ
لگے الٰہی دل و جان طعنہ زن مین آگ

پانچوین زہرہ تخلص کا امراؤ جان نام ہے بی چھٹن جسکا عرف اور شہر لکھنؤ مین بہ بازار چوک مقام ہے۔ میرزا آغا علی شمس کی شاگرد خاص ہے۔ بلکہ ایک لکھنوی صاحب سے سُنا ہے کہ شمس معروف کو زہرہ کی والدہ سے ربط با اختصاص ہے۔ اسی نظر سے اُنہون نے زہرہ و مشتری کو اسطرح تعلیم دی ہے ؛ امیر اللہ تسلیم کے دیوان کلیات مین خط فارسی بنام زہرہ و مشتری شایع ہوا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ دونون منہ پھٹ اپنے ایسے شفیق اُستاد سے منحرف بھی ہو گئیں چنانچہ وہ رقعہ بحنسہ نذر احباب ہے اُسنے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ضرور شمس کو انکے گھر مین کسی سے لگاؤ ہے واللہ عالم بالصواب ؛

نامهٔ تسلیم زہرہ و مشتری

عطارد رقم زہرہ و مشتری
با وج سخن نوری و انوری

زہرہ خداوند خورشید و ماہ
بمانید بر اوج اقبال و جاہ

ز تسلیم آوارہ و خستہ تن
بسمع رضا بشنوید این سخن

کہ اینک ز یارِ وفادار خویش
شنیدم کہ آن ہر دو فرخندہ کیش

ز آغا علی شمس ہم شدند
بنوعے پریشان و پر غم شدند

ز منزل گہِ عیش و آرام خویش
ز ایوان فرخندہ فرجام خویش

بنامہربانی بیرون کردہ اند
ز تیغ ستم خون درون کردہ اند

ندانم کدامی خطائے برفت
کزو بر سرش این جفائے برفت

بظاہر بجز لطف و عیش مدام
برو ہست ہر نہی منکر حرام

بہ تہذیب اخلاق نام آورست
سخن دان سخن گو سخن پرورست

بعلمِ بدیع و معانی بیان
سبق بردہ از شاعرانِ جہان

شما را بیاموخت شعر و سخن
خبر داد از خوب و ناخوبِ فن

بجان داد تعلیم عقل و تمیز
بخدمت بسر برد عمرِ عزیز

فراموش کردن حقِ استاد
بود در سیاہی بدار المعاد

گرفتم کہ رند سیاہ کار ہست
خداوند خود را گنہگار ہست

غفور است پروردگارِ جہان
شما را تعصب نباید چنان

گہے فکر باید با فعالِ خویش
دمے شرم باید ز اعمال خویش

ہمہ وقت رقص و سرود و غنا
ہمہ شب فسوق و فجور و زنا

بجا گفت پیغمبر نیک فال
بقرآن کجا کرد ایزد جلال؟

زانصاف دوست نزد خرد
شمارا بدین پایہ و اعتبار
وگرنہ بسے فحبہ در لکھنوست
نپرسد کسے را کسے درجہان
بنازید برخود کہ اندر زمن
بدلسوزی کو آب و گل ست
رخ صاف کاغذ سیہ ساختم
دگر سر کوباشم کہ برحال کس
چہ من چہ بیانم چہ تقریر من

جفا بر کسے کو بجان پرورد
رسانید شمس فلک افتخار
گرانیقدر عزت و آبروست
بتعظیم و تکریم و نام و نشان
شمار شما ہست در اہل فن
ز ارباب معنی مرا حاصل ست
بہرزہ خیالی بپرداختم
بگستاخ کاری برآرم نفس
ہمہ پوچ تقریر و تحریر من

بہرکیف یہہ رنڈیان نہایت منہ زور مشہور ہین۔ اکثر اُردو زبان کے اخبارون مین اُنکے مباحثے مسطور ہین۔ اچھے اچھے اُستادون پر طعن کرتی ہین۔ شاید تخلص کے اثر سے آسمان پر پاؤن دھرتی ہین۔ دیکھو ایک جھگڑا انکا اشرف الاخبار دہلی مطبوعہ ۱۰ جولائی ۱۸۶۶ع مین آیا ہے ✚ مشفق مہربان محمد میرزا خان صاحب اشرف الاخبار دہلی زاد عنایتہ۔ بعد اشتیاق ملاقات کے یہ عرض ہے کہ۔ آغا علی شمس جو منطق مین آج کل اپنے سے بہتر کسیکو نہین جانتے اور ادب و ریاضی و نجوم مین کسیکو نہین مانتے۔ اُنھون نے لکھنؤ مین زہرہ و مشتری دو رنڈیون کو علم موسیقی و عروض و قافیہ تعلیم کیا ہے۔ اور انکو خدمت حضرات آساتذہ مین گستاخ کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اودہ اخبار نمبر ۲۶ مین انکی غزلین اور باتین اُستادی منشی حسید اللہ ین صاحب سب زان کے جوابمین دیکھین۔ اور زیارت غزل آغا صاحب کی بہی۔ جو جواب اُستاد الاستاد۔ مرزا اسد اللہ خان صاحب غالب مد ظلہٗ کی ہوگی۔ اور یقین ہے کہ طبع حق پسند و سخن شناس پر حقیقت انکی شرافت

واہلیت اور علم وفضل اور سخن فہمی کی کھل گئی ہوگی - اور حضرت مناظرہ سے کل گئی
ہوگی - خیر مختصر یہ ہے کہ - ہرچند مین جانتا ہون کہ - اپکا مذہب صلح کل ہے - اور
مجادلہ ومناقشہ ومباحثہ سے آپکو نفرت بالکل ہے - لیکن اگر ان سب باتونسے
قطع نظر فرماکے میری خاطر سے صرف ان غزلون کو اپنے اخبار مین طبع
فرما دیجے تو سخنوران حق پسند کو سخندانی آغا معلوم ہو - اور حقیقت اُنکی سخن
فہمی کی مفہوم - فقط اور ہان حضرت کو زہرہ ومشتری کی تقریر اور آغا شمس کی
تحریر سنائی اور دیکھائی تھی - اُنہون نے ہنسکر یہ قطعہ انوری کا پڑھا اور
یہ بات فرمائی " بھائی کیا کرون مجکو فلک بہرہ اور کواکب سپہر سے کہنا نہین
ہے مجھسے انکا کیا کہنا

قطعہ انوری

نے مراہست از کواکب فیض	نے مراہست از فلک بہرہ

(اسکا دوسرا شعر فحش ہے اسواسطے درج کتاب نہین ہوا)

الرقم
نور محمد خان عطارد

اطلاع یہ کتاب تذکرۃ النساء ہے اس سبب سے غزلون متذکرۂ رقعہ بالا کو درج
نہین کرتا - صرف زہرہ ہی کی غزل نقل کرتا ہون +

حیا سے ہین وہ جو آنیکے قابل — تو ہم خوف سے کب ہین جانیکے قابل
کرو خون سے میرے تم ہاتھ رنگین — یہ مہندی ہے صاحب لگانیکے قابل
رہے عمر بھر قید کنج قفس مین — کہان بال و پر ہم ہلانیکے قابل
سکندر کو دی آبرو تنے صاحب — ہوا آئینہ منہ دکھانیکے قابل
رقیب سیہ رو کو نامہ نہ لکھو — وہ حرف غلط ہے مٹانیکے قابل
ہوئے ہین تر شرم سے دست مرجان — نہین تمسے پنجہ ملانیکے قابل
عبث وصل جانان کی ہے جو کہ ہین عاشق — غم و رنج فرقت ہی کھانیکے قابل

مفصل کہون ماجرا حاسدون کا
جو ہون جمع سارے زمانہ کے قابل

نہ کہہ زہرہ اُسکی غزل پر غزل تو
کہ سوزان نہین مُنہ لگانے کے قابل

فی الجملہ اب وہ اشعار زہرہ مشتری شعار کے لکھے جاتے ہین۔ جو سبیل ڈاک خاص اس تذکرہ کے واسطے آئے ہین ؎

دلمین تجکو پری لقا سمجھا
زلف کو تیری مین بلا سمجھا

تو نے ہر ایک کی سنین باتین
میرا مطلب بھی کچھ بھلا سمجھا

اپنی اپنی ہر ایک کہتا ہے
کوئی میرا نہ مدعا سمجھا

تیرے آنیکو اے صنم واللہ
درد کی اپنے مین دوا سمجھا

سب میرا حال سن کے ہین پرغم
تو نہ کچھ یار بیوفا سمجھا

میتے واللہ دی دعا تمکو
تو خدا جانے دلمین کیا سمجھا

ہائے بیفائدہ خراب ہوا
عشق کی مین نہ انتہا سمجھا

بدگمان تجھ سے یار ہی زہرہ
شکر کو تیری وہ گلا سمجھا

ہمسے سخنِ عجز سنایا نہین جاتا
ہمسے کبھی روٹھے کو منایا نہین جاتا

صد شکر کہ طفلی سے جو آنیکا سن آیا
اب ہمسے ترا ناز اُٹھایا نہین جاتا

ہوتا نہین کچھ کام بھی اُس پردہ نشین سے
آیا نہین جاتا تو بلایا نہین جاتا

ہم معرکۂ عشق مین شیرانہ کھڑے ہین
میدان سے اب پاؤن ہٹایا نہین جاتا

دیوانہ ہو جو کوئی مرے حسن پری پر
تا جنس سے دل اپنا لگایا نہین جاتا

کچھ آج عجب حال ہے سینہ مین جگر کا
سامان اب اچھا ہمین پایا نہین جاتا

کیا روزِ قیامت مین زبان اپنی مین کھولون
بگڑی ہوئی باتون کو بنایا نہین جاتا

مین بندۂ ناچیز۔ وہ ہین حسن کے سلطان
زہرہ انہین گھر اپنے بلایا نہین جاتا

سو بوسے گردئے ہین تو دس اور دیجئے
تسبیح مین ضرور ہین دانے شمار کے

چٹکلہ ایک لکھنؤ کے وضعدار باوقار مسمی نیاز احمد متخلص بہ محزون۔ اس شاعرہ کے مکان پر تشریف فرما ہوئے۔ تو زہرہ نے یہ مصرعہ سنایا :

سیر فلک کو ہم کبھی تنہا نجائینگے

محزون یون جواب دہ ہوئے :

زہرہ کے ساتھ جائینگے یا مشتری کے ساتھ

یہ سنکر دونو اچھل پڑین۔ حضرت کا مُنہ چوم لیا۔ گویا یہ صلہ دیا : بہار مطبوعہ دفعہ ثالث مین چھپا ہے کہ "مشتری کی تحریر سے معلوم ہوا کہ پانچ برس سے اس شاعرہ نے کسی رئیس عالیخاندان سے عقد کرلیا" +

زینت متخلص باسم اور اسم بامسمی۔ میرزا ابراہیم بیگ مقتول کی قاتل جسکو کبھی دلی کے بازار مین کمال رونق تھی قریب چالیس برس کے گزرے کہ۔ اپنے مقتول کی منظور نظر ہوکر لکھنؤ کو چلی گئی۔ بہار کا مولف کچھ اسکے خلاف لکھتا ہے مگر بخار مین یہی دیکھا ہے۔ بہرکیف یہ شعر اُسکا یادگار ہے۔ جسکی کئی کتابون مین تکرار ہے :

حیال ماہرو ہے اور ہم ہین	شب مہتاب ہین ناصح زینت

ژاء فارسی کی ردیف

ژاژ متخلص کی کوئی عورت بازاری ایسے شعر کہتی تھی :

ورنہ پچھتائیگا سن کہتی ہے ژاژ	ژاژ گوئی سے تو پیارے باز آ

سین مہملہ کی ردیف

سردار متخلص سردار بیگم نام متوطن لکھنؤ مقیم اٹاوہ کا ہے یہ عورت اصل مین لکھنؤ

سے کے کسی شریف خاندان کی ہے۔ مگر غدر کے بعد بیوہ ہوکر پہلے کانپور پھر قنوج
گئی۔ اور اپنی بیٹی مسماۃ کاظمی بیگم کو ناچ گانے کی تعلیم دلوائی۔ اور ڈیرہ دارون مین مل
گئی۔ اب اٹاوہ مین مجرے کراتی ہے۔ سازبجواتی ہے۔ یہ عورت گو ناخواندہ ہے۔ مگر شعر
کہتی ہے۔ طبیعت موزون رکھتی ہے۔ جو کہتی ہے اوروں سے لکھوا لیتی ہے۔ اسکی بیٹی
اکثر اسکی غزلین گاتی ہے۔ سردار مین ابتک شرافت کی بو پائی جاتی ہے۔ بانکی ٹیڑھی
بنی ہے۔ دل لگی بازی مین یکی ہے۔ میرے ایک مہربان مسافرانہ اور سیاحانہ اٹاوہ
گئے۔ تو دو چار ہی روز کی صحبت مین اسکا ایسا پتلا حال ہوا کہ کچھ عرصہ کے بعد دلی
مین چلی آئی۔ مغل متذکرہ ردیف میم نے اسکی دعوت کی۔ بندہ بھی وہان موجود تھا۔
خوب جلسہ دیکھا۔ کاظمی وغیرہ کا گانا سنا سردار کے شعر سنے۔ آدھی رات تک محفل کا
لطف اُٹھایا۔ پھر ہر ایک شخص نے اپنے اپنے گھر کا رستہ لیا۔ ابتک میرے عنایت فرما
ان محبوبون سے خط و کتابت رکھتے ہین۔ انھین کے ذریعہ سے یہ شعر بھی ملے ہین جنکو
ہم یہان درج کرتے ہین ؎

تنبیہ سبحان اللہ بہار مطبوعہ دفعہ ثالث مین خواہ مخواہ لکھدیا ہے کہ پہلے تو شین تھی
اب میم ہے۔ ناظران تحقیق طلب انصاف فرمائین۔ چمن انداز کی نقالی اور اوسپر بہتان
بندی ہٰذا منہ عفی اللہ عنہ

لگا یا مینے جو تم سے دلکو تمہاری دلبر یہان نہوگا
سے خوف مجکو اکیلے گھر کا کہ ہوگا دہا نہ گزارہ کیونکر
لگا یا گل سی جو دلکو تیرے تو کچھ دلمین تو اپنے بلبل کے
کتابین پڑھی ہین یہ نا ممنے اسے شیخصاحب!
کیا ہے سردار تحکو وحشت شفیع ہونگے رسول داور
وہ تو ہمارا سیگئے بیٹھے بٹھائے دل

اُٹھائی صدمے ہین جتنے ہم نے جہان مین کسپر عیان نہوگا
مدد کو میری جو لطف یزدان ندیم و ہمدم وہان نہوگا
ہین چند روزہ بہار دن کے گل تمہ روز خزان نہوگا
چھپاؤ ہمسے حال دلکو نہان یہ عشق بتان نہوگا
جو زاہد ہسے برہ کہ محشر زمین نہوگی زمان نہوگا
ہرگز نہ کوئی آپ سے اپنا پھنسا دل

آتی نہیں ہے نیند شب ہجر مین مجھے
ہے کوئی ایسا اُسے میرا پھیر لائے دل

فریاد کر رہا ہون مین گھڑیال کی طرح
یارب وہ خود جلے جو ہمارا جلائے دل

بجرم مجکو یار نے مارا ہے دوستو
اب دل ہی دلمین کہتا ہون فریاد ہائے دل

سردار روز حشر کو اُٹھکر کہیگی یہ
عاشق کہان سے سنگ کا اپنا بنائے دل

دل مرا اُٹھ گیا زمانہ سے
موت آئے کسی بہانہ سے

نہ لگی آنکھ سحر تلک مجھے یاد اپنی دلا گئے
میرے پاس سے وہ چلے گئے مری دلکو لیکے ملا گئے

بیان مین کیا کرون تمسے نہایت بیقراری ہے
پھنسا ہے دل مرا اُسسے مجھے اب نیستی بھاری ہے

کڑی منزل بہت ہیگی مجھے اب خوف بھاری ہے
وہان کیونکر گزر ہوگا یہان اب شاک جاری ہے

اندھیری گور ہووے گی نہ کوئی دوسرا ہوگا
ملیگا وہ صنم کیونکر ہمین اب انتظاری ہے

فرشتے آگے پوچھینگے کہو سردار سوتی ہو
پڑھو کلمہ محمد کا چلو اب فضل باری ہے

تریا چلتر کا نمونہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین کاظمی عرف منتھن۔ بنت سردار کا ایک خط اپنے خواہندہ کے نام آیا کہ سردار نے انتقال فرمایا۔ بحالت بیماری ایک غزل لکھی تھی۔ اور نزع کی حالت مین یہ مصرع فرمایا:

ہم دم سے گئے ہمدم کے لئے ہمدم کی قسم ہمدم نکلا

ہمنوا عاشق اُسکے ہوتے بیٹھے
دل سے صبر و قرار کھوتے بیٹھے

یاد ہمکو اُسیکی ہر دم ہے
دار فانی سے ہاتھ دھوتے بیٹھے

صورت اُسکی نظر نہ آئیگی
دل ہی دلمین کڑھا کر روتے بیٹھے

یہ ہی حشر مین کام آئیگا
کلمہ مصطفےٰ پڑھتے بیٹھے

نکلو [illegible] تراب یہ لازم ہے
نام رب کا جپا کرتے بیٹھے

ہان وہ خط بندہ نے بھی پڑھا۔ بڑے سوز و گداز کا بھرا ہوا تھا۔ بلکہ مینے اُسکی تاریخ وفات کی فکر کی۔ تو یہ فقرہ پایا۔ (بفیض ربانی کفیل) ۱۲۹۳ اور اُنکے یارون نے تو خوب

ماتم داری کی - گریہ وزاری کی - فاتحہ دلوائی - چہلم کیواسطے روپیہ بھجوائے - پس روپیہ کی رسید پر اَور ہی شگوفہ کھلا - یعنی سنر ازندہ وسلامت تھی - یہ تو یاروں کی صرف دل لگی تھی + میرے نزدیک یہ بھی روپیہ لینے کی ایک چال تھی - سچ ہے - تریا چلتر جانے نہ کوئی خسم مار کرستی ہوئے "

سلطان

سلطان تخلص سلطان بیگم نام - دختر نواب معتمد الدولہ بہادر لکھنوی کا تھا - جو ظریف وذہین صاحب دیوان گزری ہے - اور شیرین کلامی کی دادیوں دیگئی ہے +

کب تک یہ تیری ہجر کے صدمے اٹھائے دل	ڈر ہے یہی کہ جان سے اپنی نجائے دل
قاتل نے کب کہا تھا کہ آنکھیں لڑائے دل	آخر یہ میری جان پہ آئے بلائے دل
تھی وہ نگاہ یا کوئی ناوک کا تیر تھا	ملتے ہی آنکھ رہ گیا میں کھکے ہائے دل
سینہ اگرچہ داغوں سے معمور کیا ہوا	خالی ہے تیرے واسطے عشرت سرائے دل
سلطان غزل اک اَور بدلکر ردیف لکھ	پر شرط ہے کہ لفظ گل آئے بجائے دل

شین کی ردیف

شرارت تخلص امیرجان نام - بنت چھوٹے خاں - کنچن دہلوی +

تحقیق کنچن کے لفظ پر خیال آیا کہ عوام الناس کل کسبیوں کو کنچنیاں کہا کرتے ہیں - اور پنجابی انکو کنجریاں بولتے ہیں - دامن کوہ یعنی اضلاع ڈیرہ دون وغیرہ میں پاتراؤں کے نام سے پکاری جاتی ہیں - کہیں امجنیاں کہلاتی ہیں - مگر اسکی کچھ اصلیت نہیں کھلتی - کہ کیا بات ہے - صرف اسقدر تو مجھکو دریافت ہوا ہے کہ - ہندوستان میں شیوع اسلام سے پہلے - جو ہندیاں قاصہ تھیں - انکو پاترا - گائنان اپچھرا - اور گندھربیاں وغیرہ کہتے تھے - سنسکرت میں انکو بارید و لکھا ہے - اور جب سے اس ملک میں مسلمانوں کا تسلط ہوا - اور انہوں نے کسی وجہ خاص سے مسلمانیوں کو پیشہ کرنے کی اجازت دی - پس جس قسم کے فرقہ مذکور سے اسنے تعلیم پائی - اسیکے نام

سے شہرت کمائی- یا جس جس قوم کی مسلمانیاں اُنمیں آئیں- اُسی اُسی کی فرقے اُنکے بنتے گئے- چنانچہ اب یہ نام اُنکے مشہور ہیں + کنچن کنجر- نٹ - رمجنے - پاتر- راوت- دھیوت- اور ڈھیسے وغیرہ ؛

انکے علاوہ اگراب کوئی اور چھنال اپنے گھر بار سے جدا ہو کسب عام اختیار کرے- تو اُسکو خانگی کہتے ہیں- اور یہ لوگ جبتک دعوت وغیرہ لیکر اُسکو اپنے میں شامل نہ کریں- اُسوقت تک اُسکو حقیر جانتے ہیں- گو وہ کیسی ہی متمول یا صاحب ہنر کیوں نہو- اور خانگیوں کے لواحق اُنسے یعنی کنچنوں سے ملنا ننگ سمجھتے ہیں- بلکہ گھنگرو بند کھلانا بھی عار جانتے ہیں- وہ اپنے تئیں شریف گنتے ہیں- اور اُنکو ذیل +

ان دونو سے بڑھکر تیسرا فرقہ چھنالوں کا ہے- جو نہ تو سرکاری دکھائی میں جائیں نہ اسپتالوں سے غرض رکھیں- بالا ہی بالا مزے لوٹیں- اور اِن دونو سے بڑھ کر خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے ؛

آمدم بر سر مطلب غرضیکہ یہ کنچنی متھرا- آگرہ- اور ٹونک وغیرہ کی سیر کرکے ابھی آئی ہے- آگرہ کے مجموعۃ الاشعار میں بھی اسکی ایک غزل چھپ گئی ہے- یہ دوسری غزل لاجواب ٹونک کے اخیر مشاعرہ کی خاص اُسکی زبانی سنکر اس تذکرہ میں درج ہوتی ہے اُسکا بیان ہے کہ گو میں پہلے شعر کہتی تھی مگر میاں امیر اللہ صاحب تسلیم اکبرآبادی مقیم متھرا کی شاگردی سے یہ رتبہ حاصل ہوا کہ سو پچاس غزلیں کہہ لی ہیں" ؛

در حقیقت اسکا سن سال تیس سے اوپر ہے- علم سے بے بہرہ ہے ہاں کچھ حرف شناس ہے گاتی ناچتی بھی ہے- چاوڑی کے بازار میں ایک کوٹھے پر رہتی ہے- ظاہرا خلیق معلوم ہوتی ہے- مشاعرہ مذکور کی طرح کا مصرعہ یہ ہے- جسکا پیش مصرعہ اس شاعرہ نے خوب چسپاں کیا ہے ؛

	جو نہ کرنی تھی ہماری سادہ اس دل نے کی	

[illegible] ہمارا مجموعہ [illegible] ہیں جو [illegible] گویا چار برس بعد چھپی ہے- اسکو [illegible]
[illegible]

ایسی مجھپر رات مشکل فرقتِ قاتل نے کی
ساتھ میرے صبح مر مر کر مری مشکل نے کی

روسیاہی شب کو اپنی شعلِ محفل نے کی
ہوگئی گُل ۔ ساق و جب بزم میں قاتل نے کی

آرزوئے بوسہ گر دلمیں کسی سائل نے کی
ہوگئی تدبیر در پردہ لبِ سکے سِلنے کی

سینکڑوں منزل عدم سے آگے وحشت لیگئی
خاک اب عنقا کریگا فکر میرے ملنے کی

سایہ میرا مشعلِ برقِ تجلی ہوگیا
یہ نظر پہ نور مجھپر کس مہِ کامل نے کی

دور تھی ۔ لیکن ہمارے ضعف پر کچھ رحم کر
پیشوائی سینکڑوں منزل میری منزل نے کی

بس نہیں چلتا ہے یا رب کیا کریں ناچار ہیں ؟
جو نکرنی تھی ہمارے ساتھ وہ اس دل نے کی

ایسی دریائے بلا میں غرق ہے کشتی مری
توبہ جسکے نام سے ای ناخدا ساحل نے کی

اسکو تم جوہر نسمجھو اپنے رہنے کے لئے
تیغِ قاتل میں جگہ خونِ رگِ بسمل نے کی

گرمئی سوزِ جگر سے ہوگیا ہوں جل کے خاک
یہ شرارت آتشیں رخسار سے قاتل نے کی

شرفن نامی کانپوری رقاصہ کا صرف یہ ہی کلام نظر سے گزرا ۔ جو نذرِ احباب ہوا ۔ اسکا اور احوال نکھلا ؛

رات کو ایسا چڑھا نالہ فلک سے ہل گیا
کیا کہوں عرشِ معلّی تک بھی سارا ہل گیا

یاد رکھنا خود بخود طبقہ الٹ دونگا ہیں
کوچۂ سفاک میں مجھسا اگر بسمل گیا

ڈھونڈتا کب سے ہوں دلکو کچھ پتا لگتا نہیں
اشک کر ریلے میں شاید دل بھی اپنا رل گیا

دور سے قاصد پھرا ناشاد ۔ وہ آیا نہ ہاتھ
کیا کرے قاصد بچارا تو کئی منزل گیا

سوجھتا کچھ بھی نہیں تجکو بھلا کیا کیجئے
جسکو سمجھا تھا برا شرفن اُسی پر دل گیا

شرم تخلص کا چھوٹے صاحب نام ہے ۔ اور اسکا لکھنؤ میں مقام ہے ؛

مردے زندہ ہوگئے پازیب کی جھنکار سے
ہر قدم پر حشر برپا ہے تری رفتار سے

یہ کس رشکِ مہ کا نظارہ ہوا ہے
کہ خورشید آنکھوں کا تارا ہوا ہے

مری جان یہ کسکو گوارا ہوا ہے!		ملے غیر سے یار آنکھوں کے آگے

شرم تخلص اور شمس النساء نام۔ بنت حکیم قمر الدین۔ شاگرد خواجہ وزیر کا ہے۔ ۳۱ شاعرۂ بنارسی الاصل لکھنوی المسکن صاحب دیوان عروض و قافیہ داں کے چند شعر لکھتا ہوں انہیں سے اسکی شیریں کلامی خوش بیانی ظاہر کرتا ہوں

دماغ عرش پہ اس خاکسار کا پہنچا		جو تری کاکل مشکیں کی بو صبا لائی
کہ شاخ گل سے بھی نازک ہے یار کا پہونچا		پڑے جو عکس گل تر ہزار بن جائیں
خوشی ہو خط ترے اب گلعذار کا پہنچا		مثال غنچہ تو کیوں دل گرفتہ ہے اے شرم
کیوں مرے پانو میں پہناتی ہیں زنجیریں دو		پہلے ثابت کریں اس وحشی کی تقصیریں دو
پڑ گئیں پانو میں میرے وہیں زنجیریں دو		دونوں زلفوں کا تری آیا جو وحشت میں خیال
آج خلعت مجھے پہناؤ کہ جاگیریں دو		کہا قاصد نے کہ لایا ہوں میں پیغام وصال
شربت وصل میں ترے ہیں یہ تاثیریں دو		درد دل دور ہوا سینہ کی سوزش بھی گئی
شرم کیا خوب یہ سوجھیں ہمیں تدبیریں دو		یا بہانہ سے بلائیں اسے یا خط ہی لکھیں

شیر

شیر تخلص جگن نام۔ بنت بندا طوائف۔ ساکن جلیسر ضلع متھرا مقیم کوئل عرف علیگڑھ کا ہے۔ جو میرے عنایت فرما میرزا امیر بیگ صاحب میرزا تخلص دہلوی رونق افزائے کوئل کی صحبت سے شعر کہتی ہے۔ یہ مقطع اس ذکی کا ہے جو سنا سنایا یاد رہگیا

غزالان حرم سے اڑ کے چشم یار میں آئے		شیر ایسا کچھ افسوں پڑھ کہ شوخی قید ہو جائے

شوخ

شوخ تخلص گنا بیگم نام زوجۂ نواب عماد الملک غازی الدینخاں بہادر نظام مرحوم وزیر عالمگیر ثانی کا ہے۔ بعض تذکرہ نویس اسکو تخلص نام شاگرد میر قمر الدین منت لکھ گئے ہیں۔ اور کسی نے اسکا تخلص منتظر قرار دیا ہے۔ ایک کا قول ہے کہ یہ شاعرہ علی قلی خان شش انگشتی کی بیٹی نظام کی منکوحہ ہے۔ میر سوز اور رفیع السودا

ملک شاید ردیف کی رعایت الف پر لکھی گئی ہے۔ ۱۲ مصنف عفی اللہ عنہ

سے اصلاح لیتی تھی۔ ایک شاعر اپنی کتاب میں اسکا نام زیب النسا لکھتا ہے۔ یا شاید کسی کاتب یا مصحح کی غلطی ہوئی ہو۔ کیونکہ نگہت سا محقق اور ایسی غلطی کرے۔! خیر میر قطب الدین صاحب باطن اکبرآبادی اپنے نغمۂ عندلیب میں اس نازک خیال کی نسبت یوں نغمہ سرائی فرماتے ہیں۔ "گنا بیگم ازخاندانِ عصمت جناب نواب عمادالملک غازی الدین خاں دختر علی قلی خاں نظام تخلص"؛ خاکسار ہیچمدان کا فہم ناقص اس فقرہ میں کئی جگہ سرگردان ہے۔ اوّل تو یہ کہ۔ نظام تخلص کسکا تھا؟ آیا علی قلیخاں کا یا گنا بیگم کا اور یہ دونو تو ہم غلط ہیں "دوم" ازخاندان عمادالملک کے معنی ظاہر نہیں کرتے کہ یہ اُس نواب کی بیگم تھی؛ سبحان اللہ اسی برتے پر حضرت اپنے مسکن کو فخر دہلی اور حسد دہلی کہتے ہیں۔ دلی والوں پر زبانِ طعن دراز فرماتے ہیں۔ کیا کیا عمدہ فقرے نئی نئی ترکیب کے گھڑتے ہیں۔ شیفتہ و آزردہ و مومن و وحشت و صاحب و غالب علی کل غالب تک پر منہ آتے ہیں؛ بہر کیف شاعرہ موصوفہ کے لطائف دیکھئے۔ اشعار پڑھئے۔ ان فتنہ انگیز باتوں سے درگزرئیے؛

حکایت ایک دن کا مذکور ہے جو تذکرہ میں مسطور ہے کہ۔ نواب صاحب باغ میں تشریف لائے۔ بیگم صاحبہ کو سیرِ چمن میں مصروف پایا۔ فرمایا کہ۔ "چلو بارہ دری میں بیٹھکر سیر کریں۔ جواب ملا کہ حضور تشریف لیچلیں لونڈی بھی حاضر ہوتی ہے"۔ غرض کہ نواب صاحب تو جا لیٹے۔ فوراً باغ کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا نے خوابِ نوشین کا شربت پلایا۔ اتنے میں بیگم صاحبہ بھی درآمد ہوئیں۔ آپکو سوتے دیکھ واپس چلیں۔ مگر اُنکے پاؤں کی آہٹ سے غزالِ خواب رم کرگیا۔ نواب صاحب نے معاً یہ مصرعہ فرمایا؛

آکر ہماری نعش پہ کیا کر چلے

اُس حاضر جواب نے کہا؛

خوابِ عدم سے فتنہ کو بیدار کر چلے

تنبیہ ہمنے یہ حکایت بہارستان ناز مطبوعہ دفعہ اول سے نقل کی تھی مگر اب تحقیق ہو گیا کہ یہ شعر میرزا عظیم اللہ بیگ عظیم شاگرد حاتم کا ہے ۔ واللہ عالم ۔ بہار آرا نے یہ حکایت کہاں سے نقل کی تھی دیکھو تذکرہ گلشن بیخار ؛

روایت ایک روز نواب صاحب نے یہ شعر موزوں کیا ؛

سر سے پاؤں تک سفیدی آگئی تسپر حال ۔ شمع سی ہمنے نہیں دیکھی کوئی بوڑھی چھنال

اسکا جواب اس بدیہہ گو سے پایا ؛

پردۂ فانوس میں رکھتی ہی عصمت کو سنبھال ۔ کاٹ لو اسکی زباں جو شمع کو بولی چھنال

اب اسکے اشعار پُر مذاق ملاحظہ فرمائے ؛

نیم بسمل نہ چھوڑ جاتا تھا ۔ ہاتھ ایک اور بھی لگا ناتھا

ہماری خاک پہ اُس گل نے جب گزر کیا ۔ دم مسیح نے سر سے آنتک ا رکیا

یا الٰہی یہ کس سے کام پڑا ۔ دل تڑپتا ہے صبح و شام پڑا

شمع کو چہرۂ دلدار سے کیا ہی نسبت ہے ۔ کیونکہ یہ ہے رخ خنداں وہ ہے روتی صورت

شب کو میاں طلب ہیں تیری ہم بھٹک بھٹک ۔ جوں حلقہ در پہ رگڑے ہے سر کو پٹک پٹک

میری بھی مشت خاک کا کچھ پاس ہے ضرور ۔ اے جامہ زیب جائیو دامن جھٹک جھٹک

مقابل ہو اگر کبھی ترے مصری چبا جاؤں ۔ تری آنکھوں نے بخشی کرے بادام کھا جاؤں

آیا نہ کبھی خواب میں بھی وصل میسر ۔ کیا جانئے کس ساعت بد آنکھ لگی تھی

ابر چھایا ہے مینھہ برستا ہے ۔ جلد آ جا کہ جی ترستا ہے

لے اُڑی طرز فغان بلبل نالاں ہمسے ۔ گل نے سیکھی روش چاک گریباں ہمسے

شمع کی طرح کون رو جانے ۔ جسکے جی کو لگی ہو سو جانے

قتیبوں سے وہ جسدم ہنس کر تجھے رو برو میرے ۔ مری ہر مژہ سے آ درد جگر موتی پروتی تھی

ترے منہ کی تجلی دیکھکر کل رات حیرت سے ۔ زمیں پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع روتی تھی

جسطرح لگی دلکو مرے چاہ کسیکی ف۱
اسطرح نہ لگیو مرے اللہ کسیکی

اس زلف دراز اپنی کو عالم نکتر دی
کیا فائدہ جو عمر ہو کوتاہ کسیکی

نے نامہ پیغام زبانی نہ نشانی
حالت سے کوئی کیونکہ ہو آگاہ کسیکی

عندلیبوں کو وہ گلزار مبارک ہووے
ہمکو یہ سایۂ دیوار مبارک ہووے

راتدن جس لئے روتے ہو سو اللہ کرے
ایکدن تمکو وہ دیدار مبارک ہووے

جھوٹھ کہتا ہے تو قاصد یہ بانی پیغام
مجکو باور نہیں جب تک نشانی آوے

مجھسے کرتی ہی رہی زلف کجی کیا کیجے
دل میرا لیکے یہ کہتی ہی رہی گیا کیجے

بغیر دیکھے تیرے اتو نہیں رہتی چشم
اسکی تدبیر کہو اتو اجی کیا کیجے

جی تک بھی اگر چاہو تو سو اس نہیں ہے
کچھ اور جو ڈھونڈو تو مرے پاس نہیں ہے

اب خواب میں ہی وصل ترا ہوئے تو ہووے
ظاہر میں تو ملنے کی ہمیں آس نہیں ہے

یار پردہ میں ہے اور عیش سے مایوسی ہے
نقش پا تک بھی مرے در پہ جاسوسی ہے

شیرین

شیرین تخلص اور بیگا نام ہے۔ اس شاعرہ کا لکھنو مقام ہے پہلے میر محمدی سپہر سے ہم مشورہ رہی۔ پھر شیخ امداد علی بحر کی طبع مواج سے لب ریز سخن ہو کر صاحب دیوان ہو گئی۔ اسکی کئی غزلیں فارسی اور اردو کی بندہ کے پاس ہیں۔ جنکے چند اشعار اپنے موقع پر لکھے ہیں۔ سخن فہم ملاحظہ فرمائیں اور اسکی ذہانت کی داد دیں ؂

سنتا ہے کون کس سے کہوں ماجرائے دل
بہتر یہ ہے نہ کوئی کسی سے لگائے دل

کیونکر رہیں حواس بجا جو قابو سے جائے دل
ای کاش موت آئے کسی پر نہ آئے دل

باتیں وہ دلفریب ادائیں وہ دلربا
ایسی پری خصال پہ کیونکر نہ آئے دل

کیونکر اسے نکال کے سینہ سے پھینکدیں
زلفوں میں پھر کسیکی نہ مجکو پھنسائے دل

الفت بھی چاہئے پہ ذرا دیکھ بھال کر
ہر شعلہ رو کو چاہے تو جو جلے بن جلائے دل

ف۱ یہ لفظ آجکل محاورہ میں اسطرح مستعمل ہے مگر پہلے کسو کی بولتے تھے اس شاعرہ نے بھی اسکو داڑھی سے باندھا مگر ہمنے سہو کرنے سے لکھدیا ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

بیمہر و بیمروت و ناآشنا ہو تم
تمسے خدانخواستہ کوئی لگائے دل

شیریں کا یہ کلام ہے ہر وقت ہر گھڑی
جسکو خدا خراب کرے وہ لگائے دل

پریزادوں میں تم مشہور ہیں مشہور دیوانہ
اگر تم شمع محفل ہو۔ تو بندہ ہے پروانہ

گرا جو ہاتھ سے ساقی کے شیشہ ہوگیا ثابت
ہماری زندگانی کا ہوا لبریز پیمانہ

کہیں عشق حقیقی ہے کہیں عشق مجازی ہے
کوئی مسجد بناتا ہے کہیں بنتا ہے بتخانہ

ہو میدان قیامت میں بھی دور ساغر مل کا
رہے آباد یارب حشر تک ساقی کا میخانہ

نہیں مسند تو کیا پروا۔ خدا پر اپنا تکیہ ہے
فقیری میں بھی اے شیریں مزاج اپنا ہے شاہانہ

اشعار متفرقات از غزلیات معدودہ

اُسنے جب مستی لگائی اور جوبن ہوگیا
برگ گل اعجاز لب سے برگ سوسن ہوگیا

آنکھ اُٹھا کر ادھر اُدھر دیکھا
ہر طرف تجکو جلوہ گر دیکھا

لخت دل آئے شاخ مژگاں پر
نخل الفت کا یہ ثمرہ دیکھا

دہن یار کا بوسہ نہیں ملتا دلکو
چشمۂ آب بقا پر ہے سکندر بیتاب

دلمیں جگہ بنائی ہے رہنے کی آپ نے
حیراں ہوں مثل آئینہ آئی کدھر سے آپ

ہوئی ہے ہمیں زلف و ابرو کی الفت
مقدر میں تھی سانپ بچھو کی الفت

چمکتے ہیں گیسوے افشاں کے ذرے
ہوئی شاخ سنبل کو جگنو کی الفت

خفا کیا جانکر سے مجھے اپنا
دلمیں رکھو غبار کیا باعث ؟

وہ عالم ہے تیرے گورے بدن میں
جو دیکھے چاند۔ آجائے گہن میں

خدا جانے کیا دلمیں ہے بدگمانی ؟
میرے ہاتھ کا پان کھاتے نہیں ہو

شیریں تخلص ہے اُس اسم با مسمی سخن گو معنی فہم کا۔ جو نواب شاہجہاں بیگم صاحبہ والی ریاست بھوپال ادام اللہ سلطنتہا صاحب دیوان ہیں۔ مولوی حسیب الدین احمد

شیریں

صاحب ذیست مرحومہ فارسی گو آپکے کلام پاک کو پاک نظر سے فرماتے تھے۔ اگر حضور کے اوصاف ہمایوں تحریر کرنے چاہوں۔ تو ایک دفتر بھروں پھر بھی یکے از ہزار نہ لکھ سکوں۔ اس سبب سے فرط ادب اُسکے لکھنے کی اجازت نہیں دیتا مجبور ایک غزل تبرکاً نذر احباب ہے

خالق ہے خدائے سحر و شام ہمارا
مشہور اسی نے یہ کیا نام ہمارا

پیدا ہوئے ہم اُمتِ محبوبِ خدا میں
برتر نہو کیوں پایۂ رتبۂ اسلام ہمارا

آتی ہے ہوا سر دگھٹا اُٹھتی ہے گھنگھور
منگواؤ صراحی مئی و جام ہمارا

بیتابیٔ دل اُسکے بھی دلمیں تو اثر کر
مدت سے یہی تجھسے ہے پیغام ہمارا

اے باد صبا تو ہی تن زار کو لے چل
گلزار میں آیا ہے وہ گلفام ہمارا

ہم کرتے ہیں حج کوچۂ دلدار کا اپنے
ہے چادرِ تن جامۂ احرام ہمارا

غرقتمیں تیری ساتھ دیا اپنا اُسی نے
کام آیا بہت یہ دلِ ناکام ہمارا

پہلی سی رکاوٹ نہیں ہے نظرِ لطف
آغاز سے بہتر ہوا انجام ہمارا

کافر کیا مجکو۔ تری اس زلف نے کافر
اس لام نے کھویا ترے اسلام ہمارا

دنیا میں بڑا شور ہے شکر شکنی کا
شیریں جو تخلص میں ہوا نام ہمارا

شیرین تخلص شیریں و حیدنام لکھنوی شاعرہ کا ہے۔ رسالہ سیر سیاح میاں اللہ داد خانصاحب صاحب لطائف غیبی سے معلوم ہوا کہ۔ یہ رقاصہ محبوبہ ہنوز اپنا ناز و انداز دکھارہی ہے۔ اور اس طرز پہ غزل طرازی کرتی ہے

فصل گل آتی ہے اے دستِ جنوں دھیان رہے
ٹکڑے دامن ہو سلامت نہ گریبان رہے

دل پسا جاتا ہے قدموں تلے صاحب کے
یاں تو آہستہ سے رکھنے کا ذرا دھیان رہے

تری صورت پہ نظر ہو ترے قدموں پہ ہو سر
تری الفت میں مروں میرا یہ ایمان رہے

خانۂ جسم سے یہ کہکے سدھاری مری روح
اپنے گھر جاتے ہیں۔ تھوڑی یہاں مہمان رہے

کیوں حضور آپ نے وعدہ ہی پہ ٹالا برسوں — کسی شب آ کے نہ گھر میں مرے مہمان رہے

اب یہ خالق سے شب و روز دعا ہے شیریں — کہ سدا دینِ محمد مرا ایمان رہے

آرزو کوئی نہ بن آئی فلک کے ہاتھوں — دل بیتاب میں لاکھوں مرے ارمان رہے

صادِ سعفص کی ردیف

صاحب

صاحب تخلص امتہ الفاطمہ نام مشہور بہ صاحب جی۔ غارت سے پہلے پورب سے طلوع ہو کر جلوہ افروز دہلی ہوئی۔ حکیم مومن خانصاحب مومن مرحوم سے اپنی بیماری کا علاج چاہا۔ مگر یہاں یہ نقشہ ہوا ۵ مژدہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہے یعنی حکیم صاحب حکمت کا رستہ بھول از خود فراموش ہو۔ نسخہ عشق کا درس شروع کر بیٹھے اس وفادار نے بھی اپنے مریض و طبیب کو برابر ایک سال تک خوب ہی دل کھول کر شربتِ وصل پلایا۔ جب فریقین کو صحتِ کلی و تشفی دلی حاصل ہو گئی تو یہ دلربا لکھنو کو چلی گئی۔ حضرت نے نسخہ مثنوی قول غمیں کا اسکی مفارقت کے بیان میں خوب موزون فرمایا ہے۔ اپنے فیض صحبت سے اس محبوبہ عاشق نواز کو شاعرہ بھی بنا دیا ہے۔ اب نہیں معلوم کہ یہ زندہ ہے یا مر گئی۔ مگر یاروں کی یادگار کیواسطے یہ کلام چھوڑ گئی ہے

رقیبوں کا جانا کہاں دیکھتا تو — سما یہ مرے گھر میں آیا تو دیکھا

کنہ کیا ہا صنم کے نظارہ میں زاہد! — یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا

کھولے ہیں اسنے پیرہن یوسفی کے بند — لے کر رکھے نسیم سے کہدو تیا دل

نظر ہے جانب اغیار دیکھئے کیا ہو؟ — پھری ہے کچھ نظر یار دیکھئے کیا ہو؟

جو خطِ جبیں کا مرے کاتب ہے اسی کو — دکھلانا مرا نامۂ اعمال الٰہی!

صاحب جو بنایا ہے۔ تو مانند زلیخا — یوسف سا غلام اک مجھے دیجیو الٰہی!

صادر تخلص نواب صدر محل صاحبکا ہے انکا اور کچھ حال عاصی سراپا معاصی کو معلوم نہیں ہوا صرف اتنا سُنا کہ اس شاعرۂ لکھنوی کا ایک دیوان بنام بادشاہ نامہ اور ایک نامہ اسم گلدستہ تصنیف ہوچکا ہے ہنوز مشقِ سخن جاری ہے۔ یہ غزل اُسکی بطریق یادگاری ہے ؎

جوشِ جنوں میں اُس دن سب سے رہا الگ لگ — ہیں مثلِ حباب الگ لگ لوگ جدا الگ لگ

لینے بلائیں لینے کو ہاتھ بڑھائے جب اُدھر — مُنھ کو پھیر کے یار نے مجھسے کہا الگ لگ

شمع جلانے آئے ہیں۔ آج وہ میری قبر پر — چلیو خدا کیواسطے بادِ فنا الگ الگ

خاک ہو زندگی بھلا تیرے مریضِ عشق کی — میں ہوں دوا سے دور درد مجھسے دوا الگ لگ

ہجر میں جو خاک اُڑی۔ اُنکو ہوا نہ کچھ اثر — نالے گئے الگ لگ آہِ رسا الگ الگ

حسرت و آرزوئے وصل دردِ مصیبتِ فراق — سب کا ہے لطف الگ لگ سبکا مزا الگ لگ

صادرؔ دہ کم نصیب ہوں ہجر میں گر اُٹھاؤں ہاتھ
بابِ قبول سے رہے میری دُعا الگ لگ

صنم تخلص کی درگا نامی اکبرآبادی ایک مغنی ہے۔ جو اس زمانہ میں بنام درگا بائی شہرت رکھتی ہے۔ کسی راجہ کی سرکار میں گانے پر نوکر ہے۔ اور نہایت متمول ہے میرے دو تین دوستوں نے جنھوں نے اُسکی صحبت کا حظ اُٹھایا ہے۔ اُسکی لیاقت اور حسنِ اخلاق کی بہت تعریف کی ہے۔ ایک مہربان نے اُسکا تخلص القط بتایا تھا۔ مگر کلام اوّل اوّل معلوم ہوتا ہے۔ بہرکیف یہی کلام اُسکا اسوقت موجود ہے ؎

چھپایا گر رخِ پُرنور اپنا
رومال کے لباس میں ابر آکے پایا

جیئے گا طالبِ دیدار کیونکر
پانی پیا کیا میری چشمِ تر آب سے

صنوبر تخلص امیر جیونی نام سے جو ۔۔۔ شہر کی طوائفوں میں کوئی کنجری تھی۔ جو

سلے صنوبر کو ہم بعد مرگ اسکا دیکھتے ہیں۔ کیونکہ جناب الراپ اس شاعرہ سے واقف ہوں اول یا دوسری دفعہ میں اسکا ذکر کیا ہوتا۔ اب دفعہ ثالث میں حسن انداز کی نقالی سے سخن سازی کی دن کرتی ہو ۱۲ اسد علی آلنسہ

مدت تک دہلی میں رہکر رہگرائے عقبی ہوئی۔ بہار بیوں۔ مذکور ہے کہ یہ شاعرہ نواح قدم شریف مدفون ہے۔ سنہ ۱۲۱۹ ہجری میں اسنے اپنی جدائی کے داغ کا گل کھلایا تھا۔ مگر گلدستۂ سخن اسکا ابتک اسی طرح تازہ ہے

زندگی تک کے یار ہیں وہ لوگ	مرگئے پر یہ آشنا کسکے
دل نہ دے انکو تو خدا کو مان	اے صنوبر یہ بت بھلا کسکے

ضاد ضطغ کی ردیف

ضرورت تخلص شرف النسا نام زوجۂ میرزا کوچک مرحوم نسل تیموریہ سے تھی

سرسبز رہے باغ سادینِ نبی کا	ملکی مدنی ہاشمی و مطلبی کا
یارب ہے شاداب ہمیشہ چمن دین	ملکی مدنی ہاشمی و مطلبی کا

ضیا تخلص ضیائی بیگم نام۔ زوجۂ حکیم نور علی۔ لکھنوی۔ بقول صاحب بہار یہ شاعرہ فاضلہ عربی و فارسی زبانوں میں بھی شعر کہتی تھی۔ باسٹھ برس سے زیادہ عمر کی ہوکر عازم ملک بقا ہوئی۔ یہ نمونہ اسکی ریختہ گوئی کا ہے اور اچھا ہے

تمہارا ہمسے۔ ہمارا تمسے۔ نہ اٹھ سکیگا عتاب ہرگز

اٹھے تو کیونکر اٹھے ہا بتاؤ کہ۔ تم ہو نازک میں ناتواں ہوں

میں ہوں دنگ خلق کہ کہتی ہے مجکو غاب	اسکو بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی
میںنے پوچھا قتل مجکو کیجئے گا کس طرح	بولے غفلت سے کبھی۔ گاہے نگاہِ تیز سے
سوتے میں شب جو پیچ کھلے زلفِ یار کے	دعوی دروغ ہوگئے مشکِ تتار کے
شمشاد گر د سایۂ قامت چمن میں ہیں	خورشید و مہ شعاع ہیں خسارِ یار کے
بیوجہ بوشراب کی منھ میں نہیں ضیا!	چوسے ہیں ہونٹ تمنے کسی بادہ خوار کے

طا مہملہ کی ردیف

طلب مجہول الحال کسی عورت کی یہ مقال ہے ؎

طلب کو طلب تھی جو دیدار کی	کھلی رہگئی آنکھ بیمار کی ؎

ظائے معجمہ کی ردیف

ظرافت جو گلستان سخن میں مسطور ہے۔ وہی یاں بھی مذکور ہے کہ یہ ظریف ایک پردہ نشین ہے جو کبھی شوخ رویوں اور دلبروں کے زمرہ میں شمار کیجاتی تھی ؎

اسکے لب ہیں شراب سے بہتر	جسن ہے آفتاب سے بہتر

عین بنیقطہ کی ردیف

عابد تخلص نواب مراد بیگم صاحبہ مرحومہ عابدہ فاضلہ کا تھا۔ جو نواب محمد یوسف علیخاں بہادر مغفور والی رامپور کی دختر نیک اختر تھی۔ اور نواب زین العابدین خاں بہادر حال فوجدار راج سوائی جیپور کی محل خاص شمار کیجاتی تھی۔ علم و فضل میں گویا زیب النساء یعنی مخفی ثانی تھی۔ چنانچہ دبیر یکتا شاعر بیہمتا منشی محمد علی جویا مرادآبادی مقیم جیپور اپنی کتاب سرو غیبی یعنی خیابان تاریخ میں زیب ارقام فرماتے ہیں۔ "میں اُسیکے خرمن فیض کا خوشہ چین ہوں۔ اور یہ نمکینی کلام اُسیکے مطبخ سخن کا فیض ہے" ؎ الغرض بیگم صاحبہ مرحومہ دیوان فارسی و اُردو اور نیز مثنوی شکار کے بیان میں یادگاری کے لئے چھوڑ گئی ہیں۔ مگر افسوس کہ میری نظر سے ابتک اس عابدہ عارفہ فاضلہ کا ماہ کا کلام نہیں گزرا مجبوراً سکا وہی شعر لکھنا پڑا جسکا آخری مصرعہ بے کم و کاست اسکی تاریخ وفات ظاہر کرتا ہے۔ اور جویا موصوف نے اُسکو یوں تضمین فرمایا ہے ؎

یہ کرامت اُسکی ہے جویا کہ خود فرمادیا	(تا قیامت رحمت خلاق باری قبرکو)

کُھتے ہیں اے لاغری ہم رنگ گندم گو کہ جو ۱۲۶۶	ہے شکن گندم کی بس کافی ہماری قبر کو

تاریخ گوئی کا بیان

تمہید

ناظرانِ علم دوست کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے کہ۔ گو بندہ نے اپنے تذکرہ گلدستۂ نادر الاذکار میں رفرالبلاغت درج کی ہے۔ وہاں سے تاریخ گوئی کا ڈھنگ بھی کچھ اخذ ہو سکتا ہے۔ اور نیز میرے مہربان میر عباس صاحب نے ایک سالہ بنام استخراج التواریخ چھپوا دیا ہے۔ پس یہاں زیادہ توضیح کی کچھ حاجت نہیں تھی۔ الا جو یا ممدوح کی کتابِ لاجواب مسطور میں عجیب عجیب باتیں نظر آئیں۔ بے اختیار دل چاہا کہ۔ اُسکا لبِ لباب بھی نذرِ احباب ہو۔ پس نادر زیادہ گو عرض کرتا ہے +

عام باتیں جنکی واقفیت تاریخ گو کو لابدی

ایسے چند حرفوں کے اجتماع کو تاریخ کا مادہ کہتے ہیں جنکے عدد جو جمل کے حساب سے حاصل ہوں سنہ و سال مطلوبہ کے برابر ہوں +

اب عام ہے کہ جملہ جسکو مادہ قرار دیا ہے موزوں ہے یا ناموزوں یعنی پوستہ ہو یا پراگندہ +

سب سے بہتر وہ مادہ ہے جو اُس واقعہ پر دلالت کرتا ہو جسکی کہ۔ وہ تاریخ ہے۔ مثلاً میرزا رفیع السودا نے کسیکے باغ کی تاریخ میں کیا خوب کہا ہے +

سر عدو سے بہارش بریدم و گفتم	بگلشن تو الٰہی گزند و سے نرسد

مادہ تین طرح کا ہوتا ہے۔ کامل۔ ناقص۔ زاید

کامل جیسے مرآۃ خیالی اس کتاب کا نام ہے ۱۳۱۲ +

ناقص جسکے عدد کچھ کم ہوں اور باشارۂ لطیفہ اُسیکو کوئی حرف بڑھا کر سنہ مطلوب

نکالیں۔ جیسے جناب مرزا قربان علی بیگ صاحب سالک مدظلہ العالی نے بندہ کے تذکرۂ نادر الاذکار کی تاریخ یوں موزوں فرمائی ہے۔ اور اس عمل کو تعمیہ کہتے ہیں +

تراوید و میسر گشت کامش	زرشح کلک نادر نقش نادر
نہادہ نادر الاذکار نامش	برائے سال تالیف از سر فہم

زائد وہ مادہ ہے کہ جسکے عدد اعداد مطلوبہ سے زیادہ ہو جائیں۔ اور اُسکو بکنایۂ فصیح کم کریں۔ اس عمل کا نام تخرجہ ہے۔ جیسے بندہ کے شجرۂ خاندان تیموریہ کی تاریخ چھپی ہے +

ہست تاریخ غیرت گلزار	بے سر بغض اے نکو سیرت

یاد رکھو کہ چند باتیں فن معمّا کی تاریخ گویوں نے مان رکھی ہیں جو تعمیہ و تخرجہ کے عمل میں مستعمل ہیں فہرست میں انکا حاضر رکھنا ضروریات سے ہے +

تعمیہ و تخرجہ اکثر دو حرفی سہ حرفی لفظ کے ایک حرف سے کیا کرتے ہیں۔ پس سر کلمہ کے حرف کو ابتدا۔ اول۔ لب۔ دست۔ چشم۔ رُخ۔ دہان۔ دندان روے۔ زبان۔ بینی۔ پیش۔ شاخ۔ سینگ۔ راس۔ سر۔ جعد۔ چوٹی۔ وغیرہ الفاظ سے تشبیہ دیتے ہیں +

دوسرے حرف کو کہ وسط کلمہ ہو ان ناموں سے یاد کرتے ہیں +

وسط۔ اوسط۔ درمیان۔ میان۔ کمر۔ ضمیر۔ دل۔ جگر۔ قلب۔ شکم۔ پہلو بازو۔ ناف۔ وغیرہ +

تیسرے حرف کے یہ نشان مقرر ہیں جو اکثر کلمہ کا اخیر ہوتا ہے +

انجام۔ پا۔ پس۔ پایان۔ انتہا۔ حد۔ آخیر۔ دُم۔ پاشنہ۔ زانو۔ وغیرہ +

اگر میں ان سب کی مثالیں لکھوں۔ تو طول فضول ہو۔ مختلف شاعروں کی تاریخیں دیکھو سب کی مثالیں ظاہر ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ +

جمل کا حساب اس نظم سے ظاہر ہے۔ اور ابجد۔ ہوز۔ حطی۔ کلمن۔ سعفص۔ قرشت۔ ثخذ۔ ضظغ۔ ان آٹھ کلموں میں عربی کے اٹھائیس حرف موجود ہیں۔ انکے مقابلات (ٹ پ چ ڈ ڑ ژ گ) کے اعداد بھی انہیں کے مطابق شمار میں آتے ہیں مخلوط الہا حرفوں کے عدد انکی ترکیب کے موافق گنے جاتے ہیں۔ کہ بیانیہ وغیرہ کے اکثر پچیس سمجھے جاتے ہیں +

نکتہ منتخب التواریخ والہ سلطان محمد عادل عرف عدلی سور کے ذکر میں لکھتا ہے کہ اضافت کے ہمزہ کا ایکعدد شمار کر لیتے ہیں +

تو ابجد سے حطی تک ایک ایک گن	مگر تا بہ سعفص دے دس دس بڑھا
پھر آگے سے سو سو قرشوں کرکے پا	دل اپنا جمل سے لے نادر چھڑھا

خاص سرودغیبی کی اصطلاحیں

واضح ہو کہ اب شاعر تاریخ گوئی میں صنعتوں کو بہت کم برتتے ہیں۔ بلکہ اکثر تو سمجھ بھی نہیں سکتے۔ نظر براں چند صنعتوں کی تعریف مع امثلہ لکھتا ہوں +

صنعت صوری و معنوی جب مادہ کے اعداد سے ایک سنہ اور الفاظ سے دوسرے سن نکلیں۔ وہ اس نام سے موسوم ہوتا ہے۔ جیسا + یکہزار و دو صد ہشتاد و شش۔ تاریخ بنائے مدرسۃ العلوم علیگڑھ اٹھارہ سے پچھتر + جسکے حرفوں سے سنہ ۱۲۹۲ ہجری ظاہر ہیں +

اور جائز ہے کہ۔ خواہ دونوں طرح ایک ہی سنہ نکالیں +

صنعت تجنیس تجنیس کی ایک قسم تجنیس خطی یہاں کام آتی ہے کہ نقطوں وغیرہ کی تبدیلی سے سنہ پڑھے جاتے ہیں +

اٹھارہ سے پہتر و یا سہ میں مار

[illegible] بعض شاعر اس سنہ کو اس نام سے یاد فرماتے ہیں جیسے دن تاریخ مہینے کا نام ہو اور سالکے عدد وسال ظاہر

دیکھو اٹھارہ سے بہتر سنہ عیسوی ہیں ٭ ایضاً تین بیاسوں کی رسید کی تاریخ ٭

	سنہ تازہ شمسے بتا سے آئے	

پس سنہ بارہ سے بیاسی بھی اسکو پڑھ سکتے ہیں۔ اور عدد بھی مطابق ہیں ٭

صنعت مرصع جسکے مادہ کا ایک حرف نقطہ دار ہو اور دوسرا بے نقطہ ٭

تنبیہ علم بدیع میں اسکو صنعت رقطا کہتے ہیں۔ پس یہاں بھی یہی نام ہو تو مناسب معلوم ہوتا ہے ٭

	سال اسکا۔ بلند تر قسمت	

صنعت منقوطہ وہ مادہ ہے۔ جسکے سب حرف منقوط ہوں ٭

	شب خفت شفیق۔ ۱۸۷۲ء	

صنعت مہملہ جسمیں مادہ بے نقطہ ہو ٭

	کہ گردد مالک و سردار و سرور ۱۲۸۷ ہجری	

صنعت رعنا۔ اگر کسی ایک مادہ سے دو تاریخیں اسطرح نکالیں کہ اُسکے حروف منقوطہ سے ایک کامل تاریخ نکلے اور مہملہ سے دوسری۔ تو اُسکو اس نام سے نامزد کرتے ہیں۔ کیونکہ گلِ رعنا دو رنگا ہوتا ہے ٭ اسکی دو مثالیں چمن انداز کے آخیر پر بھی ہیں ٭

۱۲۸۲ھ	روضۂ فردوس و رشکِ صد جمالِ ہر ورق	۱۲۸۳ھ

صنعت موصل و غیر موصل جبکہ مادہ کے حروف موصل سے بھی تاریخ کامل ملے اور حروف مقطع سے بھی ٭

۱۲۸۲ھ	مثالِ نور جیتا باں عجب چراغ ادا	۱۲۸۲ھ

صنعت مقلوب کے مادہ کو چاہو جسطرح اُلٹ پلٹ کر پڑھو وہی پڑھا جائے ٭

۱۲۸۷ فصلی	گفتم برائے سالش۔ شاباش کلک شاباش	

صنعت تقسیم وہ ہے کہ عدد کے حصہ دو چند یا سہ چند لئے جائیں ٭

لے دال کردو چند سہ چند اُسکو پھر تیں ؛	۱۲۸۴ھ

یعنی اوّل اکائی میں دال کے عدد ۴ کو رکھا۔ پھر اُسکے دو چند ۸ کو پھر اُسی کے سہ چند ۱۲ کو لکھا ؛

تنبیہ ہمچمدان **نادر** نادان عرض کرتا ہے کہ۔ اگر اس صنعت کا نام **صنعت ضرب** رکھا جائے تو بہت ہی مناسب۔ اس نکتہ کو محاسب خوب سمجھ سکتے ہیں۔ اور میری راے ناقص کے موافق **صنعت تقسیم** کی مثال یہ ہو سکتی ہے ؛

بارہ کا پونہ اور چھٹا حصہ دیکھلو ۱۲۹۲ھ

یعنی پہلے بارہ کو سینکڑہ سمجھو۔ پھر اُسکے پونے یا تین چوتھائی یعنی نو کو دہائی بناؤ اور اُسی بارہ کو چھ پر تقسیم کر۔ دو خارج قسمت کو اکائی کی جگہ لکھو۔ تو اس کتاب یعنی مراۃ خیالی کی تصنیف و تالیف کے ہجری ۱۲۹۲ پیدا ہوں۔ فافہم ؛

صنعت اوائل جبکہ سر لفظ سے تاریخ پیدا ہو ؛

ہاتف حور و پری آدم گفت ؛ ۱۲۵۵ ہجری

انتباہ اس صنعت کی دوسری مثال بندہ اسی کتاب کی تالیف سنہ عیسوی میں یوں عرض کرتا ہے ؛

ہمدم عابد و ضیا۔ غافل اند ؛ ۱۸۷۵ع

گوہر چہار شاعرات کے تخلص ہیں۔ مگر اوّل و آخر کو تخلص نگردانو۔ تو گویا صحبتِ نسواں سے پرہیز کرنیکو ایک عمدہ نصیحت ہے اور تاریخ تالیف کتاب بھی ظاہر ہے ؛

صنعت فالی جبکہ کسی واقع کی تاریخ فال کے طور پر کسی کتاب سے دیکھی جائے جیسے اُمراؤ بیگم صاحبہ عابد کی تاریخ اُسکے کلام سے میر جو یا صاحب نے لکھی ہے ؛

صنعت ریاضی جسقدر قاعدے ریاضی کے مشہور ہیں۔ سب سے تاریخ پیدا ہو سکتی ہے مثلاً جمع۔ تفریق۔ ضرب۔ تقسیم۔ اربعہ۔ ستہ۔ کسور اعشاریہ خطائین

سلسلہ وغیرہ کے کل قاعدوں سے تاریخ بنا سکتے ہین۔ تمت مفاد کلامہ +

تنبیہ ذرّہ بیمقدار عرض کرتا ہے کہ اگر اسکو **صنعت حسابیہ** کے نام سے لکھتے تو مناسب تھا۔ کیونکہ یہ قاعدے حساب کے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ایک ہی مادہ مین دو تین عملوں سے کام لیا جاے جیسے تذکرۂ نادرالاذکار کی تاریخ مینے یوں لکھی ہے +

ولی کے دلمین جسکا ایک نشان ہے		ولی مضروب ہے مولی کے سر سے

ولی کے ۴۶ عدد مضروب اور سر مولی کے ۴۰ مضروب فیہ جنکا حاصل ضرب ۱۸۴۰ ہوا۔ ولی کا دل لام ہے جسکے ۳۰ عدد ہین۔ دونو کو جمع کیا تو مجموعہ ۱۸۷۰ سنہ مطلوبہ ہوئے اسکے ظاہر معنی مصطلح فقرا ہین۔ اہل دل اسکو خود جانتے ہیں تشریح کی حاجت نہیں +

صنعت ملفوظی جبکہ حروف ملفوظی ہی کے عدد لئے جائین۔ یا یہ کہو کہ حروف کے اسموں کے عدد لیں یعنی زبر و بینات دونوں کے عدد ملاکر تاریخ پیدا ہو +

سراج سعادت۔ ہے تاریخ اسکی + ۱۲۸۲ھ

سین۔ را۔ الف۔ جیم۔ سین۔ عین۔ الف۔ دال۔ تا +

۱۲۰ ۲۰۱ ۱۱۱ ۵۳ ۱۲۰ ۱۳۰ ۱۱۱ ۳۵ ۴۰۱ = ۱۲۸۲

تنبیہ اگر اس کو صنعت الاسما کہیں تو شایاں ہے کیونکہ اسمیں حرفوں کے اسموں سے کام لیا ہے اور ملفوظی صرف تیرہ حرفوں کا نام ہے (الف جیم دال ذال سین شین صاد ضاد عین غین قاف کاف لام) پس صنعت ملفوظی کا وہی مادہ ہو جسمین ان حرفوں سے کام لیا جاے اور کوئی حرف نہ آنے پاے۔ جیسے قلق تلق شغل کے بارہ سو اکہتر ۱۲۷۱ عدد ہین + یا یہ اعتبار تقطیع کے ملفوظی حرفوں کا لحاظ کیا جائے جیسے سوداً نے ایک جگہ نوّاب کی واو مشدد کو دو حرف خیال فرما کر بارہ عدد شمار کرلئے ہین +

یہ فتح نومبارک نوّاب نامدار + ۱۲۰۸ھ

مگر یہ غلطی ہے۔ اسکو کسینے جایز نہیں رکھا ✤

صنعت نادر اسمین شمار حروف کے عدد لیتے ہیں۔ جیسے الف مسمی کہ۔ اسکا شمار ایک ہے۔ پس یک کے تیس عدد لے لئے۔ جویا صاحب فرماتے ہیں کہ یہ صنعت بہت ہی مشکل ہے۔ اسمیں صرف مظفر خاں کرم اور مومن خاں مومن مرحومین نے ہی ایک ایک تاریخ لکھی ہے۔ اور کسی سے نہوسکی (مومن) ایسا نسبت (جویا) باخوشی ۱۲۷۰ ۱۲۶۴

تشریح مادہ اوّل کی یہ ہے ✤

حروف	ت	ب	س	ن	ن	ل	ی	ا
شمار	چہارصد	دو	شصت	پنجاہ	پنجاہ	سی	دہ	یک
اعداد	۳۰۳+۱۰	۶۱+	۶۱+	۹+	۳۰+			

= ۱۲۶۴ سنہ مطلوبہ ✤

اور مادہ ثانی کی تشریح سے ذہنی ہیز ہے ✤

جویا موصوف نے اس صنعت میں پچیس تاریخیں لکھی ہیں۔ میںنے صرف نمونہ دکھادیا ہے ✤

اس شاعر یکتا نے اس صنعت میں خوب ہی علم استادی بلند فرمایا ہے ✤

تنبیہ اگر اسکو صنعت شمار مسمی کہتے تو مناسب مقام تھا ✤

صنعت ایجاد جسمین لفظ مادہ کے اعراب کے بھی عدد شمار کرلین ✤

شہاب ثاقب کی تاریخ ✤

اسکی تاریخ صاف۔ تارہ ہے ✤ ۱۲۸۶

ت + زبر + ا + ساکن + ر + زبر + ہ + ساکن = تارہ

۴۰۰ + ۲۰۹ + ۱ + ۱۳۱ + ۲۰۰ + ۲۰۹ + ۵ + ۱۳۱ = ۱۲۸۶

تنبیہ میرے نزدیک اس صنعت کو **صنعت الاسماء الحروف والاعراب** کے نام سے یاد کیا جائے۔ تو نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کما لایخفی علی الفہیم ✤

صنعت بلیغ جبکہ شمار حروف کو بھی حروف فرض کرکے۔ اسکے عددوں سے تاریخ نکالیں۔ اور یہ سب سے مشکل ہے۔ آج تک کسی صاحب کا کل تاریخ اس قسم کی نہیں دیکھی گئی۔ یہ جویا کا ایجاد ہے ✤

ایک ہاتھی کی تاریخ ۞ اسکی تاریخ پیل ؁۱۲۷۲ سے جو یا ۞

پ	ی	ل	حروف مادہ
دو	دہ	سی	شمار حروف مادہ
چہار شش	چہار پنج	شصت دہ	شمار حروف شمار مادہ
۸۰۹ +	۲۶۴ +	۷۹۹ = ۱۸۷۲	سنہ مطلوبہ

تنبیہ لیکن دوسری تاریخ جو حضرت نے بلا تشریح لکھی ہے درست نہیں آتی ۞

ایمنہ ؁۱۲۷۲ سے نام یہ ہی سال ہے

ا	ی	م	ن	ہ	حروف مادہ
یک	دہ	چہل	پنجاہ	پنج	شمار

دہ۔ بست + چہار پنج + سہ پنج بی + دو پنجاہ سہ۔ یک پنج۔ دو پنجاہ سہ = حروف شمار کا شمار

۸۷ + ۲۶۴ + ۱۹۰ + ۲۲۱ + ۱۳۶ = ۱۲۸۲ اعداد

مگر اصل مین تو (۱۸۷۲) لکھے ہین۔ واللہ اعلم یہ مغالطہ کیونکر پڑا ۞

اغلب ہے کہ یہ کاتب کی غلطی ہو۔ مصنف صاحب نے (۱۲۸۲) ہی لکھے ہونگے ۞ اس

صنعت کا نام صنعت شمار مسمیٰ زیبا معلوم ہوتا ہے ۞

صنعت عجیب اسمین حرفون کے عدد بجنسہ حسب مراتب لکھے جاتے ہیں ۞

حال ؁۱۲۸۱ ۔ تاریخ ۔ احبا ۔ جو یا سال

ا	ح	ب	ا	حروف
ا	۸	۲	ا	اعداد
ا	۸۰	۲۰۰	۱۰۰۰	مراتب

پس ؁۱۲۸۱ ہجری حاصل ہوئے ۞

تنبیہ اسکا نام صنعت مراتب زیبا تو معلوم ہوتا ہے

صنعت غریب جسمین کتابۂ تعمیہ تخرجہ کیا جائے ۞

الف آخر ۔ اللہ اکبر ۔ کے لکھ

اللہ اکبر کے عدد ۱۲۸۹ ہوتے ہین۔ اور الف یعنی ہزار اسکے آخر بڑھایا۔ تو ۱۲۸۹ سال ہجری ہوئے ✦

تنبیہ صنعت التعمیہ و صنعت التخرجہ کو ناقص ہی نام سے یاد کیا۔ اور ان دونونکی مثالین اس بیان کے شروع ہی مین موجود ہین ✦

صنعت اشکال جسمین ملفوظی حرفون کے شمار کے عدد لئے جاوین ✦

	جامۂ عیش۔ اسکا سال ہوا	

جیم	الف	میم	ہا	عین	یا	شین	حروف ملفوظی
سہ دہ چہل یک سی	ہشتاد	چہل دہ چہل	پنج یک	ہفتاد دہ پنجاہ	دہ یک	صد سہ دہ پنجاہ	شمار
۲۱۲	۸۱۰	۸۵	۸۵	۵۶۰	۳۹	۲۲۹	عدد

جنکا مجموعہ ۲۰۱۹ اسمبت راجہ دھرم نیت بکرماجیت ہوتا ہے۔ اور سرود غیبی مین اسکی تشریح کے تحت۔ لفظ شین کے نیچے جو عدد (۲۶۸) لکھے گئے ہیں۔ وہ سہو القلم خیال کرنے لازم ہین۔ شاعر کی استادی اور اسکی صحت پر ہزار آفرین ہے ✦

ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ✦

تنبیہ اسکو صنعت شمار اسما کہیں تو بھی زیبا ہے ✦

یکحرفی تاریخ ✦ اسکی تاریخ کاف ہے جو یا ✦

تنبیہ کاف سے مراد کاف مرکب یعنے کہ ہے۔ پس یکحرفی نہین ہے

کاف
بست و یک ہشتاد پنج یک ها
۱۲۰۲ سنہ مطلوبہ ۸۵

ہاں یکحرفی کی مثال یہ ہے۔ جو شیخ محمد جان شاد نے کہی ہے۔ اور یہ شخص میر کلو عرش غفران الرشید محمد تقی میر کا شاگرد تھا اس مثال مین صنعت ضرب بھی آگئی۔ کمامر ✦

الف بگیر ز فرق اسیری من ✦ سہ مرتبہ بمضاعف مضاعف افزون کن ✦ سنہ ۱۲۱۴ھ

صنعت کمال جبکہ مادہ کے طاق طاق حرفونسے الگ تاریخ نکلے۔ اور جفت جفت سے الگ۔ گویا ایک مادہ سے دو تاریخین پیدا ہون ✦

فرخندہ وفرخ شود شادی بملک آید ہمی ۱۲۸۷ھ

حروف طاق

ف خ د و ر ش د ا ی م ک ی ب ی

۸۰ + ۶۰۰ + ۴ + ۶ + ۲۰۰ + ۳۰۰ + ۴ + ۱ + ۱۰ + ۴۰ + ۲۰ + ۱۰ + ۲ + ۱۰ = ۱۲۸۷

۱۴

حروف جفت

ر ن ہ ف خ و ش د ب ل ا د ہ

۲۰۰ + ۵۰ + ۵ + ۸۰ + ۶۰۰ + ۶ + ۳۰۰ + ۴ + ۲ + ۳۰ + ۱ + ۴ + ۵ = ۱۲۸۷

۱۳

تنبیہ سرود غیبی مطبوعہ مین اسکی تشریح بھی غلط چھپی ہے۔ افسوس کہ مصنف کی اسقدر جانفشانی یون رایگان جائے۔ مینے بڑی کوشش سے اسکو صحیح کیا ہے و اسکو صنعت الفرد والزوج کہنا درست معلوم ہوتا ہے و

صنعت زبر و بینات مادہ کے حرفون سے زبر کے اعداد بھی سنہ مطلوبہ ظاہر کرین۔ اور بینات کے عدد بھی و

نکتہ ہر شخص جانتا ہے کہ۔ ہر ایک حرف کا ایک اسم ہوتا ہے جسکا سر حرف وہی مسمی آتا ہے اسی کو زبر کہتے ہین۔ اور باقی کو بینات۔ جیسے حرف د کا نام دال ہے۔ پس د زبر ہے ال بینات۔ وقس علی ہذا البواقی و

حاصل کار مرا آرام کامل عمدہ مرد ۱۲۸۷ھ

سطر نمبر۱ زبر ح ا ص ل ک ا ر م ر ا

سطر نمبر۲ اعداد ۸ + ۱ + ۹۰ + ۳۰ + ۲۰ + ۱ + ۲۰۰ + ۴۰ + ۲۰۰ + ۱

سطر نمبر۳ بینات ا لف ال ام اف لف ایم ا لف

سطر نمبر۴ اعداد ۱۰ + ۱۱۰ + ۵ + ۸۱ + ۴۱ + ۸۱ + ۱۱۰ + ۱ + ۵۰ + ۱ + ۱۱۰

سطر نمبر۵ بقیہ زبر ا ر ا م ک ا م ل ع م د ہ م ر

سطر نمبر۶ اعداد ۱ + ۲۰۰ + ۱ + ۴۰ + ۲۰ + ۱ + ۴۰ + ۳۰ + ۷۰ + ۴۰ + ۴ + ۵ + ۴۰ + ۲۰۰

سطر نمبر۷ بقیہ بینات لف الف یم اف لف یم ام ین یم ال اہ ا ال

سطر نمبر۸ اعداد ۱۱۰ + ۱ + ۱۱۰ + ۵۰ + ۸۱ + ۱۱۰ + ۵۰ + ۴۱ + ۴۱ + ۵۰ + ۴۱ + ۱ + ۵۰ + ۱ + ۳۱

مجموعہ سطر نمبر ۲، ۴، ۶، ۸ = ۱۲۸۷

صنعت کامل جبکہ ایک مادہ سے چند تاریخین نکالین - اور چند مادون سے صدہا تاریخ استخراج کرین - تو اُسے صنعتِ کامل سمجھین ﴿ جیسے جویا صاحب نے دس شعر لکھے اور اُنسے بارہ ہزار تاریخین نکالین - اسطرح پر کہ - اوّل تو ہر مصرعہ تاریخی کہا ہے - پھر ہر شعر کے حروف منقوط سے اور نیز غیر منقوط سے جدا جدا تاریخ برآمد کی - پھر پہلے مصرعہ کے حروف معجمہ اور دوسرے کے مہملہ - اور اسیطرح اسکے عکس سے - الگ الگ تاریخ نکالی - پس یہ کل ساٹھ تاریخین ہوئین - مگر حضرت نے آگے ترتیب کے قاعدہ کو جاری فرمایا کہ - پہلا مصرعہ اخیر کے سب مصرعون سے ملے تو ۳۶۰ تاریخین بنین پھر اسیطرح باقی نو مصرعہ اولی مصاریع ثانی سے ضم ہون تو ۳۲۴۰ تاریخین ہوجائین پس یہانتک ۳۶۶۰ تاریخین ہوئین - پھر حضرت فرماتے ہین کہ مصاریع اوّل کو دوم فرض کیا - اور دوم کو اوّل - گو اس ترکیب سے ۳۶۶۰ تاریخین اور ہوجائنگی - مگر میرے نزدیک یہ سراسر تکلف بیجا ہے - الغرض کل ۷۳۲۰ ہوئین - اس تکلف سے بھی پوری بارہ ہزار نہین آئین - شاید مصنف صاحب نے کوئی تکلف اور دور از قیاس بھی کیا ہو - جو اس چھاپے کی سمجھ مین نہین آیا - کیونکہ حضرت نے اسکی تشریح بہت ہی کم لکھی ہے - خیر یہ کیا کم ہے ﴿

چامراج پریس بنگلور کا قاسم الاخبار نمبر ۵ جلد ۲۲ مطبوعہ ۱۱ - دسمبر ۹۶ء لکھتا ہے - کہ جناب عبد الحفیظ صاحب معجز بنگلوری نے یہ چھ شعر تاریخی اس پرچہ کی تعریف کے اسی صنعت کے لکھے ہین جنسے دس ہزار تاریخ نکلتی ہین - اور وہ یہ ہین ﴿

تاریخ بصنعت کامل متعلقہ صفحہ ۱۲۶ انجمن انداز

۱۰۰ — قاسم قرطاس ابتہ نور ہوا — ۱

۸ — حل گلشن مرہم سیتا ہد سوار — ۲۰۰

۵ — ہالہ مہ نور نما در کا بم تاب — ۲۰

	۵۰ ۔ نسخۂ درود جام کامگار ۔۔۔ ۲۰۰
۹ ۔ طالع خرسند بیاں لمع باد ۔۔۔ ۴	
	۷۰ ۔ عالم نشر گل و ماہ و وقار ۔۔۔ ۲۰۰
۴۰ ۔ مطلع نور جبیں و اہل کلہ ۔۔۔ ۵	
	۶۰۰ ۔ خندہ طور حصول کوہسار ۔۔۔ ۲۰۰
۳۰۰ ۔ شمع روشن بادہ و طالع صلح کل ۔۔۔ ۳۰	
	۸ ۔ حافظ رحم گل اکحل حصار ۔۔۔ ۲۰۰
۵۰ ۔ نشر قاسم مطلع کامل حام ۔۔۔ ۴۰	
	۶۰ ۔ سیف معجز للبلد روح نثار ۔۔۔ ۲۰۰
۱۳۰۰ میزان اواخر	۱۳۰۰ میزان اوائل

۱۳۰۰ ہجری نبوی کے دس ہزار مادہ اسطرح پیدا کرلو (۱) سر مصاریع (۲) ہر مصرعہ کا اخیر (۳) ہر مصرعہ تاریخی ہے (۴) اول و دوم مصرعون کے حروف منقوط (۵) غیر منقوط (۶) پہلے نیمون کے معجمہ حروف دوسرون کے مہملہ (۷) اول کے بے نقط ثانی کے نقطہ دار (۸) ہر ایک مصرعہ اولی کو باقی کے مصاریع ثانی سے ربط دیکر اعمال بالا جاری کرو ٭ تمت مفاد کلامہٗ

میرے نزدیک تو جو یا اس فن مین سب پر سبقت لیگیا ۔ جیسے معما کے فن مین صہبائی جنت ماوائی ۔ کہ ۔ اس ایک شعر سے ۵ چو آن مہ روئے خود از پردہ نمود ٭ دل از ما برد و آخر کرد نابود ٭ مین سے تین سو ساٹھ نام نکال گئے ہین ۔ یا علم قافیہ مین ع مولانا مرحوم نے ایک سالہ دو صفحہ خرد کا لکھا ۔ پھر اُسکی شرح چودہ جزو مین زیب ارقام فرمائی

سلہ اس رسالہ مسمیٰ بہ کافی در علم قوافی کا ترجمہ بندہ نے رسالہ نحو فارسی جناب ممدوح کے ترجمہ کے ہمراہ چھپوا دیا ہے ۔ اور اصل فارسی دونو رسالون کی جناب کے کلیات مین بھی شائع ہوئی ہے ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

سبحان اللہ حلم استادی ایسے ہی استاد بلند فرمایا کرتے ہین۔ یہی لوگ قیامت تک کو یاد کار چھوڑا کرتے ہین +

غرض دریا کو کوزہ مین بند کرنا اور قطرہ کو دریا بنانا اسی کو کہتے ہیں +

صنعت مسلسل جبکہ ایک مادہ کو بہت طرح پڑھ سکین اور اسکی بحر مین فرق نہ آئے اسکو مسجع بھی بولتے ہین +

حضرت نے اس صنعت مین دو شعر مہاراجہ جیپور کی صحت یابی بیماری چشم مین لکھے ہین۔ اور انکو چار دائرون مین لکھا ہے۔ پس وہ چونسٹھ طرح پر پڑھے جاتے ہیں + مگر آپکا ارشاد ہے کہ۔ یہ چھیانوے طور پر پڑھے جاتے ہین۔ وہو ہذا +

مہر سخا ماہِ کرم در عجب سرو قدری		یوسف لقا لیلی شیم عالی نسب نازک سری
۱۸۷۱ع		۱۲۸۸ہجری
روح وفا ثابت قدم اہل دل لقمان وشی		وصف ترا جو ید قلم اوج طرب آید بسی
سمت ۱۹۲۸		۱۲۷۸ فصلی

دائرہ کی صورت مجوزہ مصنف صاحب کی اصل کتاب مین ہے +

صنعت مربع کئی طرح پر ہوسکتی ہے۔ الا مصنف صاحب نے جو شطرنج کی قید لگائی ہے اور مثال مین یہ مصرعہ + حاکم عادل مالک نامی بینا قابل منصف سرور + ۱۲۵۸ہجری بساط پر مرتب فرمایا ہے۔ شاید سہو کاتب سے غلط ہو گیا ہے کہ۔ اچھی طرح سمجھ مین نہین آتا +

صنعت لوا ایک مادہ مین لاکھ تاریخین ہون۔ یہ بھی ایجاد خامہ جو یا ہے +

زدست باغی بقتل آمد غم فراوان بہامر کب	۱۸۷۲ع

تاریخ قتل میو صاحب گورنر جنرل بہادر ہنار ہے +

پہلے اوّل حرف کو لو اور بعد تیسرے یا پانچوین یا ساتوین وغیرہ کو اسیطرح چاہو جس حرف سے

شروع کرو۔ اُسکے بعد کو ترک کرتے جاؤ + یہہ بھی پُر از تکلف ہے +

اس تکلف سے بھی اول مرتبہ تیس تاریخین نکلین گی۔ اگر اسکے عکس پر عمل کرو جیسا کہ مصنف صاحب نے فرمایا ہے یعنی پہلی پچھلا حرف لو پھر ۲۸ - و ۲۶ وغیرہ

بعد ازان ۲۹ و ۲۷ وغیرہ تو تیس اور ہون

پس کل ساٹھ ہوئین۔ اب وہ کہتے ہین پھر دوسریکو پہلا سمجھو اور وہی عمل کرو۔ غرض اسطرح ۶۰ × ۶۰ = ۳۶۰۰ ہو جائینگے نہ ایک لاکھ بارہ ہزار ہو جائین۔ جیسا کہ حضرت فرماتے ہین۔ مگر ہان اور کوئی تکلف دور از قیاس جاری کیا ہو۔ تو سمجھ مین نہین آتا۔ بہرکیف یہ باتین خواہ مخواہ کی فرضی ہین +

خاتمہ اسکے بیانکا۔ یہ شوخی بیان خامۂ جو یا سحر لسان کا خلاصہ تمام ہوا +

بندہ عرض کرتا ہے کہ علم بلاغت مین جسقدر صنایع لفظی و معنوی ہین۔ اگر شاعر انپر بخوبی حاوی ہو تو صدہا صنعتون مین تاریخ کہہ سکتا ہے۔ غرض جسقدر کسیکو کسی خاص فن مین مہارت ہو۔ وہ اُسیقدر اُسمین ترقی کر سکتا ہے۔ یہ بیان صرف نمونہ کے طور پر اچھا ہے + اے نادر راز خواہ! تو کہا نسے کہان چلا گیا۔ نازنینون کی باتون سے پہلو تہی کرنا۔ اُنکے مشتاقون کو شاق گزرا ہوگا۔ خیر گزشتہ را صلواۃ۔ اب پھر اصل تذکرہ کا تذکرہ چھیڑ +

عالم تخلص ہے خاص محل صاحبہ بادشاہ واجد علیشاہ صاحب ممدوح الصدر کا جو صاحب دیوان و مثنوی ہین۔ ستار خوب بجاتی ہین۔ یہہ شعر اُنکا ہے +

عالم! وہ طلبگار ترے ہونگے اُسی دن ۔۔۔ جب تازہ ستم اور کوئی ایجاد کرینگے

عزت تخلص عزت النسا نامی ضلع مظفر نگر مین کوئی عورت یون سخن سرا ہے +

قافیہ تنگ نہوا اہلِ سخن کا کیونکر ۔۔۔ ہے مری شعر مین مضمونِ کمر اُس گل کا

مین اپنی آہ کی تاثیر کے فدا عزت ۔۔۔ کہ بزمِ غیر سے یان اُسکو کھینچ لاتی ہے

عزیز تخلص کی کوئی دہلوی کسبی سعادت یار خان رنگین کی شاگرد تھی اسطرح لب گشا تھی +

تم نہ دیکھو گے گو ہمین ایک بار	ہم نہین بار بار دیکھین گے
جبکہ باغ و بہار دیکھین گے	ایک گل کیا ہزار دیکھین گے

عشرت

عشرت تخلص ہے۔ نواب عشرت محل صاحبہ محل شاہ اودھ موصوف کا ✦

گرمیٔ عشق مانع نشو و نما ہوئی	مین وہ نہال تھا کہ اُگا اور جل گیا

عصمت

عصمت یہ وہ عصمت نامی دہلوی ہے۔ جو لاہور مین مدرسہ مشہور ہے۔ لکھنؤ کا پانی بھی پی چکی ہے۔ سنا ہے کہ عربی فارسی زبانون مین بھی مداخلت رکھتی ہے مگر نہین معلوم کہ شعر کی اصلاح کس سے لیتی ہے۔ یہ شعر اُسکا بسبیل ڈاک آیا ہے ✦

لب ہوے بند نامِ احمدؐ سے	اور مشکل کشائے کھو لدئے

عفت

عفت تخلص نجم النسا نام باشندہ لکھنؤ شاگرد مقصود عالم مقصود کا ہے۔ جسکا فقط یہی ایک شعر سنا گیا۔ اور کچھ حال معلوم نہین ہوا ✦ **ب**

ہم جو ایجانِ جہان تم سے بچھڑ جاتے ہین	صدمے ہوتے ہین قلق ہوتے ہین گھبراتے ہین

علی

علی مینے ایک پورب کے طالب علم کی زبانی سُنا ہے کہ۔ علی بخش نامی لکھنؤ کی شاہد بازاری صاحب دیوان متمول مخیر حسینہ و جمیلہ آتش و ناسخ کے زمانہ مین شعلہ فشان گزری ہے مگر افسوس کہ اُسکے اس شاعرہ کا صرف ایک مصرعہ ہی سنایا تھا۔ وہی لکھا گیا ✦

الٰہی گھر گئے اب کس ستمِ قطار مین ہم

عیدو

عیدو نامی کسی عورت بازاری دہلوی کا یہ شعر سنایا گیا ✦

اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس شعر کو جناب مفتی صاحب بہادر مرحوم ازرہ پسند فرماتے تھے۔ اور تحقیق ہو گیا ہے کہ اب شاعرہ کسیکے عقد نکاح مین ہے ✦

غنچہ کو رگ گل کو دکھا۔ مانی سے کھدو	تصویر مین ہے کھینچے دہن ایسا کمر ایسی

ب بعد انطباع اس رسالہ کے رسالہ معارضۃ النشر محمد مقبول عالم برادر مقصود دیکھا گیا۔ تو اسمین اس شاعرہ کا کلام تو اور ملا۔ مگر اور کچھ حال نکھلا ✦

۱۲ منہ عفی اللہ عنہ ✦

غین منقوطہ کی ردیف

غریب تخلص اور امیر النسا نام منکوحہ میر برکت علی ساکن پٹنہ کا یہ کلام ہے ؎

لو اور وہ تو جلنے لگا میرے نام سے	دل سرد ابتو آہ شرربار نے کیا
کھلتا نہ تا بمرگ مرا یہ معاملہ	رسوائے شہر مجکو دل زار نے کیا
دلکو درپردہ جلایا شل شمع کیوں غریب	وہ جو پروانہ ہے غیر و نیر تو ہو کچھ غم نکر
آہ۔ اگر دلمیں جگہ اُسکے نہیں کرتی تو نہ کر	اسقدر بھی مجھسے اُس محبوب کو برہم نکر

فے کی ردیف

فاطمہ بیگم نامی آگرہ میں کوئی خانگی اس لب لہجہ سے سخن سرا ہے ؎

نازک دماغ وہ ہیں تو یہاں بھی ہے تمکنت	ہم خود بھی ایسے ہیں کہ بنایا نہ جائیگا

فاطمہ تخلص فاطمہ سلطان بیگم نام معروف بہ الہ داد۔ مدرسہ مدرسۂ زنانہ دہلی کا ہے۔ جو مٹیہ محل کے مدرسہ میں لڑکیوں کو پڑھاتی ہے۔ فارسی خوان ہے خلیق بھی ہے۔ ایک روز میرے ایک مہربان نے جو اُسکو کچھ پڑھاتے بھی تھے۔ یہ مصرعہ سنایا؎ آپکی مرضی ہمنے پالی ہے ؎ اس نوجوان حاضر جواب نے یوں جواب دیا ؎

پھر یہ کیوں لیت و لعل ڈالی ہے ؎

فرحت تخلص ماسم۔ کوئی محبوبہ فرحت بخش فیض آبادی یوں سخن سرا ہے ؎

میں جلوں اور کرے غیر سے یوں گرم بغل	دلمیں ٹھنڈک ہو میرے تو بھی نئی جب بغل
دل لگایا ہے تری لف دوتا سے کچھ ہو	سانپ کو چھیڑ لیا ابتو بلا سے کچھ ہو
میں نچھوڑونگی سر زلف بتاں اے واعظ!	میری کیا تجکو پڑی تیری بلا سے کچھ ہو

فرخ تخلص فرخ بخش نام کسبی پوربی حسن فروش

نگاہِ یار کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے	ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے

فریدن

فریدن نامی میرٹھ کی شاہ بازاری ہے قریب پینتالیس برس کے گزرے کہ دہلی میں آئی تھی حافظ عبدالرحمن خان صاحب کو شعر دکھاتی رہی۔ غدر میں زندہ تھی یہ شعر اسکا ہے ❊

کرنی ہے روسیاہ قلم کو زبان دو	ایک ہی زبان رکھو۔ تو ہمکو زبان دو

قاف کی ردیف

قادری

قادری تخلص ہے نام جعفری مسطور کی چھوٹی بہن شاہ نصیر صاحب مرحوم کی شاگرد تھی جسکی یہ غزل ہاتھ آئی ہے ❊

کچھ تو حیا بیجئے ہمیں تو شرمائے	شرطِ وفا یہ تھی شیر کے ٹھہر جائے
عاشقِ رنجور کو اتنا نہ ترسائے	ترس خدا جانئے آدمی ترساتے تجھے !
شرم نہ کچھ کیجئے چھاتی سے لگ جائے	لب سے کلام کیجئے اپنے لبِ لعل کو
پاؤں مری گود میں شوق سے پھیلائے	میں ہوں فقط اور تم نام نہیں غیر کا
ایکدن آتے ضرور ملنے کی ٹھہرائے	ہجر میں اے قادری سخت ہے مضطر یہ دل

قمر

قمر تخلص حیدری بیگم نام عرف ماہ طلعت۔ صاحبہ مرحومہ محل واجد علیشاہ صاحب ممدوح الصدر کی یہ یادگاری ہے ❊

تنبیہ اس تحریر کے بعد سنا گیا کہ یہ قمر آسمانِ حسن و خوبی مولانا ساح صاحب کے عقدِ نکاح میں بھی رہی ہے ❊

نشراع میں جو میں پنشن یاب ہو کر اپنے مسکن شہر دہلی میں آیا تو شیخ شمشیر صاحب سے معلوم ہوا کہ۔ یہ شاعرہ میرزا ہمایون بخت کی بیٹی میرزا محبوب علی کی ہمشیرہ ۔ انسی کے شعر بھی کہتی تہی سنہ ۱۲ ہجری میں راہی ملک بقا ہوئی واللہ اعلم کہ یہ فقرہ [illegible] صحیح ہوں۔ ہاں تخلص اور نام مدون [illegible] ہو تو

عجب نہیں۔ واللہ اعلم بحقیقت الحال

لیلیٰ قیس پہ بھی فوق تمہارا وحشی | مرکے بھی دستِ جنوں سے نہ گریباں چھوڑا
ہوگئی نیند بھی ہمسایہ کی تا صبح حرام | مینے نالہ جو کسی رات سرِ شام کیا
ہجر میں دلکو بیقراری ہے | جوشِ فریاد و آہ وزاری ہے
آنکھیں پتھرا کے ہوگئی ہیں سفید | کسی صورت کی جو انتظاری ہے

قمر تخلص اور قمر النسا نام زوجۂ اشرف علیخان مسرور مرحوم کا ہے۔ کہتے ہیں میاں بیوی میں اسقدر تعشق تہا کہ تین روز کے آگے پیچھے دونوں راہی ملکِ بقا ہوئے۔ ہاں یہ اشعار یادگاری کو چھوڑ گئے

جسے لوگ کہتے ہیں خورشید رخشاں | شرارہ ہے یہ میری سوزِ نہاں کا
کریں کیا وہ منہ بند غنچے سب اپنا | ہیں لکھنی معما ہوں اسکے دہان کا
خطر ہے مری آہ کے ایسا بھاگا | پتہ لا مکاں تک نہیں آسمان کا
وہاں حضرتِ دل اتمکو زیست ہوجاتی | جو تمسے لطف سرِ زلف مو بمو کہتی
موئی ہوں تشنۂ جامِ شراب اے ساقی! | اٹھونگی گور سے ساقی! سبو سبو کہتی

کاف عربی کی ردیف

[illegible] کی ایک [illegible] سبزہ رنگ تھی جسکے سامنے ضلع جگت [illegible] جھگڑے میں [illegible] کی شکل [illegible]۔ کہتے ہیں کہ نوشتخواند میں بھی کچھ لکھی تھی [illegible] اس شعر کے سوا اسکی اور تحریر نظر نہ لگی

[illegible] | [illegible] کو کسی تدبیر سے [illegible]

نیئر تخلص [illegible] بیگم نام [illegible] حضرت [illegible] بہادر [illegible] کی چھوٹی بیٹی کی [illegible] ہوئی۔

[illegible] بہادر [illegible] فرمائی ہے [illegible] نصرت کو نصرت خود بنا لیا ہے [illegible] خدا ہی حافظ ہے ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

نقل ہے کہ۔ یہ کنیز با تمیز پندرہ برس کی عمر مین علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو کر شعر گوئی پر مائل ہوئی تھی۔ اور بیس برس کی عمر مین مرگئی یہ کلام اُسکا ہے ✤

نقاش نے اُس بُت کا مرے نقش جو کھینچا	ساعد یہ نہ پہنچا تھا کہ۔ جو ہاتھ کو کھینچا
جانتے بھی ہو پری اتم کیا کرتے ہو کیا	مانتے ہو زندہ کرتے ہو قیامت کرتی ہو
وصل کی شب ہوگا کیا حاصل ہے ہمین جو نازسے	جبتلک تم بند کھولوگے سحر ہوجائیگی

مُسیٓنر تخلص منجھو خانم نام بنت حکیم طبیب الدولہ لکھنوی کا ہے۔ جسنے بارہ برس کی عمر مین یہ رباعی موزون کی تھی۔ اور حال اسکا کچھ معلوم نہین ہوا ✤

ہے دستِ الہ نام ترا یا دشاہ	بس غیر کے ہاتھ پہ نرکھ میری نگاہ
تیری ہو کر غیر کی دست نگر	لاحول ولا قوۃ الّا باللہ

نکتہ اس دوبان کا چوتھا مصرعہ عروضیون مین ترانہ کا وزن ظاہر کرنیکو ضرب المثل ہورہا ہے۔ جو چار مصرعے اس وزن کے ہون وہ دوبیت ہی کہلاتے ہین ✤ نکتہ تحقیقی بندہ نے یہ چو مصرعی پہارسے نقل کی تھی۔ مگراب دریافت ہوا کہ۔ دراصل یہ تو میر علی اوسط صاحب رشک کا کلام ہے۔ دیکھو اُنکا دیوان جو بنام تاریخی نظر مبارک ۱۲۴۳ھ کے نام سے مشہور ہے ✤

کیفی تخلص کی ایک شہزادی تیموریہ خاندان سے تھی۔ جسکا یہ خمسہ حدیث قدسی مین چھپا ہوا ہے ✤

چٹکلہ حدیثِ قدسی کے لفظ پر مجھے اسوقت ایک لطیفہ پاکیزہ یاد آگیا ہے جو یارانِ ظرافت پسند کو سناتا ہون ✤ واضح ہو کہ۔ قدسی تخلص کا ایک شاعر شاہجہان بادشاہ کے عہدِ دولت مین ملک الشعراء تھا۔ میرزا رفیع السودا نے اُسکے کسی مضمون کا سرقہ کیا۔ اور اردو زبان مین نہایت پاکیزہ غزل لکھی جب وہ مشاعرہ مین پڑھی گئی۔ مرحبا و آفرین کا شور و غوغا ہوا۔ اُسی وقت سراج الدین علیخان آرزو نے فرمایا

قول سودا حدیثِ قدسی ہے		چاہیے لکھ رکھیں فلک پہ ملک

پس غزل مذکور سے زیادہ اسکی واہ واہ ہوئی۔ بلکہ خود سودا بھی اچھل پڑا۔ حدیث بات کو کہتے ہین۔ اور شرعی اصطلاح مین خاص پیغمبر خدا کی بات کو حدیث بولتے ہین اور حدیث قدسی شرعی محاورہ مین اُن آیاتِ پاک کا نام ہے جو قرآن شریف کے علاوہ ہین۔

العرض حدیث قدسی کے نام سے ایک مجموعۂ مخمسات بھی چھپا ہے۔ جسمین قدسی مذکور کی ایک نعتی غزل کی تضمین نئے نئے ڈھنگ کی مختلف شاعرون اُردو فارسی گو کی جمع کی گئی ہین۔ گویا وہ بھی ایک تذکرہ ہے۔ اُسی سے یہ مخمسہ لکھا جاتا ہے۔ مخمسہ

کسکا منہ ہے جو کرے مدح تری میرے نبی		نعتِ اطہر میں ہے جب شخص فخر کی محض غبی
حبذا ذات تری مایۂ حاجت طلبی		مرحبا سید مکی مدنی العربی
	دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی	
نور تھا تیرا وہان نورِ حقیقت سے بہم		دیکھکر موسیٰ و عمران ہوئے غش شاہ اُمم
اور مہرِ رخ تابان پہ ہے کیا ہی عالم		من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
	اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی!	
مہبطِ روحِ قدس آپکی ذات والا		عرش اعظم درِ دولت پہ کہے صل علیٰ
عظمتِ رتبہ والا ہو شہا کس سے ادا		نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
	برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی!	
نور سے تیرے منور ہے زمین دشت بدشت		توئی بانی ہے بنائے فلک زر دین طشت
نہ فلک ہشت جنان کی تو خوش آئی گلگشت		شب معراج عروج تو ز افلاک گزشت
	بمقامی کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی	
حق تعالیٰ نے کیا آپ کو ابرا کرام	.	تجھسے خندان ہے لب غنچۂ اُمیدِ انام

نقل ہے کہ۔ یہ کنیز با تمیز پندرہ برس کی عمر مین علوم ضروریہ کی تحصیل سے فارغ ہو کر شعرگوئی پر مائل ہوئی تھی۔ اور بیس برس کی عمر مین مرگئی یہ کلام اُسکا ہے ؏

نقاش نے اُس بُت کا مرے نقش جو کھینچا ۔ سا عدیہ نہ پہنچا تھا کہ۔ جو ہاتھ کو کھینچا
جانتے بھی ہو پری! تم کیا کرتے ہو کیا ۔ مارتے ہو زندہ کرتے ہو قیامت کرتی ہو
وصل کی شب ہوگا کیا حاصل ہمین جو باز سے ۔ جبتلک تم بند کھولوگے سحر ہوجائیگی

کنیز

کنیز تخلص منجھو خانم نام بنت حکیم طبیب الدولہ لکھنوی کا ہے۔ جسنے بارہ برس کی عمر مین یہ رباعی موزون کی تھی۔ اور حال اسکا کچھ معلوم نہین ہوا ؏

ہے دستِ الہ نام ترا بادشاہ ۔ بس غیر کے ہاتھ یہ نہ رکھ میری نگاہ
تیری ہو کر غیر کی دست نگر ۔ لاحول ولا قوۃ الّا باللہ

نکتہ اس دو بیان کا چوتہا مصرعہ عروضیون مین ترانہ کا وزن ظاہر کرنیکو ضرب المثل ہو رہا ہے۔ جو چار مصرعے اس وزن کے ہون وہ دوبیت ہی کہلاتے ہین ؏ نکتہ تحقیقی بندہ نے یہ چو مصرعی بہار سے نقل کی تھی۔ مگر اب دریافت ہوا کہ۔ دراصل یہ تو میر علی اوسط صاحب رشک کا کلام ہے۔ دیکھو انکا دیوان جو بنام تاریخی نظم مبارک کے نام سے مشہور ہے ؏

کیفی

کیفی تخلص کی ایک شہزادی تیموریہ خاندان سے تھی۔ جسکا یہ خمسہ حدیث قدسی مین چھپا ہوا ہے ؏

چٹکلہ حدیثِ قدسی کے لفظ پر مجھے اسوقت ایک لطیفہ پاکیزہ یاد آگیا ہے جو یارانِ ظرافت پسند کو سناتا ہون ؏ واضح ہو کہ۔ قدسی تخلص کا ایک شاعر شاہجہان بادشاہ کے عہدِ دولت مین ملک الشعراء تھا۔ میرزا رفیع السودا نے اُسکے کسی مضمون کا سرقہ کیا۔ اور اردو زبان مین نہایت پاکیزہ غزل لکھی جب وہ مشاعرہ مین پڑھی گئی۔ مرحبا و آفرین کا شور و غوغا ہوا۔ اُسی وقت سراج الدین علیخان آرزو نے فرمایا

قول سودا حدیثِ قدسی ہے	چاہیئے لکھ رکھیں فلک پہ ملک

پس غزل مذکور سے زیادہ اسکی واہ واہ ہوئی۔ بلکہ خود سودا بھی اچھل پڑا ؛ حدیث بات کو کہتے ہین۔ اور شرعی اصطلاح مین خاص پیغمبر خدا کی بات کو حدیث بولتے ہین اور حدیث قدسی شرعی محاورہ مین اُن آیاتِ پاک کا نام ہے جو قرآن شریف کے علاوہ ہین ؛

العرض حدیث قدسی کے نام سے ایک مجموعۂ مخمسات بھی چھپا ہے۔ جسمین قدسی مذکور کی ایک نعتی غزل کی تضمینیں نئے ڈھنگ کی مختلف شاعرون اُردو فارسی گو کی جمع کی گئی ہین۔ گویا وہ بھی ایک تذکرہ ہے۔ اُسی سے یہ مخمسہ لکھا جاتا ہے ؛ **مخمسہ**

کسکا منہ ہے جو کرے مدح تری میرے نبی	نعتِ اطہر میں ہے جب شخص فَرِ کی محض غبی
حبذا ذات تری مایۂ حاجت طلبی	مرحبا سیّد مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی	
نور تھا تیرا وہان نورِ حقیقت سے بہم	دیکھکر موسیِٰ عمران ہوئے غش شاہِ امم
اور مہر رخ تابان پہ ہے کیا ہی عالم	من بیدل بجمالِ تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی	
مہبطِ روح قدس آپکی ذات والا	عرش اعظم درِ دولت پہ کہے صلِ علیٰ
عظمت رتبہ والا ہو شہا کس سے ادا	نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را
برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی	
نور سے تیرے منور ہے زمین دشت بدشت	تو ہی بانی ہے بنائے فلکِ ندین طشت
نہ فلک ہشت جنان کی تہ خوش آئی گلگشت	شبِ معراج عروج تو ز افلاک گزشت
بمقامی کہ رسیدی نرسد ہیچ نبی	
حق تعالیٰ نے کیا آپکو ابرا کرام	تجھسے خندان ہے لب غنچۂ اُمید انام

ہیں شجر اور حجر غرقِ سحابِ اکرام
نخلِ بستانِ مدینہ ز تو سر سبز مدام
زان شدہ شہرۂ آفاق بشیریں رطبی

ذاتِ انور سے بنا سارا جہان عالمِ نور
اور فروغ اُسکے سے ہر خانہ ہے بیت المعمور
ربِ عزت کو جو اعزازِ عرب تھا منظور
ذاتِ پاکِ تو درین ملکِ عرب کرد ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبانِ عربی

رتبہ وہ تیرے سگِ کو کا ہے اے شاہِ اُمم!
سر بپا اُسکے رہا شیر فلک بھی ہر دم
رشک فزائی ملایک ہے سوائے آدم
نسبتِ خود بسگت کردم و بس منفعلم
زانکہ نسبت بسگِ کوئے تو شد بے ادبی

فرقتِ روئے مقدس مین نہین تاب حیات
زہر ہجاؤن پلائین جو مجھے آبِ حیات
تشنۂ وصلتِ اقدس نہین سیراب حیات
ماہمہ تشنہ لبانیم تو ئی آبِ حیات
لطف فرماکہ ز حد میگزرد تشنہ لبی

چشم ہے آپکے اے شاہِ سرافراز! نظر
نظرِ لطف سے عصیات پہ ہو باز نظر
تا کرین خلدِ برین پر بھی وہ یا ناز نظر
چشمِ رحمت بکشا سوے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی!

دردِ عصیان سے ہے بیتاب نہایت کیفی
حکمتِ لطف سے اس درد کے ہو تم سلفی
عازمِ درگہہ کیفی ہے مثالِ قدسی
سیدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی!
آمدہ سوئے تو قدسی پے درمان طلبی

کاف فارسی کی ردیف

گنّا متخلص باسم کسبی شاعرہ لکھنوی کا یہ کلام ایک مہربان کے ذریعہ سے ہاتھ آیا۔ اَوُر کچھ احوال نہ کھلا۔ این ہم غنیمت است

لیجئیے کیجئے دولت سرا مین یار نہین
دلِ طپیدہ کو پہلو مین جو قرار نہین

نہ مجکو دیجئے بوسہ مین آپ سے لونگی	مین آپ بھی تو اُٹھاتی کسیکی عار نہین
بنایا مجکو زمانہ نے آخرش جو رنگ	کیا ہر کونسا یارون نے مجپہ وار نہین
فلک زدہ جو ہے گتّا تو اندنون صاحب	بغور سے ہمنے جو دیکھا کسیکی یار نہین

گوہر متخلص بہ اسم۔ دراصل کابل کے کسی رسالدار کی بیٹی ہے۔ خدا معلوم کس سبب سے اپنے والدین سے ناراض ہوکر ہندوستان مین چلی آئی۔ لدہیانہ مین [illegible] بسراوقات کرتی ہے۔ فارسی تو اُسکی زبان مادری ہے۔ اُردو مین یون گوہرفشانی کرتی ہے ؛

عشق کیا بلا ہوا صاحب!	کس سے کہئے یہ ماجرا صاحب!
غیر اچھا ہے۔ ہوگا اپنے لئے	ہمکو کہتے ہو کیون برا صاحب!

ستم کر جور کر۔ ظلم و جفا کر	ارے ظالم! کبھی مجھسے ملا کر
لجا کر۔ شرم کھا کر۔ کسما کر	دیا بوسہ۔ مگر کچھ منہ بنا کر
ہمارے دلمین ہی تصویر جانا	جو چاہا دیکھلی۔ گردن جھکا کر
مچل جاینگے طفل اشک میرے	نہ حاصل ہوگا کچھ مجکو رولا کر

گوہر تخلص [illegible] ہے یہانام لکھنؤ کی کسی [illegible] کے یہ اشعار میرے پاس آئے ہیں ؛

حسرت و یاس [illegible] اور غم تنہائی ہے	اپنی قسمت مین کبھی انجمن آرائی ہے
تھا ابھی ذکر تمہارا کہ ابھی تم آئے	میری تاثیر زبان کھینچ کے لے آئی ہے
مژدہ اے شوق [illegible] ہم آغوش کہ جاگی ہین نصیب	لیکے انگڑائی وہ کہتے ہین کہ نیند آئی ہے
روح پیاسی گئی کس مست کی میخانہ سے	مے اُڑی جاتی ہے ساقی! تری پیمانہ سے
راہ مین ملگیا بتخانہ سنبھلے کو زاہد!	کعبہ کو جا ہی چکا تھا ترے بہکانے سے

کیتھیارا متخلص بہ اسم۔ ساکن پہاڑگنج واقعہ دہلی فارسی خوان ہے۔ گو عام پیشہ کرتی ہے۔ مگر اپنے تئین شہزادی بتاتی ہے۔ یہ شعر اُسکا سُنا گیا ؛

ہمنشین ہین وہ کہان کوئی ٹھکانا نرہا | یا ہمین وہ نرہے یا وہ زمانہ نرہا

لام کی ردیف

لطیف تخلص لطیف النسا نام عظیم آبادی کا اس زبان مین یہ کلام ہے جسکا ذکر خیر اسی کتاب کے پہلے حصّہ یعنی **گلشن ناز** مین لکھا گیا ۔

یہہ طفل اشک مری جسگھڑی مچلتے ہین | ۵ | تو پھر ہزار سنبھالو نہین سنبھلتے ہین

یقین نہ واللیل پر کرینگے جو تیرے گیسو نہ دیکھ لینگے
رہینگے مصحف سے بلکہ منکر جو تیرے رو کو نہ دیکھ لینگے

لطیف یہ دوسری لطیف مزاج ہے۔ جسکا نام اللہ جوآئی اور پٹنہ وطن ہے۔ اندنون یہ رقاصہ محبوبہ بازاری علیگڈہ مین مقیم ہے۔ دربارِ قیصری کی تقریب مین وارد دہلی ہوئی تھی۔ تو معلوم ہوا کہ کسیقدر حرف آشنا بھی ہے یہ شعر اُسکا ہے۔

آئینکا اُس پری کے مجھی اشتباہ ہے | | دروازہ ہی کیطرف مری ہردم نگاہ ہے

لعل سنہ ۱۸۵۷ع کے غدر سے پہلے سہارنپور کی دو رنڈیان لالن اور خیرن نامی وارد دہلی ہوئین۔ جو گانے مین اچھی دستگاہ رکھتی تھین ۔ ازانجملہ لالن کے یہ دو شعر امیر خان کوئے دہلوی نے جو اُسوقت اُنکا سنگتی تھا مجھے سنائے ہین ۔

جلوہ گر جیسے ہوئی اُس غنچہ دہن مین لالی | | شرم سی چھپ گئی مرجان کی ہنمین لالی
جعدِ مشکین مین پڑا شوخ کے دان سرخ مو باف | | آگئی عکس سے یان سانپ کے من مین لالی

میم کی ردیف

ماہ تخلص کی دو عورتون کا کلام ملا ہے۔ ایک کا نام منجھلی بیگم تھا۔ جو دلّی کی خانگی تھی۔ طرز تحریر اُسکی یہ ہے ۔

ماہ کا ہیدہ ہوا جاتا ہے ابرو دیکھکر		دیکھو لو بنکر کے نکلا آج وہ شکل ہلال

دوسری کا نام نامی اُسکے جمال کی مانند پردہ عصمت ہی مین مستور رہا الا اسقدر معلوم ہوا کہ۔ اس ماہ نکو ئی نے اپنے پیر میان غلام نصیر الدین صاحب عرف میان کالے صاحب دہلوی مرحوم مغفور کی وفات کے بیس روز بعد رحلت فرمائی۔ لاہوری دروازہ کے باہر خاص اپنے باغ مین مدفون ہوئی۔ اس فاضلہ نے ایک دیوان فارسی زبان مین دوسرا اردو مین مرتب کیا تھا۔ لیکن غدر مین اسکا کل کلام برباد ہو گیا۔ اب بہزار تجسس صرف ایک شعر مستزاد کا اُسکے ایک رشتہ دار نے اپنی یاد سے لکھوا دیا ہے وہو ہذا +

ماہ کے دل مین جو ترا نقش محبت ہے یار!۔ نہ مٹے گا وہ کبھی
باغ جنت بھی کوئی دیوے تو درکار نہین۔ تیرے کوچہ کے سوا

ماہ لقا نامی ایک نڈی طوائف ملازمان راجہ چندو لال صاحب مرحوم مغفور کھتری نائب الریاست حیدرآباد دکن سی صاحب دیوان تھی +

ایک روز راجہ صاحب نے صبح کے وقت اُسکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ۵

ہے چین کہان جب سے مری آنکھ لڑی ہے		ملنے کی نجومی تو بتا کون گھڑی ہے

اس شوخ دیدہ دہن دریدہ حاضر جواب نے فوراً یہ شعر بدیہہ موزون کر سنایا +

پہلے ہی سے چلا کے مری دلکو ستامت		اے مرغ سحر چپ رہ ابھی رات بڑی ہے

مبارک آپکا اسم مبارک سرادق عصمت وتتق عفت مین جلوہ نما ہے۔ آپکی آل مبارک سے ایک مبارک فال نے صرف یہی ایک مقطع مبارک سُنایا۔ اور فرمایا کہ۔ ایک دفعہ جناب مبارک نے ایک مکان خریدا۔ جسپر حق شفع والون نے دعوی کیا۔ تو زبان مبارک سی ایک غزل موزون ہوئی۔ جسکی اخیر بیت یہ ہے +

گھر لینا مبارک کو یارب! یہہ مبارک ہو		بیفائدہ لوگون کو ناحق کی جلن آتی ہو

یقین ہے۔ کہ آپ نے شاہ نصیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے مشورہ سخن کیا ہو +

تنبیہ اس کتاب کے اول دفعہ طبع ہونیکے بعد تحقیق ہوا کہ آپکا نام نامی مبارک النسا بیگم تھا آپ شاہ نجم الدین صاحب صغیر مرحوم خلف شاہ نصیر صاحب مغفور کی زوجہ نامی تھین ۱۲۸۶ء تک آپ کی ذات مبارک سی کعبۃ اللہ شریف کا کوئی حجرا آباد رہا ہے۔ گیارہ بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ آپ دہلی سے ہجرت کر گئی ہین۔ بیشتر عارفانہ شعر موزون فرماتی رہین یہ کلام انکا اور ملا ہے ٭

مجھے کیا خوفِ محشر ہو مبارک دن قیامت کا
پکڑونگی مین گوشہ دامنِ خدا تو ن جنت کا

عذابِ گور کی سختی الٰہی کیونکہ جھیلون مین
تھکا ہارا ہوا آیا ہون مین بیبلی ہی ہنر لکا

محبوب

محبوب تخلص نواب محبوب محل بیگم صاحبہ منکوحۂ حضرت واجد علیشاہ صاحب بہادر کی یہ غزل سراپا سخن سے نقل کیجاتی ہے ٭

اُٹھا سکی نہ مصیبت فراقِ یار مین روح
نکل گئی تنِ لاغر سے انتظار مین روح

ہزار مرتبہ تجھپر سے مین فدا کرتا
اگرچہ ہوتی مری پیارے اختیار مین روح

جو آنا ہو تجھے بارِ نظر تو آ ظالم!
نکل نجائے کہین تیری انتظار مین روح

نہ نکلی حسرتِ دل ایک بھی کہ موت آئی
ہمیشہ تڑپیگی تیرے لئے مزار مین روح

نہین ہے گور کی تنگی سے کچھہ ہمین دہشت
رہیگی بعد فنا کے بھی کوئے یار مین روح

جو آئے نزع نے کھینچی تو وقت و مسیح جمال
مریضِ ہجر کے آجائے جسمِ زار مین روح

تیرے فراق مین یون زندگی گذرتی ہے
ہے کرب قبر مین پیارے! اور اضطرار مین روح

[illegible] آرزو ہے نزدیا نمعون کے قتل ہو ہمین بھی
لگی ہوئی ہے تری تیغ آبدار مین روح

ہی ستم ہین [illegible] موت زندگی محبوب
حقیقت ہے دلا دستِ کردگار مین روح

محجوبی تخلص در سلطان جہان بیگم نام اُس مرحومہ مغفورہ کا ہے جو صاحب عالم میرزا قادر بخش صاحب صابر کی (جنکے نام نامی سے تذکرہ گلستان سخن ممتاز ہے) منکوحہ باخلاص تھی اگرچہ بیگم صاحبہ کا کلام بہت کچھہ ہے۔ مگر مجھے ایک شہزادہ کی

والا تبار نے یہ ہی دو شعر عطا فرمائے ہین

اُڑھائی ہے کہ پئین غنتگانِ خاک شراب	قسم خدا کی عسس کو بڑا صواب ہوا
خدا جانے کیا بات ہے۔ اُسمین مخفی	کہ۔ اس ظلم پر جنبو بجا تا بہت ہے

مشتری تخلص ہے۔ اُس زہرہ جبین کا جسکا مشتری ہر ایک عطارد خصال ہے۔ مگر قمر نجان اُسکا نام ہے۔ شہر لکھنؤ کے چوک مین اسکا جائے قیام ہے۔ یہ لولی لکھنوی بھی مثل اپنی زہرہ کے آغا شمس حسن صاحب کی شاگردی پر نازان ہے ٭ ہر طرح سے شادان و فرحان ہے۔ گوان دو نور نڈیون پر ہر طرف سے بوچھاڑ رہتی ہے۔ پر انکی طرف سے بھی بوچھار رہتی ہے۔ چنانچہ ایک اخبار مین منشی گنیش داس صاحب لائق سابق ملازم راج پٹیالہ کے نام نامی سے ایک غزل دیکھی گئی جسمین یہ شعر بھی تھے ٭

ہم رشکِ شمس زہرہ جبین کے ہین مشتری	خوبو نسے یون بھرا ہوا گو لکھنؤ تو ہو
شاگرد شمس زہرہ ہو یا ہووے مشتری	لکھے اک اس مین مین غزل و ویدہ تو ہو

مگر دربنو لا ایک خط انکی طرف سے باسم گرامی میان داد خان صاحب سیاح صاحب لطائف غیبی جو مشتہر ہوا تھا۔ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ۔ شاید اب کچھہ یہ کج رفتارین راہ راست پر آگئی ہین۔ جو ایسی ملائم باتین بنا رہی ہین۔ اب بندہ ان جھگڑون کو چھوڑ کر مشتری کی وہ غزل لکھتا ہے۔ جو خاص اس تذکرہ کیواسطے بسبیل ڈاک آئی ہے ٭

پہلو مین ہمارا دلِ ناشاد نہین ہے	ویرانہ تنِ ہجر مین آباد نہین ہے
کافی ہے رگِ جان کے لئے نشترِ مژگان	عاشق کو تری حاجتِ فصّاد نہین ہے
کس عدہ فراموش کو دل دیدیا ہمنے	اللہ رے انسان کہ۔ ذرا یاد نہین ہے
کاشانۂ دل مین ہی کہان ساقی میکش ؟	شیشہ مین ہمارے وہ پریزاد نہین ہے
کافی ہے ترا حلقۂ گیسو عوضِ طوق	گردن مری منت کشِ حداد نہین ہے
وہ سبز قدم ہے یہ مبارک ہے سراپا	قامت کے مقابل ترے شمشاد نہین ہے

اے طائرِ جان! پھیر سے کراسمین بسیرا	یہ خانۂ تن خانۂ صیّاد نہین ہے
شاید کسی محرور کا ہے آبلۂ دل	یہ گنبدِ چرخ ستم ایجاد نہین ہے
اے بانئ بیداد! کچھ انصاف بھی ہے ظلم	یہ جانِ حزین قابلِ بیداد نہین ہے
وہ دشت مین تھا۔ مین صفتِ گردِ جہان مین	مجنون میرا شاگرد ہے۔ اُستاد نہین ہے
وہان حسنِ خداداد ہے۔ یان عشقِ خداداد	کم اُنسے کبھی عاشقِ ناشاد نہین ہے
فرماتے ہین وہ سُنکے مرا شکوۂ فرقت	سرکار مین شنوائیِ فریاد نہین ہے
کھینچے سرِ مو زلفِ سیہ تاب کا نقشہ	تابِ قلمِ مانی و بہزاد نہین ہے
کس سے کہون کو وہ غم وحشت کی مین اُفتاد	افسوس کہ مجنون نہین فرہاد نہین ہے
اس صفحۂ دل پر ہے تری آنکھ کا نقشہ	کیجے نظر ہی جسکو یہ صاد نہین ہے
کہنے کو تو سب کہتے ہین۔ ای مشتری اشعار!	لیکن کوئی اب شمس سا اُستاد نہین ہے

معشوق

معشوق تخلص ہے۔ حیدری خانم فیض آبادی کا۔ جسکا صرف ایک شعر پسندیدہ لکھنؤ سے آیا ہے ✦

پان کھا کر جو کہین تھوکدیا اُس گل نے	رشکِ یاقوت بنے باغ کے کنکر پتھر

مغل

مغل تخلص **بیبا جان** نام مشہور بہ **مغل جان** بنت امیر بیگم کا ہے۔ (جو پنڈت گلاب سنگہ کشمیری کے گھر مین تھی۔ اور اُسکی وفات کے بعد ساری عمر تایب رہی۔ اس عورت کے پنڈت مسطور سے جو مرتے وقت کلمہ پڑھکر مدفون ہوا چار لڑکیان اور دو لڑکے پیدا ہوئے۔ ازانجملہ مغل اُسکی پیٹ پوچھن ہے) ایک بہن اُسکی معروف بہ بیگم جان جو سید امیر صاحب خوشنویس دہلوی عرف امیر پنجہ کش کے گھر مین پڑگئی تھی اور بعد وفات سید مرحوم غدر ہی کے زمانہ مین رحلت کرگئی۔ اُسکی بیٹی ولایت نامی ناچنے مین خوب مشاق ہوئی۔ مگر مسکرات کی عادی ہو کر ذلیل و خوار رہی۔ اب اُسکی لڑکی نگہ نامی عنفوانِ جوانی مین تعلیم پا رہی ہے ✦ دوسری

ایک نواب زادہ دہلوی مغل بچہ کے نکاح مین رونق افروز رامپور[۵۱] ہے اور انکا
نسب نامہ مادری بھی مغلون ہی سے ملتا ہے۔ صرف امیر بیگم ہی گردشِ زمانہ
سے پنڈت کے ہاتھ آگئی تھی۔ مگر بعد تو یہ خانگیون کا ڈیرہ خوب مشہور ہوا۔ ناچنے
گانے کا بھی چرچا پھیل گیا۔ املی والی پہاڑی پر ایک مکان رفیع الشان بنوالیا +
رتھ اور پالکی خریدی۔ اسطرح کی ناموری حاصل کی۔ تیسری[۵۲] عمدہ جان نامی۔ جو میرے
ایک عنایت فرما سے آشنائی رکھتی ہے۔ اپنی جوانی کے زمانہ مین اچھا گاتی
تھی۔ اب اپنی لڑکی زہرہ[۵۳] نامی عرف محبوبن کو تعلیم دلوا رہی ہے۔ (اور ہان یہ تو خیر
کچھ فارسی بھی پڑھتی ہے۔ چنانچہ آج کل گلستان کا سبق لیتی ہے۔ اور گاتی بھی
مزہ سے ہے۔ "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات") الغرض یہ مغل خانگی کہلاتی ہے
اسنے پیشۂ عام کو طرح دے ناچ مجرے کو سلام کر فقط ستار ہاتھ مین لے اپنی
خواہندہ کا پہلو برسون گرم کیا۔ اور کسی سے کچھ سروکار نہ رکھا۔ مگر ۱۸۷۷ء[۵۴] کے
شروع سے وہ بھی کسی سبب سے کنارہ کر گیا۔ تو یہ ثابت قدم روزہ نماز کی پابند ہوئی
مسکرات و منہیات سے سوائے زردہ کے سب ترک کر بیٹھی۔ ہان وہ وفاشعار بھی
اسقدر سلوک کرتا رہتا ہے کہ اُسکے کھانے پینے کو کافی ہوتا ہے۔ خدا کے
فضل و کرم سے یہ کسی دوسرے کی محتاج نہین ہے۔ اپنے لواحقون کے
شامل گزارہ کر رہی ہے۔ اللہ جل شانہ اس نیک نیتی کا اُسکو اجر عظیم عطا
فرمائے۔ بہرکیف یہ دو تین غزلین اُسکے نام کی ہین +

جستجو تیری مجھے بعد از فنا تھی مین تھا	روح میری طائر قبلہ نما تھی مین تھا
نعشِ خون آلودہ میری کیون نہین کی پائمال	پانو گئے کو تری کیا بس چلا تھی - مین تھا

[۵۱] ۱۸۸۸ء مین جبکہ یہ کتاب دوسری دفعہ چھپ رہی ہے حاتم صاحبہ حیدرآباد دکن مین رونق افروز ہین۔ بلکہ مغل بچہ کو بھی اُنہون نے اپنے پاس ہی بلا لیا ہے۔ ۱۲ انتہ عفی اللہ عنہ [۵۲] اس کتاب کے چھپتے چھپتے ماہ نومبر ۱۸۸۸ء مین عمدہ جان بعارضہ بخار راہی ملک عدم ہوئی۔ حضرت بشیر خوش تقریر نے اسکی تاریخ وفات یون موزون کی + آن عفیفہ [illegible] دار الفنا + رفت سوئے خلد حسب الحکم خلاق العباد + ملہم غیبی پئے تاریخ کرحیلش بشیر + گفت زیر دامن خیر النسا جاوید باد + تحریر ۱۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بمقام لاہور از نوازشنامہ بشیر درخطابہ پرشاد عفی اللہ عنہ۔ [۵۳] ۱۸۸۸ء و ۱۲۹۶ ہجری مین زہرہ یعنی محبوبن بھی [illegible] نوعمری مین ہی رحلت کر گئی انا للہ و انا الیہ راجعون۔ [۵۴] ۱۸۸۸ء کے اخیر سے وہ شخص بالکل دست بردار [illegible] نائب ہی نائب ہو گئی ہے۔ غنیمت ہے + ستمبر ۱۸۸۲ء کو یہ شاعرہ دکن بھی حیدرآباد مین اپنے [illegible] کے پاس چلی گئی [illegible]

میری ہوتے غیر کو تو نے بلایا کس لئے ؟ — او بتِ کافر یہ کیا طرزِ جفا تھی ہے۔ یین تنہا

جبکہ اُس قاتل نے قتلِ عام پر باندھی کمر — دائی ناکامی کہ۔ وہان خلقِ خدا تھی یین تنہا

برگِ پانو ہارِ گل تھے اور می و جامِ گزک — سبطرح کی اُسکی محفلمین فضا تھی یین تنہا

زلف کی بو سے تا حق مجھپہ برہم ہو گئے — یہ دلِ سودائی کی بیمار خطا تھی یین تنہا

شاخِ گل گلشنمین اُسیر اسطرح دوڑائی ہاتھ — اے مغل! کیا کیجئے اُس گل کا ساتھی یین تنہا

غزل دیگر

حالِ دل کا کرون جو کچھہ اظہار — واجب الرحم سمجھے وہ دلدار

لیک ہے مُہرِ خامشی لب پہ — چپکا بیٹھا ہون مثلِ نقشِ جدار

سے توقع یہ اپنے نالون سے — جلد ہون سینۂ عدو کے پار

دیکھئے کب خدا ملاتا ہے — یار کو یار سے دوبارہ یار

رات دن اے مغل! تصور مین — مثلِ بلبل رہون ہون زار نزار

دیگر

بیوفائی نکر خدا سے ڈر [ہ] — خود نمائی نکر خدا سے ڈر

بحرِ الفت کی انتہا ہے کہان نہ — آشنائی نکر خدا سے ڈر

بیوفاؤن سے کیا وفا ہو گی ؟ — آشنائی نکر خدا سے ڈر

ظاہری زہد کو بھی دیکھہ لیا — پارسائی نکر خدا سے ڈر

ہے حیا دین و دنیا کی زینت — بیحیائی نکر خدا سے ڈر

کیون جلاتا ہے اور مارتا ہے — بت! خدائی نکر خدا سے ڈر

دستِ نازک کا کچھہ خیال نو رکھہ — یون کلائی نکر خدا سے ڈر

باز آ ظلم سے تو خیا طلن! — یہہ سلائی نکر خدا سے ڈر

ہ ولی کا دیوان دیکھنے سے معلوم ہوا کہ یہ مصرع بعینہٖ اُسمین اسطرح موجود ہے * بیوفائی نکر خدا سے ڈر * معلوم ہوا اُس شاعر نے یہ غزل ولی کی لکھی دیکھی تھی۔ لہذا اسکو توارد سمجھنا لازم ہے۔ نہ یہ سرقہ ہے یہ تضمین اس غزل کے شعر مصرعہ کا بھی یہی حال ہے * ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

وہ بُرا ہے۔ تو اُسکو موڑ دی	تو بُرائی نکر خدا سے ڈر
منتون سے منا رہا ہے وہ	اب ڈھٹائی نکر خدا سے ڈر
ہے مغل راتدن ترے قربان	اب جدائی نکر خدا سے ڈر

منور تخلص ہے۔ منور بخش نام لکھنوی۔ مقیم حال جونا گڈہ کا۔ سنا ہے کہ اچھے شعر کہتی ہے لیکن اُسکا کلام ہاتھ نہین آیا۔ صرف ایک مصرعہ سنا گیا ہے جو اُسنے اپنے نام کے سجع مین کہا ہے۔ وہی لکھا جاتا ہے۔ اور کچھ احوال اسکا دریافت نہین ہوا +

یا آلہی دلِ منوّر بخش

منو تخلص ہے۔ منو جان نام۔ سکنہ کرنال کا۔ جو موزونی طبیعت سے کبھی کبھی شعر موزون کرتی ہے +

تو نے کر دیکھا ہر ایک سے بُتِ رعنا اخلاص	جب ہوا نقش ترے دلپہ ہمارا اخلاص
تم سنو یا مت سنو۔ اے جانِ من!	پر دعا ہر صبح دیجاتے ہین ہم

مہتاب تخلص باسم۔ کسی دہلوی عورت بازاری کا یہ شعر نگاہ سے گذرا ہے +

دل اُٹھاتا ہے مرا جور و جفا کیا کیا کچھ	آہ کرتا ہے وہ عیّار دغا کیا کیا کچھ

مہر تخلص جیناجان نام عرف کالی سکنہ کرنال کے یہ شعر دستیاب ہوئے ہین +

بوقتِ نزع بالین پر مرے آئی۔ تو کیا آئے	دمِ آخر جو تمکو ایکدم دیکھا۔ تو کیا دیکھا
یون چمکتا داغِ ہجران مہر کے سینہ مین ہے	جسطرح فانوس مین ہو زیر پیراہن چراغ
ہمکو سینہ سے لگانا چاہئے +	غیر کی چھاتی جلانا چاہئے +

نون کی ردیف

ناز — اس تخلص کی چار نازنینونکا کلام ملا ہے۔ جو بے کم و کاست لکھا گیا ہے +

اول بیجان نامی شاہد بازاری فرخ آبادی یون مترنم ہے +

لوٹا لیا جو ناچمین آسے اٹھا کے ہاتھ		زہرہ بلائین لینے لگی آسمان پر

دومی دلی والی کمانی خانم کی بیٹی۔ بنام گیتیارام بیگم ہے۔ جو نہایت شوخ مزاج بڑی چالاک۔ زبان دراز۔ چال باز۔ چلتی اوزار۔ رنڈیون مین مشہور روزگار ہے اسنے دلی کے ایک رئیس کی ہجو بھی ناموزون موزون کی تھی۔ یہ عورت کبھی کسیکے گھر مین بیٹھ جاتی ہے۔ کبھی پیشہ پر کمر باندھتی ہے۔ ۱۸۷۶ء کے شروع مین یہ شاعرہ جیپور چلی گئی۔ وہانسے اسکے کچھ شعر لالہ کنہیالال صاحب وحشی۔ صاحب جواب الجواب تذکرہ گلشن بیخار لائے۔ کچھ پہلے میرے ہاتھ آئے تھے۔ وہ سب نذر احباب ہین ✤

ہمارا کام یونہین ہر زمان بنا بگڑا		وصال یار کا سامان جہان بنا بگڑا
ہلال لاکھ سر آسمان بنا بگڑا		تمہارے پانو کے ناخن کی ہمسری نہوئی
یہ انکی عین عنایت ہی کرم افزاد کرتے ہین	ایزاد	ہمارے عین لکھنے پر ہزارون صاف کرتے ہین
ہمنے مارا نہ دم وفا کرکے		تم تو اترا گئے جفا کرکے
ابتدا ہی مین انتہا کرکے		ہمنے دکھلا دیا کمال عشق
برا دھوکا ہوا۔ نا آشنا کو۔ آشنا سمجھے		غلط فہمی ہے اپنی۔ آپ کو ہم باوفا سمجھے
ہزارون پیچ ہون جسمین اُسی انسان کیا سمجھے		ہمارا دل زلف کو زنجیر یا دام بلا سمجھے
ہمہی نادان تھے صاحب! جو تم سمجھے بجا سمجھے		تمہین ہم دوست سمجھے دوست کو نا آشنا سمجھے

سومی ایک شہزادی تیموریہ خاندان کی پیرو مذہب امامیہ دہلی میں عمر رسیدہ موجود ہے غدر سے پہلے جوانی کی ترنگ مین شعر کہتی تھی۔ اب جو دو چار یاد تھے۔ خود لکھوا دئے ہین۔ اور وہ یہ ہین ✤

بس نہین چلتا وہان سائی کا		شور ہے اُسکی بیوفائی کا
نہ بنا کوئی ڈھب رہائی کا		دام زلف سیاہ اُسکی سے

گر غلامی علی کی تو اے نازؔ! | ہے اگر دھیان بادشاہی کا
مجھ سے روٹھا وہ یار جانی ہے | جان جانیکی یہ نشانی ہے

چہارمی امیر جان بنت گوہر جان لکھنوی کی یہ غزل موصول ہوئی ہے ؎

اپنے پہلو مین جگہ دی سرِ محفل مجکو | دلدہی یار نے کی دیکھ کے بیدل مجکو
الفتِ یار سے بس ہوگا یہ حاصل مجکو | خاک مین خوب ملائیگا مرا دل مجکو
لیگیا بام پہ وہ حورِ شمائل مجکو | آج معراج کا رتبہ ہوا حاصل مجکو
کرکے تیغِ نگہِ ناز سے بسمل مجکو | دیر تک غور سے دیکھا کیا قاتل مجکو
جسکا دیوانہ و سرگشتہ پھرا کرتا ہون | اُسی لیلی کا دکھا دی کوئی محمل مجکو
اور مہمان ہون کوئی دم کا ذرا ٹھہرو تو | کیا چلے جاوگے اب چھوڑ کے بسمل مجکو؟
بدگمان ہو تو قسم کھانیکو مین حاضر ہون | کیون اُٹھانے نہین دیتی ہو حمایل مجکو؟
ہجر مین اُس یمِ خوبی کے ہوا یہ نقشہ | دل رُلایا کیا پہرون لبِ ساحل مجکو
سببِ گریہ مین اُس بحرِ کرم سے کہتا | گر خدا کرتا عنایت لبِ ساحل مجکو
گرمیان یار نے کین غیر سے میری آگے | صفتِ شمع جلایا سرِ محفل مجکو
چشمِ احباب مین افزون میری عزت ہوجائے | تم جو۔ تو کہکے پکارو سرِ محفل مجکو
نالہ و آہ و بکا۔ کاہشِ دل۔ داغِ جگر۔ | اُس قمر کی ہوا الفت مین یہ حاصل مجکو
زلفِ پُرپیچ کا دیوانہ سمجھ کر جلاد | موسمِ گل مین پنہاتے ہین سلاسل مجکو
اور بھی بعدِ فنا مرتبۂ عالی ہو | گر کرے اپنے شہیدون مین وہ داخل مجکو
قیس کی شکل سے مجنون کسی لیلی کا نہین | دل لئے جاتا ہے کیون جانبِ محمل مجکو
نازؔ احباب کی خاطر سے کہی مینے غزل | گو کہ۔ دیتا تھا اجازت نہ مرا دل تجکو

نازکؔ تخلص زینت جان نام ایک عورت اسی شہر کی نزاکت فروش بازاری ۱۲۹۸ء مین موجود تھی جسکا یہ کلام ہے۔ اغلب ہے کہ۔ اب رحلت کر گئی ہوگی ؎

واہ واہ کیا کہنا ہے۔ ہمارا مطبوعہ دفعۂ ثالث مین لکھدیا۔ نہ سلونت سے اسکی خبر نہ نشان مقام ہے یہ دو شعر اسکے یاد تھے لکھدیے + محققان زمانہ اس تحریر سے تاثیر کو ملاحظہ فرمائین ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

یاد آتی ہے اُن انکھوںمین آمدہ نشہ کی	ساقی مئے گلرنگ سے جب جام بھرے ہے
ہے نالہ وزاری کا مرے شور فلک تک	پر وہ بت گلفام کوئی کان دھرے ہے

نازک دوسری نازک مذام سیہ فام فتن جان نام خوشخرام شیرین کلام ہے۔ جو میرزا شاہرخ بہادر مرحوم کی گائینون مین تھی۔ وہانسے امام خان گوئے کے ذریعہ سے مع مناجان والدہ بتن جان رقاصہ متوفی کے ڈیرہ مین آئی۔ اور ناچنے گانے مین مشہور ہوئی یہ شاعرہ اکثر لکھنؤ کے ڈھنگ برتتی ہے۔ مثنوی بہار عشق کو بہت ہی مزہ سے پڑھتی ہے۔ اور اس مسدس کو خوب ہی ادا کرتی ہے ؛ ؎ مشہور ہے کہ تھا کوئی ایک خواجہ مصحفی ؛ الخ چال بازبھی ایسی ہی بنی کہ۔ اپنا ثانی نہ رکھا سنا ہے کہ۔ اسنے کبھی تماشبین کو خرچی چکا کر نہین رکھا۔ مگر دو چار روز کے بعد اُسپر وہ چھپر رکھا کہ۔ سر نہ اُٹھا سکا۔ جو اسکے پنجہ مین پھنسا۔ اُسکے چھکے چھوٹ گئے۔ اس آفت جان کی بدولت ایک دو بیچارے مارے بھی گئے۔ بعض اسکی کھکھیڑ سہار گئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ۔ اس بہروپن نے بنارسی شہزادی کا بھیس بنایا۔ اور دلّی کے ایک رئیس زادہ ہندو کو جو رنڈیون سے متنفر اور چھنالون کیطرف مائل رہتا تھا دام تزویر مین پھنسایا۔ ابتو پو بارہ ہو گئے۔ ہزارون کے وارے نیارے ہو گئے۔ ہفتہ عشرہ مین خود ہی راز فاش کر دیا۔ اُس سادہ لوح کو چھٹا دیا۔ باوجود ایسی چالاکیون کے یہ دلربا دلفریب اپنے آشناؤن کی ایسی خاطر مدارات کرتی ہے کہ۔ جسکی نظیر مینے اور کوئی نہین سنی۔ غرضیکہ اس زمانہ مین پوری بیسوا ہے۔ یہ مثل شاید اسی کیواسطے درست ہے ؎ "اُن سے مارے تان سے مارے ران سے مارے جان سے مارے" ؛

مہاراجہ شودان سنگھ بہادر مرحوم مغفور والی الور کے لڑکا پیدا ہوا تو اس رقاصہ نے بھی جا کر مجرا کیا۔ اور اپنی چرب زبانی وشیرین کلامی سے مہاراجہ صاحب کو ایسا مائل کیا کہ۔ ہر روز کی حاضری کا حکم لیا۔ وقت خواب عرصہ تک مثنوی سناتی

رہتی تھی۔ یون مشتاقون کو لبھاتی رہتی تھی۔ وہین چند اشعار جلسۂ مذکور کے بیا تمین موزون کر سنائے۔ منجملہ اُنکے چار شعر مجھے بھی لکھوائے ہین۔ مگر انپر یہ مثل ہے کہ
مـ نو سو چوہے کھاکے بلی حج کو چلی" یعنے ممنوعاتِ شرعی سے توبہ کرا ایک مسلمان کو گھیر لیا ہے۔ گو بظاہر نکاح نہین کیا۔ لیکن نکاح کی شرطین پوری کر رہی ہے۔ مسئلہ مسائل کی کتابین بھی پڑھ رہی ہے۔ کلام اللہ بھی پڑھی ہوئی ہے۔ کسیقدر زبان فارسی سے بھی آشنا ہے۔ المختصر یہ شعر اُسکے ہین۔ جو اُسنے خود لکھوا دئے ہین ✤

کہتا ہو تمین خدا سے یہ اب جرائے دل
ایسا نہو کہ میرا کسی بت پر آئے دل

ڈرتے رہو خدا سے بتو ظلم مت کرو
ایسا نہو کہ۔ تمکو کوئی دے سزائے دل

بس جائیے یہان سے نہ باتین بنائیے
تلوون سے ملکے پھینکئے۔ جو ایسا ستائے دل

نازک ہے شبِ فراق مین اتنا نزو ستائیے
اُنکو نکی جابکل نہ پڑین لحنت ہائے دل

جلوہ گر ہے رونق پر یہ جلسۂ لاثانی ہے
چکر مین ہے جس سے فلک ہر اختر کو حیرانی ہے

کوئی پہنتی اوڑھنی چادر کوئی دوشالہ سر سے تر
سرخ کیسا جوڑا ہے پوشاک کیسی دھانی ہے

آج ہی یہ اُس عقدہ کشا کی لحنت جگر کی سالگرہ
ہوگئی جسکے باعث سے۔ دل بستونکی آسانی ہے

بزم طرب آراستہ یہ کیا قاعدہ اور آداب سے ہے
والی الور کا ہے سنا دربار بھی سلطانی ہے

تجیبن اس تخلص کی ایک عورت کا کلام ایک عنایت فرمانے عنایت فرمایا اور کچھہ حال بتایا ✤

چشم بد دور۔ گرہی ہے آنکھ
دل جگر بین تو دو نو کھو بیٹھی

ہوگئی دو جہان مین وہ بھی غنی
تکیہ کر کر خدا پہ جو بیٹھی

تجیلین تخلص یہ اسم دہلی کے اُردو بازار کی رونق انگیز تھی۔ جسکی گفتگو فصیح و شگفت بلکہ جگت آمیز تھی۔ سنا ہے کہ اُسنے ایک غزل پان کے تلازمہ پر کہی تھی جسکا ایک شعر کسی مہربان نے سنایا۔ وہ ہی درجِ اوراق ہوا ✤

ٹک دیکھو بعد مرگ میرے انتظار کو	نرگس نے چھالیا ہے ہمارے مزار کو

نزاکت

نزالکت اس موزون تخلص کی مصداق تین نزاکت شعارون کی حقیقت آنکھ
اپنی نزاکت ظاہری و باطنی سے جلوہ گری کرتی ہے ✣

اول وہ نزاکت تخلص رجو نام نارنول کی بت بازاری ستم شعاری ہے۔ جو شیفتہ
مرحوم صاحب گلشن بیخار کی دوست داری سے شاعری مین نام پاگئی۔ انجام کار
حضرت سلطانجی صاحب کے قدمو نمین جا مدفون ہوئی۔ اور جنگا نامی اسکی دوسری بہن
میر رحم علی مختار کار عدالت فوجداری کے گھرمین پڑ گئی تھی۔ یہ دونو خانگیان یکتائے
زمانہ مشہور تھین۔ چرخہ والون مین انکا مکان عالیشان ابتک موجود ہے۔ جسکو
لالہ لچھمین نراین صاحب ساہو کار کہتھری اور حکیم احسن اللہ خانصاحب بہادر مرحوم مین مرۃ
بعد اخری خرید فرما کر اپنے اپنے تحت و تصرف مین لاچکے ہین۔ اور غدر کے بعد
ایک برنچ اسکول بھی اسمین جاری ہوا تھا۔ اب اس کے متصل ایک مشن اسکول کی شاخ
ہے۔ الحاصل رجو کا یہ کلام ہے ✣

بسکہ رہتا ہے یار آنکھو نمین	ہے نظر بیقرار آنکھو نمین
محفل گلرخان مین وہ گلرو	لیگیا دل ہزار آنکھو نمین
سرمۂ خاک پا عنایت ہو	آگیا ہے غبار آنکھو نمین
یاد آئے کمر جو گلشن مین	ہو رگ گل بھی خار آنکھو نمین
کہئے جو رقیبون کی برائی۔ تو کہے وہ	"ہے وہ ہی وفا دار جو ایسو نسے بنا ہے"
پڑا ہی خون دل سر سے قدم تک جا بجا میرے	بنایا ہی مجھے گویا کہ۔ خاک کو ئے قاتل سے
کہتا ہے "آپکی بھی ہی کیا عاشقی غلط"	گر کہئے تیری عہد مین الفت نہین رہی
کیون نہ مین قربان ہون یہ عجب کہی ہی نازسے	ہمکو جفا کا شوق ہی۔ اہل وفا کون ہے،
مری شوق نہانکی تاثیر دیکھو	کہ۔ دلدار بھی جی لگا جاتا ہے

لطیفہ مرے نام کا جانتا ہے		نزاکت ہون پرناتوان محبت
چاہت تری غیرونکو بھی ہوگی مگر ایسی		نا منصفی اور اے بت بیداد گر ایسی !
جی کا ہیکو ٹھیریگا ستائی اگر ایسی		کہتے ہو علاج آپ کرینگے خفقان کا ؛
تقصیر نہوگی کبھی بار دگر ایسی		حرمان ہے اگر چاہ کی تقدیر تو ظالم !
کہتا ہے کسی سے کوئی نادان خبر ایسی		ہم بزمی دشمن کو چھپاتا ہے۔ تو قاصد !
اللہ ! یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہے		ملاتی ہے گرمی کی نگہہ سے وہ گل اندام

دوم وہ نزاکت تخلص کند و نام بنت حسینی ہے۔ جو خوشحالی والی دلی کی کنچنی مشہور ڈیرہ دار ہے۔ اور بالفعل جیپور مین اقامت گزین ہے۔ گو نا خواندہ ہے مگر طبیعت موزون رکھتی ہے ستار خوب بجاتی ہے۔ میر واجد علی لکھنوی شگفتہ مقیم جیپور سے مشورہ سخنی ہے یہ شعر اسکی زبانی لکھے گئے ؛

مین گرفتار ہون تو تیرا ہون		بلبل زار ہون تو تیرا ہون
مین گنہگار ہون تو تیرا ہون		ان فرشتون کو واسطہ مجھسے
مین طلبگار ہون تو تیرا ہون		خواہش دین نہ کام دنیا سے
مین جو بیمار ہون تو تیرا ہون		ہون نہ اچھا کبھی مسیحا سے
بندہ اے یار ہون تو تیرا ہون		سجدہ کروانہ غیر کے آگے

ہمین غیرون سے بھڑکاتے ہین آپ آرام کرتے ہین
کسیکے کام سے کیا کام ! ہم اپنا کام کرتے ہین
نہ بوسہ رخ کا دیتے ہین۔ نہ گیسو چھونے دیتے ہین
یون ہی اک عمر گزری ہے کہ۔ صبح و شام کرتے ہین
ہوئے دو چار خون۔ گر نگاہی سے۔ عجب کیا ہے ؟
وہ جب مہندی لگاتے ہین۔ تو قتل عام کرتے ہین

جگاتا ہے اُنہین تا صبح اکدن وصل کی شب مین
ابھی سونے دو گر طالعے مری آرام کرتے ہین

تنبیہ اس شاعرہ کے کلام پربعض جا سرقہ کا احتمال کرتے ہین۔ مگر مینے جسطرح اُسکے مُنہ سے سنا لکھدیا۔ ۱۸۷۶ء مین یہ شاعرہ بیمار ہ اپنا معالجہ کرنے وارد دہلی ہوئی تھی۔ اور ریوڑی والہ کٹرہ مین ٹھیری تھی۔ اُسوقت مین خود اس سے ملا تھا ✤

سوم وہ نزاکت تخلص کی محبوبہ بازاری مقیمہ بمبئی ہے۔ جسنے ایک رقعہ نثر کا مع غزل لاحقہ اسمی زہرہ و مشتری لکھنوی کے مشتہر کیا تھا۔ مینے طولِ فضول سمجھکر اُسے قلم انداز کیا۔ صرف غزل کو لکھ لیا۔ وہو ہذا ✤

نزاکت

نہین گر ترے در پہ جانیکے قابل	یہ قسمت ہے کس کام آنیکے قابل
جسے دیکھئے بیوفا سنگدل ہے	نہین بُت کوئی دل لگانے کے قابل
نہین کیا کیا ضعف نے کام اپنا	نہین ہم رہے لب ہلانیکے قابل
کیا عشق نے ہمکو بدنام سب مین	کہان اب رہے مُنہ دکھانیکے قابل
اسی سے ہے درد والم عاشقون کو	یہ ہے نقش الفت مٹانیکے قابل
غضب کیا کشش دلکی اُس سے ملادے	کہ ہے اسمین طاقت ملانیکے قابل
عبث ایک بیدرد سے دل لگا کے	ہوئے ہم غم و غصہ کھانیکے قابل
عجب دور آیا ہے ناقابلون کا	فلک ہین کہان ہو وہ زمانیکے قابل
اگر بزم مین ہو نہ ساقی نزاکت	تو پھر تو نہین مُنہ لگانیکے قابل

نشاطی

نشاطی سنا ہے کہ۔ اس تخلص کی کوئی عصمت پناہ لکھنؤ مین یون لب کشاہے

کیا کہین تم سے ہم کہ۔ کیا ہین ہم	پاکدامن ہین۔ پارسا ہین ہم

نظیر تخلص باسم کسی شاعرہ کا یہ مطلع گوش آشنا ہے ✤

جو تو اغیار کے پہلو مین میان رہتا ہے — مجکو تنہائی مین پہرون خفقان رہتا ہے

نوران نامی کسی فرخ آبادی عوت کا یہ شعر ہاتھ آیا ہے ✤

مارا تھا تیری زلف نی کل جسکو گلبدن — باغ جہان سے آج وہ بیمار اٹھ گیا

واو کی ردیف

وزیر ہم تخلص و ہم نام کسی عورت خیرابادی ماہرو بازاری کا یہ کلام ہے ✤

کسی پردہ دار کا غم۔ جو نہ پردہ دار ہوتا — تو نہ استخوان مین ہرگز میرے غبار ہوتا

یہ غضب نہین تو کیا ہی کہ۔ چمن ہے اور گھٹا ہی — یہ وہ وقت ہے کہ۔ جام مئی ناب و یار ہوتا

نہین جب ثبات دنیا۔ تو مجھے ترا گلہ کیا — مری ساتھہ عہد کیونکر؟ ترا استوار ہوتا

تجھے کب غفور کہتا؟ کوئی ای کریم و راحم! — کسے بخشتا؟ جو کوئی نہ گناہگار ہوتا [1]

ولایتی تخلص شاید کسی شہزادی تیموریہ کا ہو۔ جسکے نام سے قدری ہولی نہایت مشہور ہوئی تھی۔ جسکا مقطع یہ ہے ✤

چودہ کا وہ سال مہینا ماہ کا سن لو بھائی — روز جمعہ کا تہہ دوج تھی ولایتی بیگم نے ہولی گائی

سمبت ۱۹۱۲ کری دونو کی بڑائی ✤ — شہر مین کیسی ہوری مچائی

ہاء ہوز کی ردیف

ہوس تخلص کسی مجہول الحال کی یہ مقال ہے ✤

عمر انسان جسقدر بڑہ جائے ہے — اتنی ہی دیکھو ہوس ہو جائے ہے

یاء مثناہ تحتانی کی ردیف

یاد تخلص کسی شاہزادی دہلوی کا ہے۔ جو میرے ایک مہربان سے ربط ضبط

[1] گناہ من ار نامدہ در شمار - ترا نام کے بود آمرزگار - کا اچھا ترجمہ کیا ہے - ۱۲ منہ

رکھتی تھی اور اُنہیں سے شعر کی اصلاح لیتی تھی۔ اُنہوں نے اسکی تاریخ وفات یوں موزوں فرمائی ہے ؏

لحد میں یاد نے جب منہ چھپایا
کہو تاریخ اُسکی کون کہوے؟
رہا ہے کثرت غم سے کسے ہوش
ہوئی جو یاد آب از خود فراموش

الغرض اگرچہ یاد مرحومہ سے بہت سا کلام یادگار ہے۔ مگر ایک قطعہ جو اُسنے اپنی نزع کی حالت میں کہا تھا۔ بنظر یادگاری درج ہوتا ہے۔ وہو ہذا ؏

عبث فکر درمان ہے اے اقربا!
کہ۔ اب یاد تو یاں سے چلنے کو ہے
سرانجام غسل و کفن کر رکھو
تن زار سے جان نکلنے کو ہے

یاس

یاس تخلص ہے آفتاب بیگم کا۔ جو فیض آباد میں اپنی نازک خیالی کو ظاہر کر رہی ہے ؏

اُڑنے وہ نخچیر یاد شوق میں بے پر لگا
تیر تیرا جس کسیکے اے پری پیکر! لگا
کیا خبر سودائیونکو موسم گل کی ہوئی
میری تربت پر برسنے راند ن پتھر لگا
اب بھی گر آتا ہے۔ تو جلد اے ایلچی خبر
لے مسیحا! ابتو دم آنے مرے لب پر لگا
حال تیرے زار کا نوع دگر ہونے لگا
جان بلب عاشق ترا اے سیمبر ہونے لگا

یاسمن تخلص کی چنبیلی نامی انشاءاللہ خانصاحب مرحوم کی کنیز با تمیز تھی زہد پارسائی کے سبب نکاح کرنے سے بھی متنفر تھی۔ مگر کہتے ہیں کہ۔ انشا نے بحکم شرع اُسکا نکاح کر ہی دیا۔ پس یہ پاکدامنہ تیسرے ہی روز رحلت کر گئی۔ واللہ اعلم کہ۔ اسمیں کیا اسرار تھا۔ الغرض یہ کلام اُسکا یادگار رہگیا ؏

گردش بخت سے ہم ہوں دوچار
پھر ترا رنگذر یاد آیا
یاد آیا مجھے گھر دیکھکے دشت
دشت کو دیکھکے گھر یاد آیا
سرمہ کھلوایا خموشی نے مجھے
وہ جو منظور نظر یاد آیا
صبح جاتا رہا قرار کے ساتھ
پر میرے دل سے جان تو نگیا

شیخ جی کا مگر وضو ٹکپا	دختر رز سے رات صحبت تھی

یاسمین تخلص ورتومن نام سی کسی سہارنپوری شاعرہ کی غزلین بزم سخن اور گلدستہ مین طبع ہوئی ہین۔ جنکے مطلعے یہ ہین +

ہے فقط مشتاق اب وہ شربت دیدار کا	کام آخر ہو چکا کہدو ترے بیمار کا
پر یہ پھر بھی مری زخم جگر آتے نہین	کونسے دن رکھنے پھایا چارہ گر آتے نہین
چشمونسے ایک آنسوین دریا اُبل گئے	طفل سرشک رونے پہ جسدم مچل گئے

لا اعلم شعر لاحقہ کی نسبت سنا ہے کہ کسی عورت کا کلام ہے +

اُدھر جاتا ہی دیکھین۔ یا ادھر پروانہ آتا ہے	رخ روشن کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہین

خاتمہ الکتاب

الحمد للہ والمنۃ کہ۔ یہ گلدستۂ رشک دہ صد بہار۔ باہزاران زیب و زینت حسب تمنا ئے احباب مرتب ہوا۔ جوکہ۔ اسمین مستورات کی خیال بندیان ہین۔ اسکا نام تاریخی مرآت خیالی ۱۲۹۲ رکھا گیا +

یا الٰہی یہ گل نوشگفتہ کی شمیم عنبر بیز غیرت افزائے دسمنبوئے پرویز سے عالم کے دماغ کو تازگی بخشے۔ اور آئینۂ بہان کے دل صفامنزل کو تعلیم نسوان پر مائل کرے +

+ آمین یارب العالمین +

قطعات تاریخ انطباع دفعہ اول جو مین اندازجو اُسکی شایع ہونیکے بعد موصول ہوئی ہین اور نیز تقریظین جو سخن وران انصاف پسندون نے مرحمت فرمائی ہین

قطعہ تاریخی الطبعت ۔۔۔ فاضل بے بدل۔ عالم بے بدل۔ ماہر علوم عربیہ۔ واقف فنون انگلشیہ مرزا اشرف بیگ خان صاحب اشرف مرحوم خلف الخلف جناب نواب

فاضل بیگ خانصاحب دہلوی +

این ماتم سخت است کہ گویند جوانمرد

افسوس کہ یہ نوبادہ جوانی مترجمی سنٹرل بکڈپو پنجاب سے دہلی کے ضلع سکول کی مدرسی فارسی وعربی پر مشرف ہوکر ۱۲۹۹ ہجری کے اخیر مین عازم ملک بقا ہوا +

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

(حقہ قدر عزیز جو کہ کلام عجیب شاعرات ہند ہے) ۱۲۹۵ ہنوی از حرف مہملہ - ۱۸۷۵ء از منقوط من الکلام بشیر خوش تقریر سلمہ القدیر - جنکے اوصاف گلشن ناز کے ضمن مین تحریر ہین -

از فضل ایزدی چمن انداز طبع گشت کلک بشیر کرد و تاریخہا رقم		لاریب ہست قابل تحسین و مرحبا شائستہ بوستان - وچمن از خوش فزا ۱۲۹۵ ۱۲۹۵
نادر خوش فکر ویکتائے زمان گفت سالش بلبل فکر بشیر	دیگر	تذکرہ فرمود حیرت ناک طبع نغمہائے طوطیان پاک طبع ۱۲۹۵ھ
خہی این نسخہ چون مطبوع فرمود بشیر بیتکلف گفت سالش	دیگر	شدہ مطبوع طبع شایقینان پدید آمد ریاض نازنینان ۱۸۷۸ء
نادر خوش کلام وسحربیان خامہ تاریخ عیسوی بنوشت	دیگر	چمن انداز طبع زد فی الحال تذکرہ طبع شد بصد آمال ۱۸۷۸ء

نقل خط جناب میر محمد علی صاحب جویا مرادآبادی (صاحب سرود غیبی رونق افروز سوائی جیپور کہ - فی زمانہ تاریخ گو یگانہ ویکتا شاعر - نکات شاعری سے ماہر - یکتا دبیر معلومات منشی گری مین بینظیر - صاحب تحریر پرتاثیر - بولنے مین خوش تقریر - مین

موصولہ ۱۴ - اپریل ۱۸۸۲ء بمقام لاہور +

قدردان جویا سلامت

ابھی جناب آپکا رسالہ مرات خیالی اتفاق سے ایک سوداگر میرے پاس لایا - اسکو

کھول کر پڑھتا ہون - تو وہ آفتابِ جمالی ہے - سبحان اللہ! سبحان اللہ! سبحان اللہ کیا رسالہ تالیف کیا ہے کہ - عاشقون کی جان معشوقون کا ایمان - رسالہ کیا ہے کانِ محبت جانِ الفت ہے - مین تو اس رسالہ کو دیکھکر چار گھڑی تک حیران رہا کہ اس قسم کا رسالہ محبت کا قبالہ دیکھا نہ سنا -

رسالہ کو دیکھکر یہ لطف آیا کہ - گویا مین خواب دیکھ رہا ہون - اور اُس خواب مین یہ دیکھتا ہون گویا ایک باغ ہے - جنت کا چشم وچراغ ہے - اُس باغ مین ایک محل ہزار سامان سے آراستہ - اور اُس محل مین ہزار پری پیکر حور جمال مہتمثال ہزار ناز و کرشمہ کے ساتھ بیٹھی ہین - اُن پریرویون کا مشاعرہ ہے - ہر ایک ماہرو اپنے اپنے اشعار پڑھ رہی ہے - اور جسکا جو شعر ہے وہ لاجواب ہے - دیوانِ عشق کا انتخاب ہے + آنکھ کھل گئی - تو کیا دیکھتا ہون کہ - مرات خیالی ہاتھ مین ہے - واللہ عجیب کتاب ہے - لاجواب ہے +

پڑھتے پڑھتے جب عابدہ یعنے نواب امراو بیگم کے نام پر پہنچا - تو اپنا نام بھی اور رسالہ خیابان کا ذکر بھی دیکھا - آپنے ذرہ کو آفتاب بنایا - اور خاک کو آسمان پر بٹھایا - آپ بڑے قدردان ہو - حق تو یہ ہے کہ - مین آپکی ان عنایتون کا شکریہ ادا نہین کرسکتا ہون - من آنم کہ من دانم - آپنے وہ کام کیا ہے کہ - مجکو تا زندگی ممنون رہنا چاہیئے - اور بعد مرنیکے بھی مشکور رہنا چاہیئے ہمیشہ کو یادگار رہا +

اور جہان جہان آپنے اصلاح فرمائی ہے - واللہ بہت درست ہے - مین مانگیا لیکن مطبع والون نے بہت غلطیان کردی ہین - اب نظرِ ثانی مین درست کرونگا اور آپکی اصلاح کو قائم رکھونگا +

کیا کہون آپنے مجکو نہ لکھا - ورنہ عابدہ کا کلام دیوان سے بھیجدیتا - میرے پاس ہے اب منظور ہو تو لکھنا + اور خط کتابت جاری رکھیئے - جس سے ایک طرح کی ملاقات ہوتی

رہے۔ اور لایقہ اسطرفسے مسرور کرتے رہئے۔ اور اپنی کیفیت سے اطلاع بخشئے

بقلم سید محمد علی جویا نائب کوتوال شہر جبلپور ۸ اپریل ۱۸۸۶ء

چمن انداز مولفہ محقق شیوا زبان و مولف جادو بیان منشی درگا پرشاد صاحب نادر تخلص دہلوی ہیڈ ماسٹر اکزیمنر اجوکیشنل پریس لاہور سلمہ اللہ تعالی کا ریویو

ہمارے پاس یہ کتاب ایک معزز کرمفرما کی وساطت سے پہنچی۔ ہمنے سرتا پا اسکا مطالعہ کیا۔ اور ایک بیہا جوہر پایا۔ مصنف سلمہ نے شاعرہ عورتون کے تذکرہ مین جو ہندوستان مین۔ گزری ہین۔ یہ کتاب تحریر فرمائی ہے۔ اور ایکسو چوالیس ۱۴۴ عورتونکا اسمین ذکر کیا ہے۔ اور سب کے نام ردیف وار لکھے ہین۔ اور ہر ایک عورت کے حالات جسقدر مل سکے مختصر اور مسجع عبارت مین لکھے ہین۔ حتی المقدور نہایت کوشش کے ساتھ جسقدر حالات اُنکے نزدیک صحیح معلوم ہوئے وہی درج کئے۔ باقی چھوڑ دیئے * فی الحقیقت تذکرہ کی خوبی یہی ہے کہ۔ صحیح صحیح حالات اُسمین لکھے جائین۔ نہ یہ کہ خواہ مخواہ طوالت اور مبالغہ سے کام لیا جاے۔ اور آنا پ شناپ اُسمین بھر دیا جائے۔ جو ناظرین کو گمراہ اور کتاب کو بے وقعت کر دے * معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مصنف کے پاس اس قسم کے چند نسخہ اور بھی تھے جو تصنیف کے وقت مطالعہ مین تھے مگر اُنسے مصنف کو کچھ مدد نہین مل سکی۔ بلکہ اکثر مقامات مین انکو رد کیا گیا ہے۔ اور اُنکی غلط بیانی ظاہر کی گئی ہے * یہ بھی اس تذکرہ مین ایک بڑی خوبی کی بات ہے کہ۔ مصنف نے اکثر اپنی ہمعصر شاعرات کا ذکر کیا ہے۔ اور بہتونکو اُنمین سے بچشم خود دیکھا ہے۔ اور دوستون کے ذریعہ سے اکثر کا احوال دریافت کیا ہے۔ غرض ہمارے نزدیک اس تذکرہ کے معتبر ہونیمین کچھ کلام نہین۔ مصنف کی کوشش و محنت کی جسقدر تعریف کیجائے بہت کم ہے۔ جب سے لکھنؤ اور دہلی کی سلطنتین زائل ہوئی ہین ہندوستان مین شعر و شاعری بکار

بہت کم ہوگیا ہے۔ باوجود اسکے بھی جو شاعر خصوصاً عورتین موجود ہون وہ مردونکی برابر بلکہ اُنسے بہتر شعر کہہ سکین۔ تو یہ بھی غنیمت ہے۔ اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عورتین بھی کرین۔ تو مردونکی برابر لیاقت پیدا کر سکتی ہین۔ اور یہ لیاقت بالتخصیص یورپ ہی کی عورتون کا حصہ نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک ملک کی عورتون کو خدا نے قابلیت کا مادہ عطا کیا ہے +

اس کتاب کے مطالعہ سے ہر ایک خیال کا آدمی مستفید ہو سکتا ہے۔ جو لوگ سخن فہمی کا مذاق رکھتے ہین اُنکے مطالعہ کے لئے ایک عمدہ سفینہ ہر قسم کے اشعار کا ہے۔ جو لوگ تاریخ کے شائق ہین وہ تاریخ کا لطف اُٹھا سکتے ہین۔ جنکو ناز و انداز زہرہ جبینان مشتری خصال کی گفتگو بھاتی ہے۔ وہ بھی اپنے دلکے ارمان نکال سکتے ہین۔ جن لوگونکا آج کل یہ عقیدہ ہے کہ ہندوستان مین تعلیم نسوان مروج نہین ہوئی اُنکے دفع وہم کے لئے یہ کتاب کافی دلیل ہے کہ اس ملک مین عورتونکی تعلیم پہلے سے جاری تھی۔ اور بہت عمدہ تعلیم ہوا کرتی تھی۔ اب جو سرکار کی توجہ سے جابجا زنانہ مدارس قائم ہین۔ اور لاکھون روپیہ سرکار کے صرف ہوتے ہین پھر بھی وہ بات حاصل نہین جو پہلے تھی۔ ہمنے ہرگز نہین سُنا کہ حال کی تعلیم یافتہ عورتون مین سے کوئی شاعرہ ہوئی ہو۔ جتنی شعر کہنے والیونکا ذکر اس تذکرہ مین ہے۔ وہ سب خانگی تعلیم یافتہ ہین۔ ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ صرف اسیقدر شعر کہنے والیان ہندوستان مین ہوئی ہین۔ بلکہ عجب نہین کہ اور بھی ہون۔ حضرت مصنف بھی اس احتمال کے قائل ہین۔ پس معلوم ہوا کہ ہندوستان مین تعلیم نسوان پہلے ہی سے جاری ہے +

سلہ ہان یہ افسوس ہے کہ جسقدر عورتونکا ذکر کیا گیا ہے۔ اُنمین شریف بہت کم ہین۔ اور اکثر بازاری عورتیت ہین۔ اسکی وجہ صرف یہی معلوم ہوتی ہے کہ اشراف

سلہ بقیہ صفحہ آئندہ پر دیکھو ۱۲

خاندان مین (جو پُرانے خیال کے آدمی تھے) تعلیم نسوان ایک عیب کی بات سمجھی جاتی تھی۔ اور شاہدانِ بازاری لیاقت پیدا کرنیکو اپنی گرم بازاری کا ذریعہ جانتی تھین ٭

۵۲ نمونہ کیطور پر ہم ایک شاعرہ کا حال نقل کرتے ہین ٭

ان چند سطرون سے ناظرین دریافت کر لینگے کہ۔ کس درجہ تک تحقیقات کا حق ادا کیا۔ دادِ فصاحت و بلاغت دی ہے۔ کیونکہ نہ ہو آخر ما شا اللہ دلی کی رئیس زادے اور اہلِ زبان ہین ٭

اربابِ بصیرت پر یہ بھی واضح ہو کہ تذکرہ النسا نادری کے دو حصے ہین۔ پہلا گلشن ناز دوسرا چمن انداز ہمنے فقط دوسرے حصہ کا ریویو لکھا ہے۔ پہلا حصہ ہمین نہین ملا۔ ہان اسی حصہ کے ساتھ ایک مختصر تکملہ پہلے حصہ کا چھپا ہے طرزِ تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ۔ وہ فارسی زبان مین شعر کہنے والیونکا تذکرہ ہے۔ اور یہ اُردو لکھنے والیونکا۔ شاید ہمارا یہ قیاس صحیح ہو۔ بہرحال جو کچھ لکھا ہے بے بدل لکھا ہے۔ اور مصنف سلمہ ربہ نے نہایت فائدہ مند یادگار چھوڑی ہے یہ بھی واضح ہو کہ۔ حضرت مصنف صرف اسی کتاب کے مصنف نہین ہین۔ بلکہ اور بھی نہایت عمدہ تصانیف صفحۂ روزگار پر یادگار رکھتے ہین۔ ازانجملہ رسالہ ہشت ثمین

---

۵۱ قولہ ہان یہ افسوس ہے۔۔۔ الخ جناب اڈیٹر صاحب آپکی اس افسوس کو بندہ اس معروضہ سے رفع کرتا ہے کہ۔ شریف زادیونکو شاعری کی ممانعت رہتی ہے۔ دینیات کیطرف زیادہ رغبت دلائی جاتی ہے۔ دوسرے اُنکا کلام دستیاب ہونا بہت مشکل ہے۔ اسپر بھی چمن انداز کی (۱۴۴) شاعرون مین ستاون (۵۷) اہلی مانسون کا کلام موجود ہے ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ ۔

۵۲ قولہ نمونہ ۔۔۔ الخ صاحب خیار نے اسموقعہ پر چند آدمی کا پورا پورا حال درج فرمایا۔ بندہ نے اُسے چھوڑ دیا۔ کیونکہ اصل کتاب مین موجود ہے۔ ۱۲ منہ عفی اللہ عنہ

معلم المبتدی۔ لب لباب قصہ ممتاز صف شکن۔ شجرۂ گلزار یعنے نسب نامہ تیموری۔ تذکرہ۔ نادر الاذکار شعراء دکنی ہین * (نکات الحساب۔ ترجمہ رسالہ نحو فارسی صہبائی وغیرہ)

اشتہار مشتہرہ کوہ نور کذب سے دور..... نمبر ۵۶ جلد ۳۰ مطبوعہ ۲۸ دسمبر ۱۸۸۴ع

مرات خیالی

مندرجہ عنوان رسالہ جسکا اصل نام چمن انداز ہے اور مندرجہ عنوان نام صرف تاریخ تالیف کے لحاظ سے رکھا گیا ہے۔ رسالہ گلشن ناز کا دوسرا حصہ ہے۔ جسکا ریویو سال گزشتہ مین درج اخبار ہوکر ہدیہ ناظرین ہوچکا ہے *

اس رسالہ کے مصنف صاحب طبع تسلیم۔ عالی جوہر منشی درگا پرشا صاحب نادر نے شب روز کی نہایت عرقریزی سے اسمین عورات شاعرہ نادرۂ روزگار کے حالات مع انکے منتخب اشعار کے درج کئے ہین * رسالہ قابل دید ہے۔ اور مولف صاحب کی محنت قابل قدر۔ ایسے لوگونکا وجود مغتنمات سے خیال کیا جاتا ہے۔ جو اپنے اہل وطن کے لئے اپنے اوپر اتنی محنت شاقہ گوارہ کرکے ایسی ایسی عمدہ یادگارین زمانہ مین چھوڑجاتے ہین۔ جسکے علاوہ انکے بقائے نام کے اُس چیز کی بقا تک انکے ہموطن مستفید ہوتے رہین * اس رسالہ کی ضخامت ۹۶ صفحہ کی بتقطیع ۲۰ + ۲۶ ہے۔ سرام پوری کاغذ پر چھپا ہوا ہے قیمت ۸ / ہے۔

نقل خط آمدہ سیتاپور مرسولہ ۳۰ جون ۱۸۸۴ع مقام لاہور *

مجموعہ خوبی ہائے بیکران۔ مظہر الطاف فراوان۔ مجمع محاسن اشفاق و اخلاق۔ شاعر نازک خیال منشی بیمثال درگا پرشاد صاحب المتخلص بہ نادر دام اشفاقکم *

تسلیم عرض ہے۔ اشتیاق مالایطاق ملاقات کثیر الافادت کی تحریر یا تقریر زبان قلم سے یا میرے لسان سے باہر ہے *

شکر ہے اللہ کا کہ مین خیریت سے ہون۔ اور آپکی نوید صحت و سری کا اُسکی جناب سے شب و روز

جو یا رہتا ہون + تذکرہ چمن انداز کہ جو بنام تذکرۃ النسوان ہم مشہور ہے - مینے در نیو لاتیغر بہجا مطالعہ بین لئے - سبحان اللہ ہر فقرہ جسکا نہایت پر مضمون ہے - اور طرح طرح کے عمدہ نثر موزون خاص بحبیر خاطر عنایت ماثر کا ایک دُرِ مکنون ہے - نقطہ نقطہ دلربا ہے - ہر حرف جانفزا ہے - والا حوصلگی اور بلند رتبگی مین شاعر مصنف کے کسکو کلام ہے - اور جس کسی معترض حاسد بدبین کو کلام ہے - وہ کج فہم مطعونِ خاص و عام ہے +

خیر خاکسار اکثر مشتاق شعر و سخن سنجین صاحبان ہے - بلکہ جو یاے فیضِ صحبت و ملاقات وافر المسرات رہتا ہے - بیتابانہ دل سے چاہا کہ - خدمتمین خود کو پہنچا دے - مگر بوجہ چند امورات عارضہ و انگار زمانہ یہ تمنا دلمین مخفی رکھی - خط کہ نصفِ ملاقات جسکو کہتے ہین نگارش کیا - اگر جواب آئے - تو کیا کہنا چاہئے - خوبیٔ تقدیر سمجھنا چاہئے - مگر وہ بھی خالی نہو - ایک دو غزل بھی جسمین چکیدۂ خامۂ لطافت شمامہ ہو - بعید از اخلاق و اشفاق اصلا نہین - اور نہو گا - زیادہ طول فضول - مدام تا دست داد دولتِ ملاقات پر افرصت مع کا - بار لایقہ یاد فرمائیں + بندہ شیخ حافظ علی ابن منشی امان علی صاحب سر رشتہ دار محکمہ اپیل ریاست سوائی جیپور - المتخلص بہ بیتاب مقیم باغ شامی رتی رام جی بغرض تفریح طبع و تبدیل آب ہوا - ۱۸ - رجب روز یکشنبہ ۱۲۹۷ھ ہجری -

فقرہ تاریخی متضمن بر تعداد شاعرات چمن انداز بصنعت رعنا مشتملہ سنوات عیسوی و ہجری انطباع دفعہ اول - جو مبدا سخن کی بارگاہ بے نیاز سے مولف کو عطا ہوا تھا - یہ مادہ تعمیہ دار ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس صنعت بین بھی تعمیہ تخرجہ ہو سکتا ہے +

بجمل - ایکسو چوالیس ۱۴۴ شاعرہ عورتون اُردو گو کا تذکرہ +

یعنے جمل کے حساب سے گن لو کہ اس فقرہ کے حروف بے نقطہ کے ۱۲۹۵ عدد سنہ ہجری نبوی کے ہوتے ہیں - اور نقطہ دار حرفون کے عدد سے ۱۸۷۸ عیسوی سال نکلتے ہین - بہ جمل سے یہ مراد ہے کہ لفظ جمل کے عدد بھی شمار مین آئینگے - یہ ہی تعمیہ کا اشارہ ہے +

چمن انداز کا ضمیمہ

جو ۱۸۸۳ء مطابق سنہ ۱۳۰۰ ہجری موافق سمت ۱۹۳۹ بکرمی مین تحریر ہوا

مؤلفہ

عجز بنیاد درگا پرشاد مؤلف تذکرۃ النساء نادری

۱۲ ۹۲

کہ باسم تاریخی مرآتِ خیالی نامزد ہے

مع عریضہ

جو بخدمت صاحب تذکرہ

بہارستان ناز روانہ ہوتا ہے

ماہ فروری ۱۸۸۴ء کو

اکمل المطابع دہلی مین سید فخر الدین مہتمم کے اہتمام سی چھپا



بسم اللہ الرحمن الرحیم
ہو انجام میرا بخیر اے کریم



اللہ اللہ! وہ بارگاہِ بے نیاز کیا مسبب الاسباب ہے کہ: انسان ضعیف البنیان جس طرف رجوع کرے اُسی رستہ کا توشہ مہیا موجود پائے۔ دیکھو مجھ ہیچمدان ہیچمیرز نے جو شاعرہ عورتونکا تذکرہ لکھا۔ تو اسکے لئے کسقدر ذخیرہ جمع ہو گیا کہ۔ اس کتاب مین بھی نہ سما سکا۔ تکملہ۔ اور ضمیمہ لکھنے کی نوبت آئی۔ افسوس کہ باوجود اپنے ایسے ثبوتونکے بھی دل فسق وفجور منزل شاہدِ مقصود کی طرف متوجہ نہین ہوتا۔ اگر یہ نالایق ازلی اسطرف توجہ کرے تو کیا رو براہ نہو۔ بیشک گوہر مطلوب حاصل کرے۔ پر اس راہِ صواب کو دشوار گزار سمجھکر اُدھر کا رخ ہی نہین کرتا۔ ورنہ وہان تو ہردم یہ صلائے عام ہے + عرفی +

طلب بیار و مترس از متاع منع کلیمؔ		بساطِ عذر میار اکہ نیستی معذور

اللہ جل شانہ اپنی عنایت بیغایت سے جلد اس گمراہ کو ہدایت کا نور بخشے۔ کہ یہ گم کردہ راہ این و آن کی طرف سے پھر کر صرف ذات خاص کا تصور ہر وقت پیش نظر رکھے۔ اور دنیاوی معاملات کی پابندی سے رہا ہو کر بصدق دل حضور سراسر نور کا خیال کیا کرے آمین یارب العالمین۔ اسی خیال سے اب اس ضمیمہ کو لکھا چاہتا ہون کہ آیندہ کو اس قسم کی خامہ فرسائی سے ایکقلم ہاتھ اُٹھاؤن۔ جیسا شعر گوئی کو ترک کر دیا ہے۔ آیندہ نثر نگاری سے بھی باز آؤن۔ کیونکہ جن باتون کے اظہار کو دل چاہتا تھا وہ اُس کے فضل و کرم سے اکثر قلمبند کر لی ہین۔ اب کچھ زندگی کا بھروسا نہین۔ پچاس برس کا سن ہے۔ کہانتک اس مکروہات مین پڑا رہون۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار ابد پایدار کی ملازمت سے بھی دست بردار ہو کر پنشن پر قناعت کی ہے۔ گو دل لگی کیواسطے بظاہر کتابون کی تجارت شروع کی ہے۔ مگر اس سے اصلی مدعا یہی ہے کہ۔ اسی بہانہ سے شاید کسی مقبولِ بارگاہ کا کلام ہاتھ آجائے۔ جسکے

اثر فیض ماثر سے جو ہر مطلب پڑ جائے - اللہ بس ماسوا ہوس +

ضمیمہ کا آغاز

ادا تخلص ہے اُس بادا کا جسکا نام امیر بیگم ہے اور چھوٹے صاحب کے نام سے مشہور ہے - لکھنؤ اسکا مقام ہے - بشاگردی میرزا عباس صاحب مشہور نام ہے - یہ کلام اُسکا نتیجہ سخن سے زیب ارقام ہے +

تالتا ہے دونوں کو وہ شوخ	دیکھیے بچتا ہے کیونکر اب کلیجہ لگی یار

امیر تخلص امیر بخش نام مقیم ضلع پورنیہ کا یہ کلام نتیجہ سخن سے ملا اور کچھ حال نکھلا +

پائے ہوئے ہین بوسۂ دلدار کا مزا	کیونکر نہوا امیر ہمارا سخن لذیذ

اہل تخلص جانکی بی بی نام اغلب کہ قوم کی کایتھہ الہ آباد کی پردہ نشین کا یہ کلام ایک مہربان نے بسبیل ڈاک روانہ فرمایا ہے اور کچھہ حال تحریر نہین فرمایا +

تونے تو رہا کر ہی دیا زلف دوتا سے	ہم جانسے بھی جائین تو اب تیری بلا سے
ملتا ہے وہ مضمون ہمین ذہن رسا سے	رہ جاتا ہے جو بندش فکر شعرا سے
اُس گل کا نہ لائے کبھی پیغام مرے پاس	شرمندہ کبھی مین نہوا باد صبا سے
کعبہ کیطرف نشہ مین کسطرح سے جاؤن	دشوار سنبھلنا ہے مجھے لغزش پا سے
آتا ہے نظر ہاتھ مین اوس شوخ کے جس وقت	ہوتا ہے لہو خاک میرا رنگ حنا سے
لایا جو شب ہجر مین اے اہل زبان پر	تاثیر ہم آغوش ہوئے آکے دعا سے
مارا ہی جنہین آپنے آنکھون کی حیا سے	اب اُنکو جلاؤ لب اعجاز نما سے
شانہ جو اولجھتا ہے تری زلف دوتا سے	ڈرتا ہے ہمارا دل صد چاک بلا سے
تا حشر جدا ہون نہ مین اُس حور لقا سے	خواہش ہے اگر دل مین تو اتنی ہے خدا سے
کیا کہین چھلے کو کرے مجھکو نہ بد نام	اتنا ہی فقط خوف ہے تری دزد حنا سے
باقی نرہی خواہش می بادہ کشون کو	بیہوش کچھہ ایسے ہوئے ساقی کی صلا سے

سچ پوچھئے تو خاکِ دربار پر ہمکو | آرام ہے پڑ کر کہین نقش کفِ پا سے

بدلا — **بدلا** تخلص بدلا جان نام ہے۔ بموجب بہار مطبوعہ دفعہ ثالث قصبہ علیگڈہ مین اسکا مقام ہے اور اس طرز کا کلام ہے ✤

یقین ہے آج سیخوار کی دعوت ہے کہ۔ تو نے بھی | گھٹا کا او دا جوڑا چرخ نیلی فام بدلا ہے
سنا کر مجکو باتین غیر سے کرتے ہو بہتر ہے | مین بدلا لینگے چھوڑ و نگی جو میرا نام بدلا ہے

پری — **پری** تخلص بی سیرہ نامی عرف بی بیجو یہودن ساکن کلکتہ بقول صبا صاحب گلدستہ نتیجہ سخن مطبوعہ فروری ۱۸۸۲ء نمبر۱ جلد۱۔ یہ شاعرہ انگریزی۔ عربی اور اردو زبانون کی ماہرہ اس قسم کے شعر موزون کرتی ہے ✤

سنکے میرا قصہ غم ہنسکے کہتا ہے وہ شوخ | ہم نسمجھے کچھہ کہ اس قصہ کا حاصل کیا ہوا

پکھراج — **پکھراج**۔ تخلص اور نام اس حور شمائل اٹاوہ والی رنڈی کا ہے جسکا یہ شعر نذر احباب ہے ✤

ہڈیون سے میری ڈر کر ہو رہا ہے محترز | مجکو سمجھا ہے سگِ جانان بھی دیوانہ مزاج

پیاری — **پیاری** تخلص اس پیاری کا ہے جو ملک بروڈہ کے علاقہ مین داڈھوان رنگ محل کی ساکنہ ہے۔ یہ اسکے کلام کا نمونہ ہے ✤

چھوڑ الفت ان بتونکی اے دلِ نادان! تو چھوڑ | بچکے چلتے ہین وہ انسے جو ہین فرزانہ مزاج

پیاری — **پیاری** بنت ممو لا ساکنہ قصبہ بلب گڈہ مقیم دہلی شاگرد بشیر خوش تقریر متخلص اسم ہے یہ نوخیز محبوبہ مرغوبہ فاحشہ شاہدانِ ہمعصر مین مشہور و معروف ہے۔ یہ شعر اسکے نام کا موجود کر ✤

کیون نہون وحشت کر قربان ضبط ہو سکتا نہین ؟

آ گئے ہین آپ از خود بے بلائے آج جو

جعفری — **جعفری** تخلص ہے جعفری جان طوائف لکھنوی مقیم کلکتہ کا جو منشی فدا حسین صاحب فرز سے ہم مشورہ ہے ✤

آتا ہے مہمان وہ ماہِ تمام روز | کس عیش سے گزرتی ہے یہ صبح و شام روز

جہان

جہان تخلص شاہجہان بیگم نام کا کلام اودھ پنچ دسمبر ۱۸۸۱ء کے پرچہ مین دیکھا گیا۔ اور کچھ حال نکھلا۔ کمافی بہار مطبوعہ دفعہ ثالث +

مرا سینہ ہے گنجینہ متاع دردِ ہجران کا	ستارہ اوج پر ہے طالع اندوہ حرمان کا

چندا

چندا تخلص ورنام ایک رنڈیکا تھا جو سودا کے عہد مین منظور نظر فیض اثر والئی اودھ تھی۔ ایک صاحب رئیس میرٹھ شیخ امیر بخش صاحب متخلص بہ امیر خوش تقریر نے بمقام لاہور یہ شعر اُسکے مجھے سنائے تھے جو یہان لکھے گئے +

گورے گورے ہین۔ پیارے پیارے ہین	دُرِ دندان نہین ستارے ہین
پیچ مین کسکو لاؤگے صاحب!	بال کسکے لئے سنوارے ہین
محفل بادشاہ کے صدقے	جہان چندا و ہین ستارے ہین

چندرسکھی

چندرسکھی نغمۂ دلکش حصہ دوم مین۔ اسکی نسبت صرف یہی لکھا ہے کہ مشہور شاعرہ کا کلام پُر تاثیر ہے"۔ مگر اُسمین اسکی کوئی غزل وغیرہ بھی نہین لکھی صرف ایک ٹھمری بھاشا کی درج کی ہے۔ بدینوجہ مینے صرف یہی نشان بتا دیا۔ اور اُسکی نقل سے قلم کو روک لیا +

حجاب

حجاب تخلص منی بائی نام باشندہ کلکتہ شاگردہ مولانا ناسخ یون لب کشا ہے + مگر بہار مین اسکو صاحب دیوان اور شوکت کا شاگرد قرار دیا ہے۔ واللہ عالم بحقیقت الحال

ایک دم بھی کسی کروٹ نہین ملتا آرام	ہائے بیچین ہین ہم دردِ جگر سے کیا کیا

حرمت

حرمت تخلص عزیز دلہن بیگم صاحبہ نام معروف بہ ستر آرا ۔ ۔ ۔ ۔ وہ صاحبہ رئیسہ دہلی کا ہے۔ جو نہایت پرہیزگار۔ نماز روزہ گزار۔ بشیر موصوف الصدر سے تلمذ کی نسبت رکھتی ہین۔ اسطرز کے صاف پُر مضمون شعر موزون کرتی ہین +

محبت کی پس قطع محبت قدر ہوتی ہے	کہ شاخِ نخل پیوندی کی پھل مین طرفہ لذت ہے

حسینی

حسینی تخلص اُس پردہ نشین کا ہے جسکا نام حشمت جان عرف چھوٹی بیگم ہے

فیض آباد اسکا مقام ہے۔ حافظ محمد امین صاحب امین کے مشورہ سے کیا خوب اسکا کلام ہے ✤

اے حسین ہمکو تو دسے خاکساری ہے پسند	ہو مبارک اُس پری پیکر کو شاہانہ مزاج

حنا تخلص ہے محمدی جان طوایف مرزا پوری شاگردہ سید الطاف حسین صاحب شیدا کا ✤

مشابہت ہے جو نقطون کو صاف افشان سے	جبین کو آپکی تشبیہ دونگا قران سے

حور تخلص اور نور وز جان نام اُس گل اندام محبوبہ بازاری کا ہے جو چھوٹے صاحب کہلاتی ہے۔ گو باشندہ لکھنو ہے پر اب کلکتہ مین رہتی ہے۔ طبیعت موزون ہر شعر خوب سمجھتی ہے ✤ بہرکیف یہ بیت اسکی نتیجہ سخن مذکورہ سے نقل کیجاتی ہے ✤

جسکی فرقت نے کنوئین جھکوائے ہین عشاق کو
وہ مرا یوسف لقا زہرہ شمایل کیا ہوا

حیا تخلص چھوٹی جان طوائف شاگردہ سید الطاف حسین صاحب شیدا یون سخن سرا ہے ✤

ہمیشہ کوچۂ جانان کے گرد پھرنا ہے	یہ پاؤن کم نہین گردش مین چرخ گردان سے

حیدری یا حیدر تخلص حیدری جان نام طوائف لکھنوی کی ایک ٹھمری نغمۂ دلکش کے پہلے حصہ مین منشی رام پرشاد صاحب کھتری عامل تخلص نے شایع فرمائی ہے ✤ یہان اشعار اُردو سے بحث ہے بدین وجہ وہ نہین لکھی گئی ✤

خورشید تخلص ہے اُس مہر آسمان دلبری کا جسکا مشرقستان کانپور ہے۔ گو آجکل کلکتہ مین اُسکا نور پر تو فگن ہے۔ محمد امین صاحب امین کی شاگردی سے مشہور نزدیک و دور ہے اسکی غزل طرازی کا یہ دستور ہے ✤

کوئی بتلاتا نہین اب مین نکالونگا کام	تھا ابھی پہلو مین کیا جانے مرا دل کیا ہوا

حسین تخلص یہ اسم ایک بت بازاری جمہری وعدہ خلافی سے عاری شنیدہ

حنا
نور
حیا
حیدری
خورشید
حسین

ہمیر پور تھی - خوش گلو - خوش ادا - نازک اندام یہ خوش خرام تھی. میرے مہربان علم و ہنر کی کان مروت اہنگ ٹھاکر گلاب سنگھ صاحب رئیس میرٹھ وارد حال دہلی اور سیر شہر چمن متخلص بہ مشتاق شہرۂ آفاق شاگرد اُستاذ فلق مرحوم جس زمانہ مین اُسطرف مصروف بکار سرکار تھے - اس دلربا سے دو چار تھی - اُنہین کی فیض صحبت سے اسکی طبیعت شعر و شاعری پر مائل ہوئی - حتیٰ کہ گاہ گاہ خود بھی چہکنے لگی - مگر تخمیناً بیس ہی شعر کہے ہونگے کہ - مشاعرہ دوامی کی شمولیت کی طلبی آگئی - چلتی پھرتی نظر آئی + ٹھاکر صاحب نے اسکی وفات کی صدمہ مین چند تاریخین موزون فرمائی ہین - ازانجملہ یہ ہے

تھوڑی سی عمر مین تو چمن امر ہی ستم	لیکن - وفا شعار و نمین نام اپنا کر گئی
دیکھا کسیکو آنکھ اُٹھا کر نہ جیتے جی	مشتاق کیطرف تری جب سے نظر گئی
خامہ سپہر کا ہے یہ لکھتا ہے سال فوت	عمدہ شعار حیف جہان سے گذر گئی

تنبیہ اسمین (ء) کو ہمزہ شمار کرکے اسکے دس عدد لئے ہین - (گزر) کو دال معجمہ سے مانکر اُسکے (٧٠٠) عدد شمار کئے ہین +

بہرکیف سنا ہے کہ جسوقت سے اسنے مشتاق صاحب کے اشتیاق مین ہاتھ پھیلایا - اُمیرون سے کسب عام سے پیر سمیٹا - صرف ناچ مجرے کا دروازہ کھلا رکھا - روٹی کپڑے کے کفیل سکے مشتاق ہی رہے -

نقل ایکدفعہ کسی اتفاقیہ بات پر حضرت مشتاق اپنی محبوبہ یگانہ آفاق سے بدمزہ ہوگئے تو یہ دلربا زمانہ بولی کہ - "اُسے یار دلنواز و مونس دمساز مین بیگناہ چندروزہ مہمان ہون - آپ مجھسے بیزار ہون - تا حیات ناپائدار بلا رنج و تعب بکشادہ پیشانی ہمکنار ہون" - چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ بہت جلد عالم بقا کو روانہ ہوگئی +

روایت - یہ رقاصہ پہلے ریاست گھرولی واقعہ بندیل کھنڈ مین ستر روپیہ ماہوار کی مجرئی تھی - لیکن اپنے پیارے مشتاق کی خاطر چھ مہینے گھر پر رہتی

تھی چھہ مہینے نوکری بجا لائی تھی۔ گو اسکے لواحق مانع آئے تھے۔ مگر یہ ایک کی نہ سنتی تھی اسکی نائکا اپنا سر دُھنتی تھی + بہرکیف یہ غزل اسنے اپنی حسب حال لکھی ہے۔ جو حضرت مشتاق ہی کے ذریعے سے بندہ کو ملی ہے +

طبع جسدن سے مری تجھہ پہ ہے آئی مشتاق	تب سے رہتی ہے مرے گھر مین لڑائی مشتاق!
اپنے گھر والے شکایت ہین تری ہر لحظ	سنی جاتی نہین ہمسے تو برائی مشتاق!
نہین دل تجھسے پھرا تیری جدائی مین مگر	مجھپہ آفت جو پڑی وہ ہے اُٹھائی مشتاق!
یہ تو ممکن نہین دل تیری طرف سے ہٹ جائے	ہوئے دشمن بھی اگر ساری خدائی مشتاق!
یاد رکھ اسنے کہی ہے زہرہ جبین جو کچھ	جان لیویگی مری تیری جدائی مشتاق!

یہ دو شعر اور بھی شاعرہ کے ہاتھ آئے ہین +

جیسا تجکو بیوفا دیکھا	نہین دنیا مین دوسرا دیکھا
اپنے بیگانے سب چھٹے ہمسے	تیری چاہت مین یہ مزا دیکھا
تیری چاہت سے دل نہین پھرتا	لاکھہ باتین تو کر کری مشتاق!

زیب

زیب تخلص بگن جان نام لکھنؤ کی حسن فروش بازاری۔ میر صغر علی صاحب اصغر کی شاگردہ کلکتہ مین یون سخن سرا ہے۔

پھیر پھرتا تھا جو رانون کو وہ بسمل کیا ہوا؟	آج سناٹا ہے پہلو مین مرا دل کیا ہوا؟

سونا

سونا تخلص یہ سہم کوئی عورت ہے فرقہ طوائفان سے جسکا کلام میرے مہربان منشی جھسو خان صاحب حسب بالا نے عنایت فرمایا ہے۔ وھو ہذا +

مین مون وہ بار ہو اور نام قیامت ہے	اور آجائے الٰہی ملک الموت کو موت

شباب

شباب تخلص محمدی جان نام شیرین کلام ابد کی شاگردہ طوائفان کلکتہ مین بمیدان سخن سنجی یون خوشخرام ہے +

وہ زلیخا کا مکان ہفت منزل کیا ہوا؟	پھٹ گیا دامانِ یوسف اور حاصل کیا ہوا؟

شوخ تخلص ممولا جان نام عرف منجھل صاحب کانپوری رونق بازار کلکتہ شاگردہ جناب منشی عبدالرحیم صاحب صبا ابد اپنی طبیعت کی شوخی یون ظاہر کر رہی ہے۔ نغمہ دلکش کے دوسرے حصہ مین بھی اسکا کلام بھیروین کی دُھن مین موجود ہے +

عش مجھ آیا تو گھبرا کر یہ کہتا ہی وہ شوخ	مُبرے عاشق میرے شیدا میرے بسمل کیا ہوا

شیرین تخلص ہے اسم - یہ وہی شیرین ادا لکھنوی معلوم ہوتی ہے جسکا کلام چمن بےنظیر مین لکھا گیا ہے اب کلکتہ مین یون گرم بازاری کر رہی ہے +

بام پر چڑھکر نہ جب آنکھین دکھائین یار نے	اُسکے کوچہ کی ہمین گردش سی حاصل کیا ہوا

صنم تخلص فہمین جان نام طوائف مقیم کلکتہ کی ایک غزل نغمہ دلکش کے دوسرے حصہ مین دیکھی ہے۔ اور کچھ حال معلوم نہین ہوا۔ از انجاست +

دلبہ دھڑکو نسے جا ئی کر یہ صدمہ پہنچا	ہو گیا صبح کو عاشق کا سفر وصل کی رات

ضیا ایک پردہ نشین تتق عصمت کا تخلص ہے۔ جسنے نواب صاحب بہادر والی دارالسرور رامپور ادام اللہ ملکہ سے فیضِ سخنی حاصل کیا ہے۔ یہ شعر اسکا ہاتھ آیا ہے

کبھی بہار کبھی موسمِ خزان دیکھا	نہ ہمنے سیر قابل یہ بوستان دیکھا

ضیا تخلص ہے اُس پردہ نشین سلو فات عفت کا جسکا نام نامی سکندر جہان بیگم ہے۔ اور یہ نازپروردہ سید امیر علی صاحب مرحوم کوتوال ساکن جاورہ کی دختر نیک اختر ہے۔ اس شاعرہ نے ایک قصیدہ رئیسہ بھوپال کے حضور مین روانہ فرمایا جسکے صلہ مین مبلغ ڈیڑہ سو روپیہ نقد پایا - اسکی عرضی مع قصیدہ کے گلدستہ نتیجہ سخن کلکتہ کے نمبر ۱۲ اسطہبار ۱۳۰۵ھ مین طبع ہوا ہے۔ اُسکی تشبیب سے یہ شعر سناتا ہون +

تجھسے بھی ہم ہمین کچھ کارِ ضروری اسدم	کہدو اے فکر رسا آج مری ہو مہمان
غزلِ تازہ زبان سے مری سن لین جو ضیا	شکلِ طاؤس چمن مین ہون عنادل قربان
غیر ممکن ہی چمن مین گزرِ بادِ بہار	بن گئی اسکے برس فصلِ بہاری دربان

قاتل تخلص محبوبہ جان نام فیروزآبادی رنڈی اپنی شیرین گفتاری سے یون قتل عام کرتی ہے۔ اس نازو ادا کا دم بھرتی ہے +

بدمزاجی کوئی دیکھے تیرے مجنونکی صنم	ہوگیا ہے آپسے اپنے وہ بیگانہ مزاج
حلب ہے بحث نہ مشک تتار سے ہمکو	غرض جو ہے سو رخ و زلف یار سے ہمکو

گوہر تخلص یہ اسم مقیمہ پرتاب گڈہ نے اپنے مسکن سلطانپور کے مدرسہ مین تعلیم پائی حافظ محمد حسین صاحب سحر سہارنپوری اور میان صغیر صاحب لکھنوی سے شعر کی اصلاح لی۔

کئی گھر آباد کرکے اُجاڑ آئی ہے + آب ۱۸۸۱ء سے پھر رونق بازاری یہ شعر اسکا بہار سے نقل کیا گیا +

آپکے جانثار ہم بھی ہین	عاشق دلفگار ہم بھی ہین

گوہر تخلص یہ اسم کوئی لکھنوی حسن فروش بازار گوالیار یون گوہر بار ہے +

منہ کی کھائی جب چڑھا ہے منہ پہ ماہ چاردہ	ہر مہینے مین نومو تا ہے مقابل کیا ہوا

مخفی تخلص تھا اُس مریم زمان بلقیس دوران کا جسکا نام نامی زیب النسا بیگم تھا لیکن یہ نور جہان تاب شمرو صاحب کی بیگم کے لقب سے مشہور ہوا۔ یہ ہی نام اس رئیسہ عالیہ کا زبان زد نزدیک و دور رہا۔ دراصل یہ مسلمانی خاندان عالی کی شمرو صاحب فراسیس کی ہاتھ آگئی تھی۔ جسنے اسے عیسائی بنا نکاح مین لی تھی۔ اسی سبب صاحب موصوف کی وفات کے بعد سرد ھنہ وغیرہ نومحال متعلقہ صاحب ممدوح کی مالک ہوئی تھی مولف نالائق کے پردادا اسے ہردیرام صاحب اور اُنکے چھوٹے بھائی رائے بہادر سنگہ صاحب مغفورین اسی سرکار کے نمک خوار تھے۔ تادم حیات سرکار ابد پایدار انگلشیہ کے خزانہ سے پنشن پاتے رہے +

کیونکہ جسوقت بیگم صاحبہ کے انتقال پر اُنکا علاقہ سرکار نے ضبط کیا تو ہر ایک ملازم کی

پنشن مقرر فرما دی تھی +

نیز بندہ کے والد ماجد منشی منسا رام صاحب نا توان غریق لجۂ رحمت منان نے دو چار سال سرکار ممدوحہ کی ملازمت کی تھی۔ مگر اُنکے حین حیات ہی آپ نے وہان علاقہ وکالت رسالہ اردلی کا بسبب بدمزاجی ڈیوڑھی صاحب کے چھوڑ دیا تھا +

الغرض بیگم صاحبہ ممدوحہ نے شاہ نصیر صاحب مرحوم سے مشورۂ سخنی اختیار فرمایا۔ جسوقت شاہ صاحب حیدرآباد کو تشریف فرما ہوئے۔ اُنکی اجازت سی میر نیاز علی بیگ نکہت اور دلسوز اُنکے شاگردون نے آپکے کلام فیض انضمام کو ملاحظہ فرمایا۔ بندہ کو شاہ صاحب ہی کے خاندان سی یہ معلوم ہوا۔ برافسوس کہ بیگم صاحب کا صرف ایک ہی شعر ہاتھ آیا +

اندنون جوش یہ ہے دیدۂ گریان اپنا	اے صبا! کہیو ٹھکانا کرے طوفان اپنا

محمود تخلص حسینی جان نام طوایف بنارسی کے کلام کا نمونہ یہ ہے +

واقف رسمِ محبت ہین۔ ہی دیوانہ مزاج	کوئی ناصح تو نہین ہم۔ ہون جو فرزانہ مزاج
شہید ہم ہین ہمین احتیاج غسل نہین	کسی کی تیغ کے پانی سے ہین نہائے ہوئے

مذنب تخلص ہے رمبن جان نامی طوائف کا جو شاگردی میر یوسف علی صاحب یوسف اسطرز پر سخن سرائی کرتی ہے +

کھینچ کر تیغِ ہلالی جو وہ آنکلے کہین	سر کو نہوڑائے ہوئے جاؤن ابھی قاتل پاس

مستورہ تخلص بہ اسم لکھنو کی کسی خانگی کا یہ شعر سنا گیا ہے +

خزان مین بھی نہ کسی حال کم ہوئی وحشت	رہا ہے اپنا گریبان بے رفو برسون

مطلوب تخلص ہے فضل النسا بیگم پردہ نشین سراوقات عصمت مقیم شمامہ کا جسکا کلام نتیجہ گلدستہ سخن مین شایع ہوتا ہے +

ہے منزلِ عدم مین دلِ سوختہ کباب	لیٹا ہے توشہ اپنا میانِ کفن لذیذ
پڑتی ہے وحشیونکی نظر خطِ یار پر	چرتے ہین خوب سبزۂ صحرا ہرن لذیذ

شیرین سخن کلام سے مزا عبولتا نہین		مطلوب شاعری کا نہایت ہے خوب لذیذ

معشوق تخلص اور مسلی نام ہیودن مقیم کلکتہ پری مندرجہ ضمیمہ ہذا کی ہمشیرہ ہے ✤

ہجر مین پہلو کو خالی دیکھکر حیران ہے		پوچھتا ہے جا سے میرا جگر۔ دل کیا ہوا

ملکہ تخلص کامنی جان نام رامپور مین پیدا ہوئی مراد آباد مین سکونت پذیر رہی۔ بائیس برس کی عمر پائی۔ ایک سیدزادہ کی منکوحہ بی بی کہلائی ✤

خیر یہ کلام اس نیک انجام کا پنجاب پنچ لاہور جلد ۲ نمبر ۲۰ صفحہ ۱۶ مطبوعہ ۹ رجون ۱۸۷۹ء سے نقل کیا گیا ✤

نہ تو صیاد کا دھڑکا نہ خزاں کا کھٹکا		ہمکو وہ چین قفس مین ہے کہ بستان مین نہین

ملکہ تخلص ان کی نام مسیحی مس بلاک بیرہ صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس کلکتہ کا ہے۔ انگریزی علم موسیقی و رقاصی مین تو شہرۂ آفاق ہونا بڑی بات نہین ہے۔ مگر یہ یکتائے زمانہ ستار نوازی مین بھی طاق ہے۔ مولانا ناسخ کی صحبت کی فیض سے شاعرہ ہی ہوکر خاموش نرہی۔ بلکہ مشرف باسلام بھی ہوگئی یہ دو شعر اسکے درج تذکرہ ہوئے ✤

ہجر مین دلکو بیقراری ہے		جوشِ فریاد و آہ و زاری ہے
آنکھین پتھرا کے ہوگئی ہین سفید		کسی بت کی جو انتظاری ہے

ٹھمک تخلص مگن جان نام شاگرد امداد حسین خانصاحب ضیا لکھنوی کا یہ رنگ ڈھنگ ہے ✤

مینے ناحق داستان ہجر کہدی یار سے		اور برہم ہوگیا سنکر یہ افسانہ مزاج

ناز تخلص کی لکھنؤ مین ایک رنڈی ہے۔ جو شیرین جان کہلاتی ہے۔ اور اس انداز سے اپنے خواہندونکو لبھاتی ہے ✤

سبب یہ ہے جو بلبل مائل پرواز ہوتی ہین		سفر ہے موسم گل کا چمن برباد ہوتے ہین

ناز تخلص امراؤ جان نام ہے۔ اس طوائف سندیلہ والیکا خیر آباد مقام ہے۔ اور

اسی طرز کا کلام ہے ؎

نہ کہین کچھ تو وہ سنین سب کچھ	بات مانین تو ہم کہین سب کچھ

ناز۔ تخلص بندی جان نام عظیم آبادی فارسی اُردو اور انگریزی دان کا یہ شعر بہار مطبوعہ دفعہ ثالث سے ملا ہے ؎

انکو جانا تھا میرے پاس سے گر وقت اخیر	شکل اکبار مجھے اَور دکھاتے جاتے

نازان۔ تخلص ننھی جان نام عرف چھل بل کا ہے۔ جسکے ناز و انداز کا عام کلکتہ مقر ہے۔ یہ اسکا شعر ہے ؎

میری پہلو مین نہین۔ زلفِ مسلسل ہین نہین	تیری مٹھی مین نہین ہے۔ پھر مرا دل کیا ہوا

نازنین۔ بہار مطبوعہ دفعہ ثالث مین اس فاحشہ مرزاپوری مقیم بنارس کا نام مانکی لکھا جسکا یہ شعر حضرت کو ملا ہے ؎

جان دی مینے جو اُس چشم سیہ کے عشق مین	سیر گاہِ آہوان چین مرا مرقد ہوا

نصیبن۔ تخلص الٰہی جان نام سہارنپور کا بازار جسکا قدیمی مقام ہے۔ ۱۲۸۸ھ کو وارد دہلی ہوئی۔ میرے مہربان حضرت بشیر خوش تقریر سے ملی۔ اُنہین کے فیض صحبت سے شاعرہ بن گئی۔ حتیٰ کہ بدیہہ گو ہوگئی۔ ایک روز اُسکی والدہ خفا ہوکر نکل گئی۔ تو یہ علامہ اپنے آشناسے یون گوہر افشان ہولی ؎

گھر والے بگڑ جائین بگڑنے دو بلا سے	کیا تمسے جدا کرکے یہ ملائینگے خدا سے

آجکل یہ رقاصہ آگرہ کیطرف چلی گئی ہے۔ یہ شعر بھی اسکا ہے ؎

اجل نہ دَیر مین آئے۔ نہ نکلے جان کعبہ مین	ترے قدمون پہ دم نکلے۔ تمنا یہ ہماری ہے

نظیر۔ تخلص کی کوئی بازاری عورت لکھنؤ مین یون اپنی گرم بازاری کرتی ہے۔ یعنے اس انداز کے شعر کہتی ہے ؎

وہ آئے ہین مری بالین پہ کچھ تو کہہ سن لو	خبر کرو ملک الموت کو ذرہ ٹھہرے
محبت لب جان بخش یار نے مارا	مسیح میرے لئے باعث قضا ٹھہرے
ہے کب آتش غم پارۂ دل مضطر	نظیر آگ یہ پارہ رکھو تو کیا ٹھہرے

نقاب

نقاب تخلص حمیدن بائی نام ساکنہ کلکتہ جنسے رامپور اور ڈھاکہ وغیرہ کی سیر بھی کی ہے۔ مسماۃ حجاب کی شاگردہ ہے۔ بہار مطبوعہ دفعۂ ثالث سی یہ شعر اسکا لکھا جاتا ہے

وہ کیا منہ دکھائینگے محشر مین مجکو	جو آنکھین ابھی سے چُرائی ہوئی ہین

وزیر

وزیر تخلص ہے اسم دہلی کے زنانہ سکول مین تعلیم پاتی ہے۔ بشیر خوش تقریر سے شعر کی اصلاح لیتی ہے تھوڑے دنون سے اپنی ہمشیرہ کے پاس قصبہ سونی پت مین جا رہی ہے۔ یہ دو شعر اُس نوخیز کے ہین +

مین جھکا بات کہنے کو تو کہا	"ہے کیون آتے ہو پرے بیٹھو
خبر دیتی ہے یہ ہچکی مجھے دلبر کے آنے کی	ہمارے دل کے اسٹیشن پہ غم کی ریل جاری ہے

تنبیہ دراصل ریل اُس لوہے کی پٹری کو کہتے ہین جسپر دُخانی گاڑی کے پہئے چلتے ہین۔ مگر عوام الناس مین یہ لفظ ٹرین کی جگہ مروج ہوگیا ہے۔ کما لا یخفیٰ علیٰ فہیم

ولایتو

ولایتو طوائف لکھنوی یون غزل سرائی کرتی ہے +

ہماری سارے اسیر زمین آبرو ہو جائے	کمند زلف اگر حلقۂ گلو ہو جائے

ہنر

ہنر تخلص ہے اُس گنا جان رنڈی کا جو دربھنگہ مین مقیم ہے۔ اور کبھی کبھی حسن بھی اپنا تخلص باندھتی ہے۔ یہ شعر اُسکا ہے +

کیون نہ چرخ پیر کو کہئے ہے دیوانہ مزاج	ہا سے یہ پیرانہ سالی اور طفلانہ مزاج

بالخیر تمت

۱۰ فروری ۱۸۸۳ء وقت صبح مقام دہلی بدیوانخانہ خود بقلم شکستہ رقم احقر عباد در گاہ شاد ناشاد عفی اللہ عنہ

من نوشتم صرف کردم روزگار	من نمانم این بماند یادگار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عریضہ

معروضہ سراپا گناہ روسیاہ عجز بنیاد درگا پرشاد جامع تذکرۃ النساء نادری موسومہ
مرات خیالی جسکے دو حصے گلشن ناز و چمن انداز ۱۲۹۲ھ ہجری اور ۱۲۹۵ھ نبوی مین
علیحدہ علیحدہ منشی انبی پرشاد صاحب تاجر کتب دہلی نے طبع فرمائے ہین - اور اب
مکرر صحیح ہوکر بہیئت مجموعی مع تکملہ اور ضمیمہ کے چھپا چاہتا ہے +

بخدمت فیض درجت شرافت پناہ لیاقت دستگاہ جناب حکیم محمد فصیح الدین صاحب
رئیس میرٹھ موجد تذکرہ نویسی زمانہ یکتا زمانہ متخلص بہ رنج نکتہ سنج سلمہ اللہ تعالی +

حضور نے کمال عنایت فرمائی - جو ہیچ مدان کی یاد دل سے نہ بھلائی - ۱۲۹۹ھ ہجری قدسی مین
جو آپنے تیسری دفعہ ترمیم فرماکر اپنی بہارستان ناز چھپوائی تو اُسمین کئی جگہ چمن انداز
کو بخطاب ردیات چمن انداز زیب تحریر فرمایا - شاید آپکو کامل نسخہ ہاتھ نہ آیا - اور نہ گلشن انداز
حضور کے ملاحظہ مین گزرا - خیر بقول شخصے - "بدنام اگر ہونگے تو کیا نام نہوگا" - مجھے اس حرف
سے کچھ بحث نہین ہے - اپنا مذہب صلح کل ہے - مینے اپنے رسالہ مین کوئی لفظ جناب کی
نسبت گستاخی کا نہین لکھا تھا - ہان جہان غلطی پائی تھی اُسکو درست کر دیا تھا -
حضور نے اپنے اخلاق کریمانہ سے جو چاہا بندہ کی نسبت زیب رقام فرمایا - اسکے علاوہ
مجھے جناب منشی محمد علیم الدین صاحب مالک مطبع عثمانی کیجد متمین تین چار سال سے نیاز حاصل
ہے جنکی فرمایش سے جناب نے یہ نسخہ ترمیم فرمایا ہے اس سبب سے بھی زیادہ لکھنا فضول
سمجھتا ہون - صرف اسقدر مودبانہ گزارش کرتا ہون کہ + تیرہ صفحہ کی دس و گیارہ سطر مین جو
آپنے ارقام فرمایا کہ "اُس تذکرہ کو طرح طرح گھڑ گھڑا کر کچھ فرضی اور خیالی شاعرہ کا کلام خود ہی
لکھکے حاصی کی ریس پر کچھ کا غذ سیاہ کرینگے الخ" - بنظر انصاف ملاحظہ فرمائے کہ -
بندگان حضور نے چمن انداز سے کیا کچھ نہین لیا ؟ اسکے سوا حضور اس کام کی بقول

اسپنے موجد ہین منزہ مقلد ہیچمدان نے کہین تصنیف کا دعوی نہین کیا۔ اور تالیف
کے معنی یہی ہین کہ کہین کی اینٹ کہین کا روڑا بھانمتی نے کنبہ جوڑا"۔ میری گلشن ناز
مین تزیین اور اُسکے تکملہ مطبوعہ سابقہ مین جو چمن انداز کے ساتھ چھپا ہے آٹھ اور
چمن انداز مین ایکسو چوالیس یعنی کل دوسو پانچ عورتون کا کلام لکھا گیا تھا حضور کی
بہارستان ناز مطبوعہ دفعہ سوم مین بھی صرف ایکسو چوہتر کی ہزاران لکھی گئی ہے۔
حالانکہ شمار مین ایک کم آتے ہین۔ نیز فہرست کا مقابلہ کل سے کیا گیا تو فہرست مین
حرف کاف کی نو شاعرہ لکھی ہین اور کتاب مین دس کا کلام ہے۔ فرمائیے گنا لکھنوی
فہرست سے کیون خارج ہے؟ اور اب جو میرا تذکرہ مکرر چھپا ہے اسمین گلشن ناز کے تکملہ
مین قریب پچاس کے، اور چمن انداز کے ضمیمہ مین پچاس شعر گویونکا ذکر بڑہایا گیا ہے جس سے
کل شعر کہنے والیون کی تعداد تین سو سے زیادہ ہوگئی ہے۔ فرمائیے گلچین کسکی کتاب ہے؟
او جنابی کی ظہرت جو تہمت لگائی ہے اُسکا حال یہ ہے کہ بندہ نے اکثر جگہ منقول عنہ کا
حوالہ دیدیا ہے مگر ، فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ، یا ، ہر کس بخیال خویش خبطے دارد ،
اغلب کہ حضور نے اس خیالی مسئلہ کو برتا ہوگا پس وہ سرکو بھی ایسا ہی سمجھ لیا ، ن
حضور نے پانچوین صفحہ کی گیارہوین سطر مین ترقیم فرمایا ہے۔ غرضکہ اسی تعداد
تذکرہ دیکھ ڈالے۔ جا بجا سے ڈھونڈھ کے نکالے۔
نہ پایا الخ" لیکن جناب نے اُن تذکرون کی فہرست میلرون تذکرہ تو شائد
کل ہندوستان کے کتب خانون مین بھی نملین گے آپنے دیکھنے مین کہان سے آئے؟
ہان کسی چھپے ہوے تذکرے کے سینکڑون نسخہ کسی مطبع وغیرہ مین دیکھ لئے ہونگے۔
کیونکہ جواہر العجائب مطبوعہ مطبع منشی نولکشور صاحب بھی بندگانعالی کو نملا۔ کمال تعجب کی
بات ہے۔ میرے گلشن ناز مطبوعہ سابقہ کے چوتھے صفحہ کو بھی حضور نے ملاحظہ نفرمایا
اسمین اٹھارہ بیس تذکرونکے نام اور آٹھ عورتونکی شاعری کا پتہ لکھا گیا ہے۔

مگر دیکھتی کہان سے نہ وہان تو صرف چمن انداز کی چھپ رہی رہی نظر اقدس سے گزری تھی۔ کامل کتاب کی آپکو کیا خبر تھی۔ نیز اب جو تیسری دفعہ اسکو ترمیم فرمائی یہ نسخہ کامل مین حضور کی نذر کرونگا۔ مصرعہ + گر قبول افتد زہی عز و شرف شعر بقول قاضی اختر

تقصیر ہو معاف تو ال [illegible] ہین ارواح		مجکو سمجھئے آپ جو مورد عتاب کا

[illegible] تذکرہ [illegible] حضور [illegible] نازکو انتخاب فرمایا۔ تو حضور اسکے موجد کسطرح ٹھہرے [illegible] کہ [illegible] خاص کتاب سے تقسیم کی [illegible] نہیت تھی [illegible] تو [illegible] آپ ملاحظہ فرمائین کہ وہ [illegible] ہین کہ آپ [illegible] اپکا [illegible] کبھی [illegible] کلام [illegible] کتاب مین [illegible] چھوڑ دیا [illegible] اسکی باتی کلام کو بکاین [illegible] دعوی بے دلیل کی تقریر [illegible] ثبوت [illegible] بسم اللہ کے بیانمین منشی [illegible] نہیت معلوم کہ شہرت آپکی کیا غرض سے [illegible] چھپین۔ اخبار ونمین بھی چھپین دہلی کے [illegible] فارسی ہین۔ عالیخاندان الاد ودمان ہین۔ اگر آپ اُنسے ناواقف ہین تو کیا یہ غیر مشہور ہین یہ صحیاب تخلص نواب بیگم نام صبا دیوان کے بیانمین حضور [illegible] کچھ لکھا ہے کہ "دروغ برگردن راوی"۔ شاید اسمین بندگان حضور کو شبہ رہا ہے [illegible] حال متقال چمن انداز سے لیا وہ سب راست سمجھا گیا غرض اسمین [illegible]

جو یہ فقرہ سنایا گیا مقتضائے تحقیق تو یہ تھا کہ آپ تحقیق فرماتے اپنا شبہ مٹاتے میر
تصدق حسین نے۔ جیسا کہ مینے حیا کے بیان مین جناب کی خطا ظاہر کی تھی +

منجھو خانم۔ کنیز کی رباعی جو حضور نے زیب رقام فرمائی ہے وہ درصل میر علی اوسط
صاحب رشک کی ہے۔ انکا دیوان نظم مبارک ۱۲ ملاحظہ فرمائیے۔ چوتھی دفعہ کی ترمیم مین
اصلی تحریر سے بھی ہاتھ اٹھائیے +

فریدن کے بابت مین جو کچھ ارشاد ہوا بجا و درست ہے۔ کیونکہ حضور خاص ہانکے رئیس استدار
آبادہین اسی شہر میرٹھ کی رنڈیون کی فہرست آپکے ہان تیار ہوگی۔ بندہ نے جیسا سنا تھا لکھدیا
تھا۔ بالفرض اگر غلط ہے۔ تو بقول آپکے۔ "دروغ برگردن راوی" + میرے پاس بمقام لاہور
دلی سے ایک خط مین اسکا احوال یون پہنچا تھا کہ "میرزا محمد بیگ صاحب ایرانی قرابت دار نواب
شمس الدین خان صاحب مرحوم کی زبانی فریدن کا حال لکھا جاتا ہے۔ عرصہ تک جنکی ملاقات ہاس شاعرہ
سے رہی تھی"۔ پس مینے درج تذکرہ کردیا۔ وہ خط بجنسہ میرے پاس موجود ہے جس صاحب کو شک ہو آکر ملاحظہ فرمائیں
پیش از ین بہتان سے بچنا ہے بقول بندی "جیسی سنی ویسی کہی + پاپ پن ہی تیار رہے"

کنیز کے بیان مین حضور نے سب سے بڑھکر گل کھلائے ہین عجیب و غریب فقرے اڑائے ہین
ان سب سے قطع نظر کرکے بندہ صرف اتنا عرض کرتا ہے کہ وہ نصرت الدولہ بہادر کو
اہل مطابع نے نصرت الدولہ بہادر چھاپا۔ حضور نے اُسے نصرت الدولہ بہو بنا لیا
خیر چھا کیا رہا کنیز فاطمہ بیگم ممکن ہے کہ فاطمہ بیگم کی لونڈی کا تخلص کنیز ہو حضور ہی
اسکو بیٔہ فاطمہ بیگم نام سمجھے ہون پس میری پچھدائی پہ بہتان بندی ناحق و ناروا ہے
زیادہ گزارش کرنا تہذیب کا منہ کالا کرنا ہے +

ماہ لقا کی نسبت ارشاد ہے کہ۔ یہ ایک شعر اسکے اشعار سے منتخب ہوا"۔ سچ ہے سچ
سچ کہنا کہ اسکے کتنے اشعار نظر مبارک سے گزرے تھے جنمین سے یہ منتخب ہوا۔ بندہ کو تو صرف
اسکا یہی شعر ہاتھ آیا تھا۔ وہی جمن انداز مین لکھدیا تھا + جسکی ذی سے حضور نے نقل کرلیا

ہے ۔ یہ چوری اور سینہ زوری نہین تو کیا ہے؟

نازک تخلص زینت جان نام کے کلام کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ۔ "یہ دو شعر اُسکے یاد تھے لکھدئے گئے"۔ اگر حضرت کو شعر ہی یاد تھے تو اسکی سکونت وسنہ موجودگی چمن انداز سے لکھدیتے۔ اسمین کیا قاضی جی گلہ کرتے؟

نازک تخلص وفتن جان نام پر تحریر ہے کہ "منّا جان رنڈی کے ڈیرے مین آنے جانے لگی" جنابعالی! وہ تو اُسکے ڈیرہ مین آکر آباد ہوگئی۔ اور چمن انداز کے چھپنے تک منّا جان کے پاس رہی۔ بلکہ اُسکے بعد منّا جان کی تجہیز وتکفین خود ہی کی۔ آپنے ناحق چمن انداز کے اس فقرہ کو بدلا کہ "منّا جان والدہ فتن جان متوفی کے ڈیرہ مین آئی"

غرض اسکا بیان آپنے خلاف واقعہ تحریر فرمایا ہے۔ اسپر آپ لکھتے ہین کہ "باور فرمائیے کہ جھوٹ نہین سچ ہے۔ یہ اشعار اُسکی زبانی سنے ہوئے تحریر ہین"۔ سبحان اللہ! چہ دلاور دزدے کہ بکف چراغ دارد ۔ جناب نے چمن انداز کی خاک چھانکر یہ شعر فتن کے لکھے اور زبانی سنے ہوی تحریر فرمائے۔ آپنے جسوقت یہ شعر لکھے ہین اُسوقت اُس سے ہمکلام ہونا تو درکنار اُسکا دیکھنا بھی غیرون کو نصیب نہ تھا۔ اور اگر آپ پہلے سُن چکے تھے تو اول ہی دفعہ یا دفعہ ثانی مین کیون نہ لکھے؟ الغرض ہٹ دھرمی اچھی نہین ہے۔ یہان سے معلوم ہوا کہ آپکے سارے دعوے نرے دعوے ہی دعوے ہین۔ راستی کے دریا سے کنارے ہی کنارے ہین۔ خیر غیب کا حال خدا ہی جانتا ہے۔

صفحہ	سطر	لفظ غلط	صحیح
٤	٨	مطالب	مطب
٥١	١	برام	برزم
٥١	٨	تہی بعد غدر	بھی بعد غدر
٦٤	٤	کہول کر	گھول کر
٦٨	١٣	میر کرامت علی	میر برکت علی
٦٩	٣	فرحت کے بیان کی عبارت سے نہ اسکا موجود ہونا ثابت ہوتا ہے نہ مرجانا۔ کوئی	

فقرہ موجود کی پر دال ہے کوئی تو تیدکی پر غرض کہ اجتماع نقیضین ہے۔ بہار مطبوعہ دفعہ کی تحریر
تو اسکی خوشیدگی کی صفائی ظاہر کرتی ہے دفعہ ثالث کی ناحق دھو کا دیتی ہے ۹۹-۱۵- نوزم۔ نوزم
جناب حکیم صاحب! یہ سات آٹھ غلطیان بہارستان ناز مطبوعہ دفعہ ثالث کی صرف اس سبب سے
نمونہ کیطور پر گزارش ہوئی ہین کہ باوجود اسقدر کوشش و سعی کے بھی مطبع کے کارپرداز جیسی کہ چاہیے
صحت نہین کرتے۔ آپ تو خود وہان رونق افروز تھے جبقدر صحت ہوتی کم تھی۔ اور جسوقت کہ
میرا چمن انداز چھپا تھا مین لاہور مین تھا اور کتاب دہلی مین چھپی تھی۔ پھر بھی حضور کو اسمین بجز
ایک اس (بہادر) لفظ کے اور کوئی گرفت کا موقعہ نملا۔ گو اپنی ہٹ دھرمی سے آپنے فریدن
اور کنیز کے بیانمین نے اپنے دلکا غبار نکال لیا۔ خوب ہوا کہ مین عاقبت کی باز پرس سے بری ہو گیا۔
اب یادہ گوئی یاوہ گوئی سمجھکر سلام عرض کرتا ہون اور اسکا انصاف منصف مزاجون سے
چاہتا ہون ✦ تحریر تاریخ ۲۰۔ نومبر ۱۸۸۲ء

الراقم
درگاپرشاد نادر

قطعات تاریخ تالیف مجموعہ ہذا مع تقریظات جو اسوقت تک موصول ہوئی ہین

قطعات ریختہ کلک جواہر سلک جناب ٹھاکر گلاب سنگھ صاحب مشتاق فن شاعری کے مشتاق رئیس میرٹھ و نوق بخش دہلی اور سیر محکمہ نہر غربی جمن سلمہ اللہ تعالی شاگرد استاد قلق مرحوم

دیکھکر ہان کتاب نادر کی	خوش ہین مشتاق عاقل و دانا
از سر دوستی کہا مینے	۱۳۰۰ھ خوب ہے یہ کلام معشوقان

دیگر

عجائب لکھی تمنے نادر کتاب	گلستان نازک خیالان ہے
لکھی اسکی تاریخ از روئے انس	زہے گلشن خوبرویان ہے یہ

ایضاً

یہ سچ ہے کہ نادر نے اس تذکرہ مین — لکھے عورتون کے ہین حالات نادر
سرِ جان سے اسکا مشتاق بیشک — لکھو سال تم بھی۔ خیالاتِ نادر ۱۳۰۰ھ

منہ

کیا خوب تمنے لکھی ہان یہ کتاب نادر — ہے شور اک جہانمین شاباش و مرحبا کا
منقوط حرف مین ہے مشتاق اسکی تاریخ — احوال سارا لکھا عوراتِ خوش ادا کا ۱۳۰۰ھ

فصلی

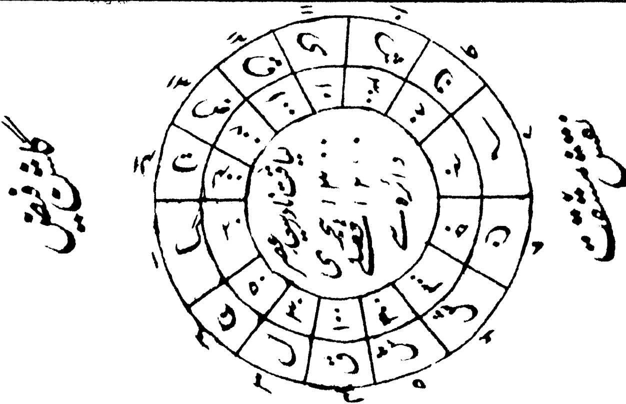
ہوگئے ترمیم چھپی پھر یہ کتابِ نادر — دیکھئے لکھتے ہین تاریخ سخن ور کیا کیا
پوچھا مشتاق سے جو سال تو یہ اسنے — سر بہجت سے کہا۔ نغمۂ اصنام چھپا

ایضاً عیسوی

صنم کی جمع ۱۲

بیٹھا کس سوچ مین ہے تو مشتاق — دیکھ کیا خوب ہے باغِ عورات
لکھ ہے از روئے بشارت اسکا — عیسوی سال۔ چراغِ عورات ۱۸۹۶ء

دائرہ تاریخی اسم فرمودہ ٹھاکر گلاب سنگہ صاحب موصوف



قطعہ از نتایج فکر رسا موزحقی و جلی ای کاشف ٹھاکر لال سنگھ صاحب واصف برادر اکبر ٹھاکر گلاب سنگھ صاحب مشتاق موصوف

افسوس ہے کہ۔ اس کتاب کی چھپنے سے پہلے ہی جناب واصف صاحب واصل بحق ہوئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

وا ازنادرا ! واصف۔ برادر مشتاق۔ مرا

بندہ نے یہ فقرہ الگی وفات کی سمبت بکرمی کا نکالا ہے۔ اکثر احباب نے اس حادثہ کی تاریخیں موزون کی ہین۔ جنکو مشتاق سراپا اشفاق نے جمع کیا ہے۔ شاید کسی موقعہ پر چھپ جائین ٭

لکھا نادر نے واقعی واصف	تذکرہ خوب غور تو نکاہے
تو بھی لکھدے یہ مصرعہ تاریخ	نغمۂ بلبلانِ دنیا ہے

قطعہ رقم فرمودہ جناب بابو شنکر لال صاحب کھتری رئیس رڑکی ضلع انبالہ رونق افزائی حال دہلی شاگرد جناب مشتاق منبع اشفاق

لکھی تمنے کتاب کیا نادر!	ہے یہ گویا نمونۂ اصنام
نازنینان خوش بیا نو نکے	درج ہین اسمین واقعات تمام
دلمین شنکر کے دیکھکر آیا	اسکی تاریخ دیجئے انجام
لکھہ سر بزم سے۔ ندا آئی	ہے یہ بے مثل و بنظیر کلام

قطعہ از طبع فیض رسا جناب ٹھاکر ادہا کشن صاحب مشتاق رئیس قصبہ سرجن نگر متعلقہ مرادآباد مقیم میرٹھ شاگرد جناب مشتاق شہر آفاق

لکھا تمنے جو آج کل نادر	تذکرہ کیا ہی ہے بہارستان
لکھا مشتاق نے بھی اُسکا سال	بے سر نقص نظم مہرویان

قطعہ نظم فرمودہ مشیخت پناہ شیخ شرف الدین صاحب ظہور متوطن موضع

اینڈری ضلع کرنال متعینہ سرسور ضلع دہلی اہلکار محکمہ نہر شاگرد جناب مشتاق صاحب موصوف المصدر زاد الطافہ

خوب ہی اس کتا میں آئی ظہور — نازنینوں کا ہے بیان لکھا
ہے سر حور میں نے اسکا سال — عورتوں کی ہے داستان لکھا ۱۳۱۲ف

قطعہ تاریخ عنایتی شیخ مشیت اللہ صاحب مشیت ساکن سکندرآباد ضلع بلند شہر شاگرد ٹھاکر گلاب سنگھ صاحب مشتاق شہر افاق

نادر نے وہ لکھا ہے یہ تذکرہ زنانہ — لازم ہے گلرخوں کا کہئے اسی گلستان
تاریخ ہے گر اسکی درکار اے مشیت! — از روئے جوش لکھدی ہے نظم خوبرویان

قطعات تاریخیہ نتیجہ قلم صداقت رقم جناب مولوی محمد عبد الحی صاحب صفا بدایونی وکیل عدالت دیوانی صاحب تذکرہ شمیم سخن وغیرہ کتب متعدد سلمہ اللہ تعالی ۱۳۱۸

قطعات تاریخ طبع مکرر تذکرہ چمن انداز

میرے شفیق حضرت نادر نے اے صفا — عورات ہند کا ہے لکھا ٹھیک حال
کیوں شکر کرے ہے یہ تصور کیا بندھا — تاریخ طبع لکھدو انیس خجستہ فال

ولہ

تذکرہ اچھا لکھا نادر نے تھا عورات کا — بار اول جب چھپا مقبول اہل دل ہوا
از کشش و اصرار سے احباب کے با اہتمام — بار ثانی زیور طبع سے پھر اچھا سجا
سال طبع دومی ہاتف نے بار وے ادا — ہے چھپا نادر کا نادر تذکرہ مجھسے کہا

ولہ

چمن انداز چو شد طبع صفا بار دوم — شوق دیدار فزون گشت بہ ہر فرد بشر
سال تاریخ بہ یک مصرعہ دوبارہ گفتم — چمن ذکر جمیل در سند اہل نظیر

تمام شد

فہرست ہفت اسماء عورات فاضلہ مبینہ تمہید

مقدمہ میں جن پچیس نامی گرامی عورتوں کا ذکر ہے انکی فہرست

گلشن ناز کی شاعرہ کا شمار ترتیب ہے

تکملہ میں جنکا کلام ہے اُنکی فہرست

نمبر	تخلص	نام	مقام	صفحہ
۱۲	حجابی	+	جرباذقان	۵۷
۱۳	حسینہ	حسینا بیگم	بھوپال	″
۱۴	دلشاد - آغا بیگم متذکرہ گلشن ناز ہے			″
۱۵	دولت	+	سمرقند	۵۸
۱۶	رابعہ	+	اصفہان	″
۱۷	رابعہ	+	بلخ و شیراز	″
۱۸	زبیدہ	تمہید گلشن ناز میں دیکھو		″
۱۹	زلیخا	+	دہلی	۵۹
۲۰	زہرہ - امراؤ جان عرف چھجن		لکھنؤ	″
۲۱	زینت	زینت النساء	دہلی	″
۲۲	سلیمہ	+	آگرہ	″
۲۳	سید - جو گلشن ناز میں تخلص ملکہ ہے - جرجان			″
۲۴	شاہجہان و شیرین	نواب شاہجہان بیگم صاحبہ	بھوپال	۶۰
۲۵	شاہی	+	گیلان	″
۲۶	شرم	+	لکھنؤ	″
۲۷	شیرین	بیگا	″	″
۲۸	صراحی	محترم النساء	مشہد	۶۱
۲۹	فاطمہ	+	خراسان	″
۳۰	فاطمہ - بی بی فاطمہ سام[1]		دہلی	″
۳۱	نصیحہ	خاتم	ہرات اصفہان	″
۳۲	قرۃ العین	ام سلمہ	+	۶۲
۳۳	کاملہ	+	دہلی	″
۳۴	کنیز فاطمہ	+	کابل	″
۳۵	کوکب	ستارہ بانو	شیراز	″
۳۶	گلبدن	+	آگرہ	۶۲
۳۷	گلچہرہ	+	″	″

نمبر	تخلص	نام	مقام	صفحہ
۳۸	گلشن	+	+	۶۲
۳۹	ماہ یا ماہ لقا جو چمن انداز میں تخلص چندا درج ہے اور شاید و مین مبہم کی رہ من بھی یہی لکھی گئی ہے			۶۳
۴۰	ماہی	+	+	۶۳
۴۱	محترم - صراحی مذکورہ بالا ہے		مشہد	″
۴۲	محوی	+	قم	″
۴۳	مخدومہ	+	یزد	″
۴۴	مدینہ	+	دکن	″
۴۵	مستورہ	ماہ شرف	کردستان	″
۴۶	نظیر	+	شیراز	۶۴
۴۷	نہانی	+	اصفہان	″
۴۸	ہما	+	+	″
۴۹	یاسمین بو	+	دہلی	″
۵۰	مجہول التخلص والاسم		شیراز	″

عذر گناہ بدتر از گناہ

اگرچہ بموجب اس مثل کے میرا عذر بھی سماعت کے قابل نہیں ہے مگر + بر کریمان کارہا دشوار نیست + پر عمل فرماکر بگوش رغبت سنئے اور قبول فرمائیے + بندہ سال ہا سال سے اس تذکرہ کی فراہمی میں مصروف تھا - پس جسوقت کسی شاعرہ کا کلام ملا فوراً کسی پرچہ پر لکھلیا - اسمین یہ خیال نہوا کہ یہ پرچہ کس موقعہ پر نقل ہونگا اب جو اس کتاب کو بہیئت مجموعی چھپوایا اور وہ ردی ردی پرچے کاتب صاحب کے حوالہ ہوئے - تو بعض کا حال مکرر لکھا گیا جیسے صراحی و محترم کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے پس امید کہ کوئی صاحب یہ گمان نفرمائیں کہ مولف نے شمار اسمار کے بڑہانیکو ایسا کیا ہے - بلکہ اس نقص کا باعث میری عدم فرصتی تہا - جو اسکو بنظر ثانی

[1] اغلب کہ یہ نام صیام ہو یا صائم کیونکہ یہ پارسا دائم الصوم تھی ۱۲ منہ

ماحیال سے یہ فہرست بنادی ہے
اللہ بس باقی ہوس

چمن انداز کی ایکسو چوالیس غزل سرایون کی فہرست

ہن	نواب ہن بیگم معروف نواب بہو صاحبہ	فیض آباد	۹۱	ضیا	ضیائی بیگم		
دھب	مہران ہندی	دہلی	۹۲	طالب	+	+	۱۲۸
ذلیل	نوبہار	+	″	ظرافت	+	+	″
راویہ	رابعہ	دہلی	″	عابد	نواب امراؤ بیگم صاحبہ	جیپور	″
رعنائی	نواب قدسیہ بیگم	+	۹۳	عالم	خاص محل صاحبہ	کلکتہ	۱۲۹
زہرہ	نصیبن	دہلی	″	عزت	عزت النساء	مظفرنگر	″
″	+	انبالہ	″	عزیز	+	دہلی	″
″	منی جان	کلکتہ	۹۴	عشرت	نواب عشرت محل صاحبہ	اودھ	۱۳۰
″	لطیفن	کرنال	″	عصمت	عصمت النساء	لاہور	″
″	امراؤ جان عرف جھنڈو	لکھنو	۹۵	عفت	نجم النساء	لکھنو	″
ژالہ	+	+	۱۰۰	علی	علی بخش	″	″
سردار	سردار بیگم	لکھنو-اٹاوہ	″	عیدو	متخلص بہ اسم	دہلی	″
سلطان	سلطان بیگم صاحبہ	لکھنو	۱۰۳	غریب	امیر النساء بیگم	پٹنہ	۱۳۱
شرارت	امیر جان	دہلی	″	فاطمہ	فاطمہ بیگم	آگرہ	″
شرفن	شرفن جان	کانپور	۱۰۵	″	فاطمہ سلطان بیگم معروف بہ لاڈو	دہلی	″
شرم	چھوٹے صاحب	لکھنو	″	فرحت	فرحت بخش	فیض آباد	″
″	شمس النساء بیگم صاحبہ	″	۱۰۶	فرخ	فرخ بخش	پورب	″
شریر	جگن جان	جلیسر کول	″	فریدن	متخلص بہ اسم	میرٹھ	۱۳۲
شوخ	گنا بیگم صاحبہ	دہلی	″	قادری	″	دہلی	″
شیریں	بیگا جان	لکھنو	۱۰۹	قمر	حیدری بیگم عرف ملکہ دلغنہ صاحبہ	کلکتہ-دہلی	″
″	نواب شاہجہان بیگم صاحبہ	بھوپال	۱۱۰	″	قمر النساء	+	۱۳۳
″	شیریں وسیلہ	لکھنو	۱۱۱	کمن	متخلص بہ اسم		
صاحب	امۃ الفاطمہ صاحبہ عرف صاحب جی	دہلی	۱۱۲	کنیز	کنیز فاطمہ	″	″
صدف	نواب ... محل صاحبہ	لکھنو	۱۱۳	″	″	″	۱۳۴
صنم	درگا بائی	آگرہ	″	کیفی	+	دہلی	″
صنوبر	جیون	جالندھر-دہلی	″	گنا	متخلص بہ اسم	لکھنو	۱۳۶
ضرورت	شرف النساء بیگم	دہلی	۱۱۴	گوہر	″	کابل	۱۳۷

تخلص	نام	مقام	صفحہ	تخلص	نام	مقام	صفحہ
لوہر	لعل بے بہا	لکھنو	۱۳۷	مہتاب	متخلص بہ اسم	بریلی	״
گیتی آرا	متخلص بہ اسم	دہلی	״	مہر	جیبان جان عرف کالی	کرنال	״
لطیف	لطیف النسا بیگم	عظیم آباد	۱۳۸	ناز	[illegible] جان	فرخ آباد	״
״	اللہ جوائی	پٹنہ	״	״	گیتی آرا	دہلی	۱۴۶
لعلن	لالن	سہارنپور	״	״	״	״	״
ماہ	مغلی بیگم	دہلی	״	״	امیر جان	لکھنو	۱۴۷
״	+	״	۱۳۹	نازک	زینت جان	دہلی	״
ماہ لقا	اغلب چندا کو بائی	حیدر آباد	״	״	فتنت جان	״	۱۴۸
مبارک	مبارک النسا بیگم	دہلی	״	نجیبن	+	+	۱۴۹
محجوب	نواب محبوب جہان بیگم صاحبہ	اودھ	۱۴۰	״	متخلص بہ اسم	دہلی	״
مخفی	سلطان جہان بیگم صاحبہ	دہلی	״	نزاکت	رمجو نارنول	״	۱۵۰
مشتری	قمر سجان	کلکتہ	۱۴۱	״	کندو	״	۱۵۱
مشوق	[illegible] خانم	فیض آباد	۱۴۳	״	+	بمبئی	۱۵۲
مغل	بیبا جان عرف مغل جان	دہلی - حیدر آباد	״	نائی	+	لکھنو	״
منور	منور بخش	لکھنو	۱۴۵	نظیر	متخلص بہ اسم	+	״
منو	منو جان	کرنال	״	.	.	.	.

صحت نامہ تذکرہ النساء نادری طبع دفعہ ثانی جسکا باعث ہی سنگ ساز کی مہربانی اگر پیدا ہوا و قارئین [illegible] کتاب کو صحیح فرما کر ملاحظہ فرمائینگے زیادہ حظ اٹھائینگے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲	زبانی	زمانے	۱۴	۳	[illegible]	تربیت	۲۲	۸	کا جو	کا ہے جو
۳	۳	اسے	اسکے	۰	۱۷	انگیان	انگنان	״	۱۹	افتادہ ام	افتادم
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۱	۱۳	[illegible]	رودکی	״	۲۱	ضرو راہ	صرف راہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۳	[illegible]	شاعراؤنکا	۲۵	۱۷	عم قلی	علی قلی
[illegible]	۳	[illegible]	اسپ	״	۱۵	[illegible]	سوداگرے	۲۶	۹	مذکو	مذکور
״	[illegible]		״	۱۹	۵	[illegible]	[illegible]	״	۱۷	انگیری	انگیزی
״	۱۴	زردجہ	[illegible]		۹	گفتنی کہ باشد	گفتہ کہ باشد	۲۷	۱۲	بقا	نقد
״	״	عبد اللہ	[illegible]		۱	این	این توبہ	״	۱۷	فتاۃ	فتاۃ
۱	۱۰	[illegible]	[illegible]	۲۱	۸	[illegible]	[illegible]	۲۸	۹	گرہ	گرہ
۱۳	۱۸	میرے	در سے	۲۰	۱	بیدل	بیدل تخلص	۲۹	۱۰	تخلص	متخلص
نوٹ		[illegible]	[illegible]	۲۰	۳	[illegible]	انعوان		۱۳	سوئیکے	ہو نیکے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱	۲	ہشم	ہشتم	۵۹	۲	ماذم	بماذم	۱۲۷	۱۳	رولا	رُلا
〃	۱۲	فشان	بفشان	۰	۱۲	ہونس	مونس	۱۳۸	۴	سے کے	کے
〃	۱۶	رازعی	رازی	۶۱	۲	انیم	نیم	〃	۱۰	وارد	وارد
۳۲	۳	ادکار	اذکار	〃	۷	یہ	کایہ	〃	۱۱	دروازہ ہی	دروانہ
〃	۷	شیناں	ستاں	〃	۱۹	قاضی	ماضی	〃	۱۴	مین	بین
〃	〃	رسم	قسم	۶۳	۱۱	بیت	بریت	۱۳۹	۶	دوسرا ردو	دوسرا اردو
۳۳	۵	کوئی	کی کوئی	〃	〃	حو	خو	۱۴۰	۲	۱۸۸۰	۱۸۸۴
〃	حاشیہ	کشید	رشید	۶۸	۱۸	نکہ کہ	نکہ	〃	۲	پیشتر	بیشتر
〃	۱۸	مردون	مُردن	۷۱	۱۳	حب	سب	〃	۲	قیاحکا	قیامت کا
〃	۱۹	ہو	تو	۷۲	۱	اتیرمر	اترے	〃	۱۸	سا	اب!
۳۵	۳	برادری	برواری	〃	۸	فسا	ذرہ	۱۴۱	۱۸	ذر	ذرا
〃	۵	کلام	کلام ہے	۷۹	۱۵	مرقوم	مرحوم	۱۴۵	حاشیہ کا	منور	منو
〃	۰	حسرت	حیرت	〃	۲۱	فرامہ	زرامہ	۱۴۶	۲	گیتارام	گیتارانام
〃	۱۲	دیگر	دلگیر	۸۱	۳	تیرا	ترا	〃	۲	تبام گیتارام	گیتارانام بیگم
〃	۱۵	حل بر	حل ہر	۸۸	۲۱	سی	ی	-	-	تام بیگم	-
۳۶	۱۸	بہرہ	بہر	۸۹	۶	مو	ہے مو	۱۴۸	۷	ڑ	بڑ
۳۸	۸	حقیقی	حقیقتی	۹۵	۱۱	نکلے	نکلین	۱۵۳	۲۰	تحا	تحتا
۳۹	〃	گشتہ	گشتیہ	۹۶	۱۵	اُستاد	اوستاد	〃	نوٹ	سے بود	کے بودی
۴۰	حاشیہ	لکھا	لکھا	۹۷	۲	حاصل	حاصل	۱۵۵	۱۳	کی	اپنی
۴۱	۱۶	نارند	مارند	〃	۸	من کو	من کہ	۱۶۵	۲	ناکتا... ہم	ناکتا ہم اور کر
〃	نوٹ	رہ گیا ہے	۵	〃	۱۰	اخبارذن	اخبارون	۰	۰	۰	مژگان سے
۴۲	۱۵	آید	آمدت	۹۸	۱۰	فنک	فلک	〃	۹	کاہتہ	کاہتہ ہو
۴۵	۱	تقریظ تاریخ	تاریخ وتقریظ	۱۰۳	۲	گھلا	کھلا	〃	۱۴	نغرش	لغزش
〃	۱۷	اصاف	را	〃	۳	بہر	نہیں	۱۶۷	۱۸	تلمز	تلمذ
۴۷	۷	کلام	کلام	۱۰۶	۵	تری	تیری	۱۶۹	۳	کی فیض	کے فیض
۵۰	۱۲	۶	۶ مین	〃	۱۱	ترے	تیرے	〃	۱۳	اشتاق	اشتیاق
۵۱	۱۷	اندار	انداز	۱۰۷	۱۹	کیا	کیا یار	۱۷۰	۱۵	چھر	چھڑ
۵۲	۶	معنی	یعنی	۱۰۹	۲۰	ممر	ہنس	۱۷۳	۶	شا	شاہ
۵۴	۸	خرانہ	خزانہ	〃	۲۱	تیرے	ترے	〃	۱۵	قاتل	قاتل کے
〃	۱۰	شعر درج ہو	شعر گو درج	۱۱۳	۷	فنا	صبا	۱۸۰	۱۵	بہادر	بہادر
۰	۰	تھے۔	ہوئی تھین	۱۱۸	۹	چھرا	چھڑا	۱۸۳	۱۳	سم	رسم
〃	۱۴	اٹھا	ہاتھ اٹھا	۱۳۱	۲۱	کسبی	کسی				
۵۵	۲۱	گھری	گھڑی	۱۳۲	۱۵	ساخ	ناخ				
۵۶	۱۰	ا	یا	۱۳۳	۱۴	نظر	نظم				
۵۸	۱۱	دول ہرباں	دل نامہرباں	۱۳۶	۱۶	کبی	کسی				

التماس مولف کم اساس

کہ اس کتاب مین یاے معروف و مجہول کی شناخت مروجہ حال ملحوظ رہی ہے مگر بعض جا سہو کاتب کا اشارہ دستور قدیم

الملتمس [illegible] دستخط مہر مولف

عرض حال جس روز ... فہرست ... تیار کی تھی اس [illegible] ۱۵۲ ہی صفحہ چھپ کر [illegible]
تھی وہیں تک کی فہرست [illegible] تیار کردی [illegible] چھپ گرائی تو یہ فہرست غیر مکمل رہ گئی [illegible]
لکھنا چاہئے بمجبوری چند سطور [illegible] المرقوم ۱۵ فروری [illegible]

تتمہ فہرست شاعرات

نمبر	تخلص	نام	مسکن	صفحہ
•	نورن	+	فرخ آباد	۱۵۳
•	وزیر	متخلص اسم	خیرآباد	״
•	ولایتی	״	دہلی	״
•	ہوس	+	+	״
•	یاد		دہلی	״
•	یاس	آفتاب بیگم	فیض آباد	۱۵۴
•	یاسمین	چنبیلی	لکھنو	״
	یاسمین	نوختن	سہارنپور	۱۵۵
	لا اعلم	+	دہلی	״

نمبر	تخلص	نام	مسکن	صفحہ
۲۱	رسیمن	متخلص اسم	ہمیرپور	۲۹
۲۲	زیب	گمن جان	لکھنو	۱۵۰
۲۳	سونا	سونا جان	دہلی	
۲۴	شباب	محمدی جان	کلکتہ	״
۲۵	شوخ	مموا جان	״	۱۵۱
۲۶	شیرین	نعمت بشند گرہ چمن انداز	״	״
۲۷	صنم	فہیمن جان	״	״
۲۸	ضیا	+	رامپور	״
۲۹		سکندر جہاں بیگم صاحبہ	جاورہ	״
۳۰	قاتل	محبوب جان	فیروزآباد	۱۵۲
۳۱	گوہر	گوہر جان	پرتاب گڈھ	״
۳۲	گوہر	+	گوالیار	״
۳۳	مخفی	شمرو کی بیگم صاحبہ	سردھنہ	״
۳۴	مخمور	حسینی جان	بنارس	۱۵۳
۳۵	مزیب	امین جان	+	״
۳۶	مستور	مستوری جان	لکھنو	״
۳۷	مطلوب	فضل النساء بیگم صاحبہ	شملہ	״
۳۸	معشوق	صلحہ	کلکتہ	[illegible]
۳۹	ملکہ	کامنی جان	״	״
۴۰	״	الٰہی	[illegible]	״
۴۱	مہک	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۴۲	[illegible]	[illegible]	״	״
	״	امراؤ جان	خیرآباد	״
۴۴	״	بندی جان	عظیم آباد	۱۵۵
۴۵	نازاں	ننھی جان	کلکتہ	״
۴۶	نازنین	انکی	بنارس	״
۴۷	نصیبن	الٰہی جان	سہارنپور	״
۴۸	نظیر	+	لکھنو	״
۴۹	نقاب	حمیدن بائی	کلکتہ	۱۵۶
۵۰	وزیر	متخلص اسم	دہلی	
۵۱	ولایتو	+	لکھنو	״
۵۲	نہو حسن	گنا جان	دربھنگہ	

ضمیمہ کی فہرست

نمبر	تخلص	نام	مسکن	صفحہ
۱	ادا	امیر بیگم عرف چھوٹا	لکھنو	۱۶۵
۲	امیر	امیر بخش	پورنیہ	״
۳	اہل	مانکی بی بی بندکی	الٰہ آباد	״
۴	بندہ	بدہ جان	علیگڈھ	۱۶۶
۵	پری	سیدہ عرف بیگم	کلکتہ	״
۶	پکھراج	یہی نام ہے	اٹاوہ	״
۷	پیاری	+	بڑودہ	״
۸	״	+	چھب گرہ	״
۹	جعفری	جعفری جان	کلکتہ	״
۱۰	جہاں	شاہ جہاں	+	۱۶۷
۱۱	حیدرا	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۲	[illegible]	[illegible]	+	״
۱۳	حجاب	منی بائی	کلکتہ	״
۱۴	حرمت	عزیزہ دلہن بیگم صاحبہ / [illegible] سردار بہو صاحبہ	دہلی	״
۱۵	حسین	حشمت جان	فیض آباد	״
۱۶	حنا	محمدی جان	مرزاپور	۱۶۸
۱۷	حور	نوروز جان	کلکتہ	״
۱۸	حیا	پھولی جان	+	״
۱۹	حیدری	حمیدی جان	لکھنو	״
۲۰	[illegible]	+	کلکتہ	״

اشتہار صداقت بار

دیکھنیوالا ایک کتاب لاجواب تذکرۃ الشعرا فارسی و اردو کی
بیان مین ۱۹۸ صفحہ ۲۰×۲۶ کاغذ پر ایسی عمدہ چھپی ہے
کہ جسکی خوبی قلم کی زبان سے ادا نہین ہوسکتی ہے اول تو
اسکے ہر صفحہ پر نقاشی ہے پھر موقعہ بموقعہ پر لوح بھی ہیں
تین قسم کے کاغذ پر چھاپی گئی ہے۔ ولایتی کاغذ ۲
سیرامپوری ۔ ۱۰/۔ بادامی ۔ ۸/۔ محصول ہر ایک کا
فیس رجسٹری ۔ ۲/۔ ولایتی کاغذ کی مجلد ۔ عسم ۔ جو صاحب
چاہین دہلی کے بڑے دریبہ کی دکان منشی درگا پرشاد صاحب تاجر
کتب و منیجر دہلی بک سوسائٹی سے طلب فرمائین ۔ اس کتاب
مین سوا تین سو سے زیادہ مستورات کا بیان ہے ۔ اسکے
دو حصہ ہین ۔ پہلا گلشن ناز جسمین فارسی زبانکی شعر گویونکا
ذکر ہے ۔ دوسرا چمن انداز مع ضمیمہ ۔ اسمین اردو کی سخن
سرایون کا بیان ہے غرضکہ یہ نادر نایاب قابل دید ہے
ایک فصل اسمین تاریخ گوئی کے بیان کی بھی مذکور ہے ۔

زیادہ طول فضول ہے

تحریر تاریخ ۵ فروری ۱۸۹۳ع روز جمعہ

التماس مولف نقشۂ اساس

واضح رائے ناظرین تمکین ہو کہ ۔ احقر العباد درگا پرشاد کھتری سرہندی متوطن دہلی پنشن یاب سررشتہ تعلیم ممالک پنجاب وغیرہ منیجر دہلی بک سایٹی ۔ ایجنٹ دفتر کلیۂ امتحان دہلی جنرل کمیشن ایجنٹ مصنف ہوم سیریز سیریز و ہینڈ بک ۔ مہتمم رسالہ ہند و سیتاپالی لغات اردو ۔ مولف تذکرہ شعرائے دکن ۔ و نکات اعجابیۂ تذکرۃ النساء ۔ مترجم رسالہ نحو فارسی صہبائی و خاصیت مصری مع ترجمہ و فرہنگ جسکے ساتھ نوادر المصادر کا خلاصہ بھی ہے وغیرہ وغیرہ ۔ دسمبر ۱۸۸۱ء سے دہلی کے بازار دریبہ کلان مین کتابون کی تجارت کیلئے دکان کھول بیٹھا ہے ۔ پنجاب کے سررشتہ تعلیم کی انگریزی و فارسی کتابین اور جناب ایڈیٹر صاحب شمس العلما صاحب کی کتب یا فیض لاہور مفید عام پریس کی کتابین وغیرہ اکثر موجود رکھتا ہے ۔ اسکے علاوہ منشی آر سین کے جغرافیہ ۔ لالہ بشن سروپ کے شجرہ عالم ۔ لالہ برج لال کی سکھر سہیلی و پہیلیان مجموع المطابع کی کل کتابین وغیرہ اپنے پاس رکھتا ہے ۔ جو صاحب نقد پانچ روپیہ کی یا اس سے زیادہ کی کتابین خریدین انکو فی روپیہ ایک آنہ کمیشن بھی دیتا ہے ۔ اور بعض پر بیس فیصدی ۔ پس بنابر آگاہی ہر خاص و عام چند کتابون کے نام مع قیمت و محصول ڈاک مشتہر کرتا ہے ۔ ہر بلندہ کی رجسٹری صرف دو آنہ پر ہو سکتی ہے ۔ بلا رجسٹری بلندہ کا جواب دہ بندہ نہیں ہوگا ۔ نیز جو صاحب قیمت کتب خلاف ضابطہ ڈاکخانجات ارسال فرمائینگے اسکی گم شدگی کا ذمہ دار بندہ نہ ہوگا ۔ جو صاحب ٹکٹ ڈاک بھیجین وہ رجسٹری کے خط مین روانہ کرین اور فی روپیہ ایک آنہ کمیشن کا دین ورنہ منی آرڈر عنایت کرین یا ویلوپے ایبل پارسل کے ذریعہ سے طلب فرمائین اصل قیمت نقد یا پارسل سے بھیجنے پر ڈاک گھر مین داخل کرنی ہوگی فقط۔

(۱) فہرست کتب دہلی بک سایٹی جنکا خریدار ہے ۔ جو خریدار کو بیس فیصدی کمیشن مل سکتی ہے محصول و رجسٹری کا خرچ بذمہ خریداران

نمبر	نام کتاب	قیمت	محصول
۱	فرہنگ گنجینہ خرد	۶ر	؍
۲	ایضاً کاغذ ولایتی	۸ر	؍
۳	ترجمہ فکس ریڈر مع گریمر	۵ر	؍
۴	ترجمہ دو باب گلستان مع فرہنگ	۲ر	؍
۵	حل ترکیب ایضاً مع ترجمہ	۸ر	۱ر
۶	تحفہ مشق العدد و اوزان	ـر	۲؍
۷	حل مساوات سوالات جبر	۸ر	۱ر

(۲) نقشہ جات لالہ بشن سروپ صاحب وغیرہ بھی اسی کمیشن پر ہیں ۔

نمبر	نام کتاب	قیمت	محصول
۱	پنجاب ۔ دیسی ۔ ۲۲ ۔ ۲۹ پر	۱ر	؍
۲	ہند ۔ ولایتی کاغذ	۱ر	؍
۳	ہند دیسی ...	؍	؍
۴	ایشیا ۔ ولایتی کاغذ	۱ر	؍
۵	یوروپ ۔ ایضاً	؍	؍
۶	ایضاً ۔ دیسی جناتی کاغذ	؍	؍
۷	افریقہ ۔ ولایتی ۔	؍	؍
۸	امریکہ جنوبی ۔	؍	؍
۹	امریکہ شمالی	؍	؍
۱۰	کنز الفوائد ۔ تصویر و تدبیر کا نقشہ	۵ر	؍

(۳) دیگر کتب چھاپہ اسی شرح سے کمیشن مقرر ہے ۔

نمبر	نام کتاب	قیمت	محصول
۱	مساحت سالم صاحب کا حال منشی گنگا پرشاد صاحب مشہور انسپکٹر	۱ر	؍
۲	انگلش گریمر بزبان اردو	۲ر	؍
۳	شجرہ عالم	؍	؍

قیمت کتاب حصہ چہارم ۸ر حصہ پنجم ۱۲ر ... میزان الحساب

۶	نقش صد ثمری	
۷	نقشہ پنجاب	
۸	نقشہ ایشیا	
۹	نقشہ یورپ	۴ر
۱۰	ایضاً	۰۴ر
۱۱	اکسیر در بارۂ گلٹ	۴ر
۱۲	ولائیتی کاغذ پر	۸ر
۱۳	مدرس النساء دلاوڑی / سفید / ولائیتی	۸ر / ۱۰ر / ۱۲ر
۱۴	ترجمہ رسالہ نحو فارسی	۲ر
۱۵	ترجمہ خلاصہ اخلاق محسنی	۲ر
۱۶	فارسی کی پہلی کتاب	۱ر
۰	ترجمہ مطبوعہ لاہور	۰

(۴) کتب دفتر کلید امتحان - پانچ سے زیادہ کے خریدار کو ایک آنہ روپیہ - دس سے زیادہ لینے والے کو دو آنہ روپیہ - بیس سے زیادہ والے کو بیس فیصدی کمیشن -

۱	جنتری دوامی	۲ر
۲	مظہر المساحت	۶ر
۳	کلید القواعد	۵ر
		۴ر

۷	مفتاح التاریخ	۰۲ر
۸	باب دانش	
۹	خزینہ دانش فصل اول	۱ر
۱۰	ایضاً فصل دوم	۲ر
۱۱	سکول پریمر حصہ اول	۳ر
۱۲	ایضاً حصہ دوم	۵ر
۱۳	نیو گائیڈ	۴ر
۱۴	لیتھو پریمیر ...	۱ر
۱۵	ایضاً حصہ دوم	۰ر
۱۶	اسٹوڈنٹ	۰ر
۱۷	پاکٹ بک	۲ر

مکتبراسے انگریزی کی کتابیں ...

۱۹	گلدستہ اقلیدس	۵ر	۰ر
۲۰	مصطلحات فارسی		۱۰ر
۲۱	مرقعہ تمغہ جواہر ...		۴ر
۰	کیا مرض کو مفید ہے		

(۵) کتب سردار جیسا سنگھ صاحب بابینا -

۱	فرہنگ پرائمر	۳۰ر
۲	فرہنگ ڈکس پیریمر مع گرامر	۵ر
۳	فرہنگ پرسن پریمر مع گرامر	۱۰ر

(۶) کتب منشی ... حسین صاحب

۱	جغرافیہ پنجاب	۱ر
۲	ایضاً ہند	۳ر
۳	ایضاً ایشیا	۴ر
۴	رائے جماعت پنجم	۰۲ر
۵	گلشن مساحت	۴ر

(۷) کتب انگریزی لالہ جگناتھ صاحب

۱	نیو لیٹر رائٹر	۱۰
۲	سنٹر بک	۶ر

(۸) کتب منشی جرکجی لال صاحب شرح بالا

۱	سکھر ... کاغذ ...	۴ر
۲	ایضاً دیسی	۳ر
۳	ایضاً خانگی	۲ر
۴	پہاپاں ... کاغذ دیسی	۲ر

(۹) جناب منشی محمد احمد صاحب کی کتب ریاضیہ بھی حسب شرح کمیشن ملتی ہیں -

	بہار ...	۱۲	۲ر
	ایضاً حصہ ...	۱۲	۲ر
۳	جبر مقالہ تودہ معراک		۰ر
۳	... خرد	۱۱	۰ر
۵	شرح جبر و مقابلہ کلاں	عمر	۱ر
۶	تو ڈہنٹر کی اقلیدس مع اقلیدس	عمر	۱ر
۷	تراشہائے مخروطی	عہ	۱ر
۸	رسالہ مساحت کلاں	۱۲ر	۱ر
۹	... خرد	۶ر	۱ر
۱۰	شرح کلاں رسالہ کی	۸ر	۱ر
۱۱	ایضاً خرد رسالہ کی	۴ر	۱ر
۱۲	علم مثلث مستوی	عہ	۲ر
۰	کروی ہیر ...		

۱۳	ہندسہ یا جبر	عہ	۱ر
۱۴	جزئیات و کلیات علم		۳ر
۱۵	علم سکون		۱ر
۱۶	چار عنصر در علم کیمیا	۳ر	
۱۷	صحیفہ فطرت تمہید	۶ر	۴ر
	مقالہ اول		
۱۸	علم طبیعی کی الف بے	۶ر	
۰	بطور سوال و جواب		

(۱۰) منشی ... صاحب کی کتابیں -

۱	ارمغان دہلی حصہ اول	۱۲ر	۲ر
۲	طبعی تعلیم	۹ر	۰ر
۳	ہادی النساء	۶ر	۰ر
۴	تحریر النساء زینت طبع	۲ر	۰ر
۵	ہندوستانی اردو لغات	۴ر	۰ر
۰	نمبر تیار ہیں ماہوار شائع ہوتا ہے		

(۱۱) کتب میرزا اشرف بیگ صاحب مرحوم -

۱	گلدستہ دانش کا ترجمہ	۵ر	۰ر
۲	بوستان مندرجہ پریمر	۱۲ر	۱ر
۰	خرد کا ترجمہ		
۳	شرح شاہنامہ	۹ر	۱ر
۴	ایضاً دیوان نشاط	۰۳ر	۰ر
۰	مشمولہ گنجینہ خرد		
۵	موید الطلاب یعنی فرہنگ	عمر	۲ر
۰	کتب درسیہ		

(۱۲) متفرقات کتب انگریزی ...

۱	ترکیب انگریزی	۵ر	۰ر
	ترجمہ آموز	۵ر	۰ر
		عمر	۲ر
۴			
۵	جولفسن ڈکشنری		

(۱۳) کتب منشی محمد الحسن صاحب

۱	فارسی کی پہلی کا ترجمہ	۱ر	۰ر
۲	ایضاً دوسری کا ترجمہ	۱ر	
۳	گلستان کے دو باب کا ترجمہ	۲ر	
۴	خلاصہ قواعد اردو	۱ر	
۵	اتالیق انگلش حصہ دوم	۲ر	

(۱۴) متفرق فارسی -

۱	امیدوار حصہ اول ...	۱ر

... فیصدی کمیشن ... اور جو ... لیکر دس روپیہ ... ملیگا -